خزینۂ ذوقِ عبرت کا ہے گنجِ شوقِ حسرت ہے
عجب کچھ منظرِ دلکش طلسمِ جزر و فطرت ہے

تاریخ اودھ

(حصۂ اول)

جسمین

میر محمد امین المخاطب بہ برہان الملک نواب سعادت خان بانی سلطنت اودھ سے لیکر مرزا محمد مقیم المخاطب بہ نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ کی زندگی تک کے حالات اور برہان الملک کا نسب نامہ اودھ کی حقیقت لکھنؤ کی آبادی اور شیخ زادے حضرت مخدوم شاہ میناصاحب قدس سرہ کا حال دربار دہلی مین سادات بارہہ کا قابو انکا عروج و زوال خاندان بنگش کے انقلابات مرہٹون کے کارنامے۔ نادرشاہی حملے نواب علی محمد خان بہادر و نواب سید سعد اللہ خان بہادر روہیلون کے سوانحات۔ احمد شاہ ابدالی کی آمد کے حالات یعنی ۱۱۳۱ہجری سے ۱۱۶۷ھ تک کے جزو کل تمام واقعات محمد شاہی دربار کی عبرت خیز حیرت انگیز روداد۔ ارکان دولت و کارپردازان سلطنت کے عیوب و نقائص اور انکی کورنمکی و خودغرضی و زرکشی اور غیرون سے طلب امداد کے دلچسپ و دلکش سین نہایت شرح و بسط کے ساتھ کھینچے گئے ہین جو ہر طرح سے عبرت و حیرت کا ایک بے بہا مرقع ہے

مصنفہ

جناب مولانا مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان صاحب نجمؔ رامپوری مدظلہ اللہ القوی مصنف کتب متعددہ

باہتمام

کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۱۹ء

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپکر شائع ہوئی

مولانا محمد نجم الغنی صاحب مصنف کتاب ہذا

No. 9/III-528.

General Administration Department:

Dated Allahabad, the 4th January 1910.

Office Memorandum.

The undersigned is directed to acknowledge with thanks the receipt of the two books in Vernacular, entitled "The History of the Rohilla Pathans" and "the History of Lucknow" Part I compiled by him.

Under-Secretary to Government,

United Provinces.

To

M. MUHAMMAD NAJM-UL-GHANI,

Head Moulvi, Maharana's High School,

Udaipur.

No. $\frac{703}{\text{XII-181}}$ of 1910.

MISCELLANEOUS DEPARTMENT:

Dated Naini Tal, the 14th May 1910.

Office Memorandum.

In continuation of office memo. No. 9/III-528, dated the 14th January 1910, the undersigned is directed to inform Munshi Muhammad Najm-ul-Ghani, that the Government of the United Provinces will be glad to purchase one copy of the book entitled "History of the Rohilla Pathans" and fourteen copies of the book, entitled "History of Lucknow" Part I, on condition that certain misprints which appear in them are corrected. The bill for the books should be sent to the Under Secretary to Government in the Miscellaneous Department for payment.

REGISTRAR,

for Under-Secretary to Government,

United Provinces.

To

M. MUHAMMAD NAJM-UL-GHANI,

HEAD MOULVI, MAHARANA'S HIGH SCHOOL,

Udaipur.

مضمون متعلق حاشیہ صفحہ ۶ حصہ اول تاریخ اودھ

یہ جو بیان کیا گیا ہے کہ یہ روایت سینہ بسینہ چلی آتی ہے کہ شیخ مبارک غلام زادہ تھا۔

ابو الفضل کی زندگی کے واقعات سے بھی اس پر اشارہ ہوتا ہے۔

(۱)۔ خافی خان کہتا ہے کہ لوگوں کو ان کے نسب مین کچھ طعن تھا۔

(۲)۔ ابو الفضل اور فیضی کے ایک خط کے جواب میں شیخ مبارک نے لوگوں کی باتوں کو دھونا چاہا ہے اور انھیں تسلی دی ہے۔

بابا ے من! از فضلاے این عہد کہ ہمہ جو فروش وگندم نما اند ودین را بدنیا فروختہ تہمت آن بر ما بستہ اند۔ از گفتۂ آنہا نباید رنجید۔ وازانکہ از طرف نجابت ما گفتگو دارند دل پر تشویش نباید نمود۔ در زمانے کہ والد من تفویض ودیعت حیات نمود من بحد تمیز نہ رسیدہ بودم۔ والدۂ من مرا در سایۂ عواطف یکی از سادات ذوی الاحترام در کمال عسرت پرورش می داد و در تربیت من از طرف درس علمی و دیگر تادیب کمال سعی بکار می برد۔ ازانکہ پدرم مرا حسب فرمودۂ بزرگی موسوم بہ مبارک ساختہ بود روزے یکے از ہمسایہ ہای حسد پیشہ آن سید والا نژاد کہ غم خواری و تیمار داری ما بیکسان می نمود مادرم را بکلمات درشت رنجانیدہ مرا بعدم نجابت مطعون نمود۔ والدہ ام گریہ کنان نزد آن سید الامقام کہ از نسب و حسب پدرم اطلاع داشت رفتہ نالش تعدی او نمود و آن سید او را از جرو توبیخ تمام نمود۔

آگے اور مضمون ہے۔ غرضکہ لوگوں کو اسوقت ان کے نجیب الطرفین ہونے مین

ضرور کلام تھا۔ ؎

تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا

فی زماننا نواب مرزا خان داغ کے معتقد بھی جہان حسب و نسب کا ذکر آتا ہے
تو گول ہو جاتے ہین ۔

چنانچہ ابو الفضل نے آئین اکبری کے خاتمے مین اپنے خاندان کی بابت کچھ
لکھا ہے۔ مگر وہ بھی دبی زبان سے۔ اپنا وطن یمن بتایا ہے۔ نوین صدی مین
علاقۂ سندھ کے قصبۂ ریل مین آئے اور پھر وہان سے ناگور مین آکر سکونت
اختیار کی۔ شیخ موسیٰ و شیخ خضر کو دادا پردادا لکھا ہے۔ مگر باپ کا نام ظاہر
نہین ہوتا کہ کیا تھا وغیرہ وغیرہ ۱۲

۳۲۵۶۰

تاریخ اودھ

پہلے ایڈیشن پر انشاپردازون کی رائین

اخبار ہمدرد دہلی ۳۰ جنوری ۱۹۱۴ء کی اشاعت مین لکھتا ہے

یہ کتاب مولانا حکیم نجم الغنی خانصاحب رامپوری مدرّس اعلیٰ مہاراناہائی اسکول اودیپور نے بعض مستند تواریخی کتابون کی مدد سے مُرتب کی ہے اور بہت تفصیل کے ساتھ ہر واقعہ کا حال دیا ہے۔ کتاب مذکور ۴ جلدون پر مشتمل ہے۔

"دربار لاہور ۳۰ جنوری ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے"

یہ ایک پُر درد واقعات کی دلچسپ کتاب ہے جس مین نواب سعادت خان بُرہان الملک بانی سلطنت اودھ سے تاجانعالم واجد علی شاہ کے متعلق تمام تحقیقی اور مستند واقعات دیے گئے ہین مصنف نے واقعی اس کتاب کے مُرتّب کرنے مین کافی غور وخوض سے کام لیا ہے۔

"الخلیل بجنور ۸ فروری ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے"

تاریخ اودھ کی یہ پہلی جلد ہے جو ۱۹۰ صفحات کی ضخامت رکھتی ہے جناب مولانا حکیم نجم الغنی خانصاحب رامپوری نے اسّی سے زیادہ کتب تواریخ و رسالجات وغیرہ سے

مدد لیکر اسکو نہایت قابلیت کے ساتھ روایتون کے باہم فرق دکھلا کر تالیف کیا ہے شروع مین لائق مصنف کی تصویر بھی ہے۔ چونکہ یہ جلد اوّل ہے اسلیے اس مین نواب سعادت خان برہان الملک سے لیکر مرزا مقیم مخاطب بہ نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ تک کی زندگی کے حالات کے ساتھ دربار دہلی مین سادات بارہہ کا قابو اُن کا عروج و انحطاط۔ خاندان بنگش کے انقلابات مرہٹون کے کارنامے دہلی مین نادرشاہی روہیلون کے سوانح احمد شاہ ابدالی کی آمد کے حالات بھی درج ہین گویا ۱۱۳۱ھ ہجری سے ۱۱۶۷ھ ہجری تک کے تمام واقعات اور محمد شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ دربار کی مفصل سازشین ارکان دولت اور وزراء کا نفاق باہمی جنگ اور صوبہ تین غیرون سے امداد اور انکی قوت سلطنت کی بربادیان کُشت و خون دغا اور فریب نمک حلالی اور کورنمکی بیدردی تباہی خود غرضی اور زرکشی کے سین ایسی اچھّی ترتیب اور سلسلے سے دکھلائے گئے ہین جس سے مؤلف کی داد دینا پڑتی ہے امید ہے کہ اسکی آیندہ جلدین اور بھی دلچسپ ہونگی۔

"الخلیل بجنور یکم مارچ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے"

(تاریخ اودھ حصۂ دوم) ہمنے ایک گذشتہ پرچۂ الخلیل مین تاریخ اودھ کے حصۂ اوّل کا ریویو کیا تھا کہ قابل مصنّف نے کثیر التعداد کتب تواریخ وغیرہ کی مدد سے نہایت عرقریزی کے ساتھ اسکو تالیف کیا ہے یہ اُسی کا دوسرا حصہ ۳۰۰ صفحہ کا ہے نواب شجاع الدولہ کی مسند نشینی سے نواب آصف الدولہ کے عہد حکومت اور نواب وزیر علی خان کے عزل و نصب تک کا حال ہے اور نہایت دلچسپ ہے اور نہ صرف اس صوبہ بلکہ دہلی۔ لکھنؤ۔ الہ آباد۔ بنگالہ کی اُس وقت کی پالٹیکس کا تمام نقشہ سامنے آجاتا ہے انگریزون کے

اقتدار کا آغاز اور ریشہ دوانیان مسلمانون کی باہمی نااتفاقیان۔ خودغرضیان اور تباہی اور دربار دہلی کی کمزوری کے عجیب عبرتناک سبق آموز سین ہین۔

"وطن لاہور ۱۳ فروری ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے"

مولوی محمد نجم الغنی خانصاحب اعلی مدرس فارسی مہارانا ہائی اسکول ریاست اودیپور نے جو بہت سی مختلف علوم کی کتابون کے مؤلف ہین اس کتاب مین نواب سعادت خان برہان الملک بانی سلطنت اودھ کے حالات سے لیکر جانعالم واجد علی شاہ آخری سلطان اودھ کے عہد تک کے جملہ حالات تحقیق و روایت کے ساتھ درج کیے ہین اور کوئی قابل ذکر واقعہ چھوڑا نہین ہے قابل دید کتاب ہے۔

وکیل امرتسر ۱۴ فروری و ۳۰ مئی و ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

(تاریخ اودھ) مولوی حکیم نجم الغنی خانصاحب مدرس اعلی مہارانا ہائی اسکول اودیپور نے بعض مستند کتب تاریخ کی مدد سے یہ دلچسپ اور مُدلّل کتاب مُرتّب کی ہے

(ایضاً) اس کتاب مین نواب سعادت خان برہان الملک بانی سلطنت اودھ سے سے لیکر جانعالم واجد علی شاہ تک کے تمام حالات و واقعات نہایت تحقیق و تدقیق سے دلچسپ پیرائے مین تحریر کیے گئے ہین مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری نے یہ اعلی تالیف شائع کرکے ملک پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

(ایضاً) اسکے مؤلف مولوی حکیم نجم الغنی خانصاحب رامپوری نے اول سے آخر تک صحیح واقعات کی فراہمی مین قابل داد کوششون سے کام لیا ہے۔

سول اینڈ ملیٹری نیوز لدھیانہ

(۲۳ فروری ۱۹۱۴ء) حکمران لکھنؤ کے حالات مین بُرہان الملک نواب سعادت علیخان کے

تذکرے سے شروع کرکے صفدرجنگ کے حالات تک تاریخ اودھ کی پہلی جلد جناب مولانا مولوی حکیم نجم الغنی خانصاحب رامپوری مدرس اعلی مہارانا ہائی اسکول اودیپور نے مستند کتب تواریخی سے ماخوذ کرکے تالیف کی ہے یہ کتاب قابل دید ہے کتاب عمدہ ہے"

تھوڑا سا دوسری جلد کے متعلق لکھ کر تیسری جلد سے متعلق ۱۴ جولائی سنہ مذکور کو لکھا ہے کہ:۔

اِس مین نواب سعادت علیخان و نواب غازی الدین حیدر خان کے تمام حالات جلوس سے انتقال تک درج ہین اور نواب غازی الدین حیدر کے بادشاہ بننے اور شاہ زمن لقب اختیار کرنے اور اُنکے وزرا کی چالاکیون اور سلطنت کی بدنظمیونکا حال شاہ نصیر الدین حیدر کی تخت نشینی اور اُن کا زنانہ پن مرثیہ گوئی کی کیفیت اور زچہ بننے کا عجیب حال۔ بادشاہ کی بیگمات کا حال و خزانہ کا برباد ہونا اسراف کے بدنتیجے بدانتظامی مُلک کی بابت سرکار کمپنی کا سمجھانا اور مداخلت کرنا نواب نصیر الدین حیدر کے انتقال تک کی تمام باتین مندرج ہین اس تاریخ کے مطالعہ سے عجیب عجیب حالات حکمرانان اودھ کے معلوم ہوتے ہین۔

"اخبار مدینہ بجنور یکم مارچ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے"

اودھ کو برطانیہ کے قبضہ ہندوستان سے پہلے ہندوستان مین جو اقتدار حاصل رہا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہین ہے اودھ کی حکومت اگرچہ نوابی کہلاتی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بجاے خویش ایک شاہی تھی اور جو بات بادشاہون کو اپنی حکومت مین حاصل نہو سکی وہ اودھ کو نوابی مین حاصل تھی اور وہی ہندوستان مین ایک ایسا مقام تھا کہ اگر ایک وقت اُسکی حکومت میدان جنگ بنی ہوئی تھی اور رعایا متواتر ظلم و ستم اور جنگون سے تنگ آگئی تھی تو ایک زمانہ مین اُسکی بزم نشاط و تفریح سے

رعایا دونون ہاتھون سے دولت سمیٹ رہی تھی اور ہر شخص بجائے خویش خود مختار و آزاد تھا غرض بلحاظ واقعات تاریخ اودھ ہندوستان کی تاریخ کا ایک نہایت دلچسپ و سبق آموز حصّہ ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اس وقت تک اُردو زبان مین اودھ کی کوئی ایسی جامع و مستقل تاریخ تیار نہین ہوئی جو تمام واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے اور نقد روایات و واقعات مین کوشش کرنیکے علاوہ طرز بیان مین کسی لحاظ سے دلچسپی سے خالی نہو۔

ہم مشکور ہین جناب مولانا نجم الغنی خانصاحب رامپوری کے کہ اُنھون نے اس ضرورت کو خاص طور پر محسوس کیا اور عرصۂ دراز کی محنت کے بعد تاریخ اودھ کا ایک ایسا مجموعہ تیار کیا جو حقیقت مین اپنی نوعیت کے لحاظ سے ایک نہایت کار آمد و مُفید شے ہے۔ یہ ضخیم کتاب تاریخ چار جلدون مین ترتیب دی گئی ہے جسکا مجموعی حجم تقریبًا پونے نوسو صفحات ہین۔ پہلی جلد مین مصنف کی ہاف ٹون تصویر بھی لگائی گئی ہے مصنف نے تمہید کے بعد برہان الملک نواب سعادت خان بانی سلطنت اودھ کا نسب نامہ اُنکے خاندان کے تفصیلی حالات اور ہندوستان مین اُن کے آنیکا پُورا واقعہ لکھا ہے۔ اسکے بعد ہندوستان مین بُرہان الملک کی مختلف خدمات کا تذکرہ وضاحت سے کیا گیا ہے اور وہ تمام واقعات جو بُرہان الملک کو ابتدائے سلسلۂ ملازمت شاہی سے لیکر آخر عہد تک پیش آئے اور جو کارنمایان انجام دیے سب تحقیقات اور خوبی سے جمع کیے گئے ہین۔ بُرہان الملک کے بعد صفدر جنگ کی زندگی پر پوری نظر ڈالی گئی ہے روہیلون سے صفدر جنگ کی کشمکش اور نواب قائم خان والی فرخ آباد سے معرکہ آرائیان اس قدر تفصیل سے دکھائی گئی ہین کہ روہیلکھنڈ اور فرخ آباد کے

کم و بیش تمام واقعات کی ایک مستند تاریخ بھی اس مین شامل ہو گئی ہے اس تاریخ مین
یہ خوبی ہے کہ جن واقعات کا تعلق براہ راست دوسرے مقامات سے ہے
اُن کا سلسلہ بھی خوبی سے قائم رکھا ہے چنانچہ حکومت دہلی کے وہ تمام واقعات
تفصیل کے ساتھ اس مین ذکر کئے گئے ہین جو حکومت دہلی کو صفدر جنگ وغیرہ
نوابان اودھ کی وزارت کے متعلق پیش آئے ہین۔ اس سلسلے مین احمد شاہ ابدالی کا
دہلی پر حملہ کرنا اور نادر شاہ وغیرہ کی جنگین سب تفصیل کے ساتھ نظر آتی ہین۔ اسی طرح
مرہٹون کی تاخت و تاراج کے تمام واقعات مکمل طور پر موجود ہین۔ پہلی جلد مین برہان الملک
اور صفدر جنگ کے زمانے کے وہ تمام حالات ہین جو اودھ۔ روہیلکھنڈ اور دہلی مین
سیاسی و انتظامی سلسلے مین پیش آئے جن کا تعلق براہ راست نوابان اودھ سے ہے۔
دوسری جلد مین شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کی زندگی کے واقعات مذکور ہین۔
شجاع الدولہ نوابان اودھ مین بہت زیادہ سخت گیر اور ظالم مانا گیا ہے۔ چنانچہ
واقعات اسکی کافی شہادت ہین۔ شجاع الدولہ نے جہان اپنی زندگی مین سلطنت اودھ
کے رقبے کو ظلم و ستم اختیار کر کے وسعت دی وہان سلطنت کو اس قدر کمزور بھی بنا لیا
کہ پھر اُسکو تقویت حاصل نہ ہو سکی اس موضوع پر تاریخ اودھ مین نہایت خوبی سے
واقعات کو فراہم کیا گیا ہے۔ روہیلون کا استیصال نواب شجاع الدولہ ہی کے
عہد مین ہوا۔ رام پور بریلی اور نجیب آباد وغیرہ کی ریاستین شجاع الدولہ ہی کا شکار
ہوئین۔ اور ان علاقون کے حصول مین شجاع الدولہ نے جن مظالم کو روا رکھا ہے انکا
تصور ہی جسم پر لرزہ پیدا کرتا ہے۔ شاہ عالم شاہ دہلی کی ذلت شجاع الدولہ کے
ہاتھون عمل مین آئی۔ انگریزون سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اور پھر بتدریج انگریزون کی

انھ کو قبول کرتے کرتے اس قدر اُن کے مطیع ہوے کہ بہت سا علاقہ اور روپیہ اُنکو دیکر اپنا مددگار خصوصی بنا لیا۔ انگریز ابتداءً ملک گیری کی خواہش نرکھتے تھے لیکن شجاع الدولہ کی سخت گیری و حکمت عملی نے اُنھین یہ سبق پڑھایا اور وہ بھی مملکت ہند کے حصص پر قبضہ کرنے کی فکرین لگ گئے شجاع الدولہ سے انگریزون کے جو تعلقات رہے ہین اُنپر تاریخ مین تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ نجیب آباد۔ بریلی اور رامپور مین شجاع الدولہ کے مظالم کی عبرتناک تصویر بھی نہایت اچھی طرح دکھائی گئی ہے شجاع الدولہ و آصف الدولہ سے انگریزون کے معاہدون پر بحث و تنقید کی گئی ہے اور اس موقع کی تمام روایات صدق و کذب کی خوبی سے تحققات کی گئی ہے۔ اس جلد مین روہیلکھنڈ کی تاریخ اور دردناک مناظر ظلم و ستم دیکھنے کے قابل ہین میرا خیال ہے کہ مؤلف نے کوئی بات بیان کرنے سے چھوڑی نہین اور کوئی واقعہ ایسا نہین رہا جو بیان مین نہ آگیا ہو۔ تیسری جلد مین نواب سعادت علی خان۔ غازی الدین حیدر خان۔ نصیر الدین حیدر خان۔ رفیع الدین حیدر کے زمانے کے واقعات ہین۔ نواب سعادت علی خان کے زمانے مین زیادہ تر انگریزی مداخلت اور معاہدون کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ غازی الدین کے حالات بھی تمام و کمال دکھلائے گئے ہین جو زیادہ تر ذاتی زندگی سے متعلق ہین کیونکہ اُن کے زمانے مین حکومت کا نظام بالکل غیرون کی رائے پر تھا اور لوگ اُنھین اپنے نفع کے لیے عیش و عشرت مین مبتلا کیے ہوے تھے۔ نصیر الدین حیدر کی مذہبی زندگی کے واقعات دیکھنے کے لائق ہین۔ یہ شخص غم شہداے کربلا مین عجیب و غریب مصارف اور طرح طرح کے کھیل تماشے کرتا تھا۔ آئمہ اطہار کے لیے اچھوتیان بناتا اور خود تعزیہ اُٹھاتا اور مرثیہ پڑھتا تھا ذاتی

زندگی کے لحاظ سے بھی اُسکے واقعات نہایت رکیک ہین۔ چوتھی جلد مین مرزا محمد علیخان امجد علی شاہ۔ اور واجد علی شاہ کے حالات ہین اور خصوصیت کے ساتھ واجد علیشاہ کے حالات بھی قابل دید ہین۔ محقق مؤلف نے اس عیش پرست بادشاہ کے حالات ایک ایک کرکے نہایت تفصیل سے لکھے ہین اور کوئی چھوٹا سا چھوٹا واقعہ بھی نہین چھوڑا ہے۔ عجیب پُرلطف حالات ہین۔ اس تاریخ مین سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ طرز بیان ایسا دلکش وپسندیدہ ہے کہ کتاب شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہین چاہتا۔

دلگداز فروری ۱۹۱۴ء مین جناب مولوی عبدالحلیم صاحب شرر تحریر فرماتے ہین

(تاریخ اودھ) مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری نے یہ تاریخ بڑی محنت جستجو اور قابلیت سے تصنیف فرمائی ہے اور ہمارے قدیم کرم فرما مالک اخبار نیر اعظم مراد آباد نے اسے شائع کیا ہے یہ بیش بہا کتاب چار جلدون مین ختم ہوئی ہے۔ پہلی جلد ۱۹۰ صفحون پر ہے جس مین آغاز سے آخر عہد نواب صفدر جنگ تک کے حالات ہین۔ دوسری جلد ۲۹۶ صفحون پر ختم ہوئی ہے جس مین نواب شجاع الدولہ بہادر کی مسند نشینی سے نواب وزیر علی خان کے معزول اور خارج کیے جانے تک کے حالات تیسری جلد ۴۲۲ صفحون مین تکمیل کو پہونچی ہے اور اس مین نواب سعادت علی خان کی مسند نشینی سے منّا جان ابن نصیرالدین حیدر کے معزول اور چنار گڑھ بھیجے جانے تک کے واقعات ہین اور چوتھی جلد ۴۱۲ صفحون مین پوری ہوگئی ہے

جسمین محمد علیشاہ کی تخت نشینی سے آخر انتزاع سلطنت تک کے واقعات ہین۔ قابل مصنف کا مذاق تاریخ سچّا اور اچھّا ہے۔ طرز بیان عمدہ۔ پیچیدہ واقعات کے سُلجھانے اور صاف کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس تصنیف کے لیے اُنھون نے پوری وسیع النظری پیدا کی ہے۔ قریب قریب اودھ کی تمام تاریخون پر نظر ڈالی ہے اور جو کام کیا ہے اچھّی طرح تیّار ہو کے کیا ہے۔ حکومت اودھ اور خوانین رہیلکھنڈ کے درمیان مین جو افسوسناک واقعات پیش آئے اُس مین مصنف حکومت اودھ ہی کو ملزم ٹھہراتے ہین اور اسمین ذرا شک نہین کہ اُس عہد کے دیکھتے حکمران اودھ کی یہ اتنی بڑی پولٹیکل غلطی تھی جو قابل معافی نہین۔ لیکن ہم پوچھتے ہین کہ مسلمانون نے اپنے زوال کے زمانے مین معافی کے قابل کونسا کام کیا تھا جو اسکو کہا جائے؟ اس داستان حسرت کے ہر ہر ٹکڑے کو سوا اسکے کہ "شدنی" کہہ کہکے اپنے آپ کو سمجھائین اور کس طرح اپنے دلکو تسلّی دے سکتے ہین۔

اس تاریخ مین حکمرانان اودھ کی بُری تصویر دکھائی گئی ہے جسمین اُن رپورٹون نے بڑی مدد دی ہے جو لکھنؤ کے رزیڈنٹ تیّار اور مُرتّب کر کے بھیجا کرتے تھے مگر ہم مصنف سے عرض کرتے ہین ع

"عیب او جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو"

انھین بدنام فرمانرواؤن کے ہاتھون نے بہت سے اچھّے کام بھی کیے ہین۔ حکومت اودھ کی قلمرو مین اُن دنون اگرچہ مظلوم تھے جن کے حالات دُنیا کے سامنے پیش کر دیے گئے ہین تو اُسی حد ود مین اُن دنون مرفہ الحالی بھی ایسی تھی کہ پھر کبھی نہ نصیب ہو گی۔ انگریزی رپورٹون اور مورخون کا یہ عام مقولہ ہے کہ شہر والے گلچھڑے اُڑا رہے تھے

مگر گانوں ویران اور تباہ تھے۔ مگر ہمین اتفاقاً جتنے گانوں ملے سب ایسے ہی ملے کہ
اُن دنون نہایت آباد اور بارونق تھے اور اب حد سے زیادہ ویران وخراب ہین لکھنؤ مین
بے شک وہ تمام عیوب پیدا ہوگئے تھے جو عیش پرستی کی وجہ سے دُنیا کے ہر مشہور شہر مین
پیدا ہوجایا کیے ہین لیکن لکھنؤ ہی نے ایک ایسا شایستہ تمدن پیدا کردیا تھا اور ایسی
نکھری سوسائٹی نمایان کردی تھی جسنے لکھنؤ کو ہندوستان کا پیرس مشہور کیا تھا اور جس
کی یاد مدتون نہین بھُولے گی اِس سے انکار نہین کیا جاسکتا کہ ایشیائی تہذیب کا آخری گہوارہ
لکھنؤ کا گم شدہ دربار تھا اور اِس گہوارے مین پڑکے ہماری اصلی تہذیب ایسی موت کی نیند سوئی
کہ قیامت تک نہ جاگے گی اور افسوس تو یہ ہے کہ اپنی ذاتی تہذیب کو کھو کے ہم کسی دوسری
تہذیب کے چاہے نقال بن جائین مگر مالک قیامت تک نہ بن سکینگے۔ تاہم ہمین اعتراف ہے
کہ مصنف صاحب نے یہ تاریخ بڑی قابلیت اور تکمیل کے ساتھ لکھی ہے جسکے لیے ہم اُنکے نہایت
شکرگذار ہین لیکن آخر مین معلوم ہوتا ہے کہ جناب مصنف صاحب لکھتے لکھتے اُکتا گئے تھے اور
اِسکے درپے تھے کہ اس بلا کو کسی طرح ٹالین چنانچہ پچھلی جلد جسمین بہت زیادہ واقعات ہونا چاہیے
تھے صرف ۱۴۳ صفحون مین ختم ہوگئی ہے محمد علی شاہ۔ امجد علی شاہ۔ اور واجد علیشاہ کے
حالات کے تشنہ رہنے کے علاوہ مرزا برجیس قدر اور غدر کے حالات ناگوار اختصار
کے ساتھ ٹالدیے گئے ہین۔

اخبار عام لاہور ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

تاریخ اودھ کیا ہے بڑے بڑے حیرت انگیز واقعات کا بعینہ انکشاف ہے نواب
سعادت خان صاحب برہان الملک بانی سلطنت اودھ کی زندگی کا اصلی فوٹو خاتم السلاطین
جانعالم واجد علی شاہ کی تحقیق ومستند واقعات دیکھنا چاہو تو تاریخ اودھ کا مطالعہ کرو

انقلابی لہرین۔ زمانے کے اُتار چڑھاؤ اور خزان کے بعد بہار مزے مزے کی داستانین
تاریخ اودھ ہی مین پائی جاتی ہین۔ تاریخ اودھ چار حصص مین منقسم ہے۔

کانپور گزٹ ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

تاریخ اودھ چار حصّون مین منقسم ہے۔ اودھ کے فرمان رواؤن کے مکمل و مستند حالات
ایک دلچسپ پیرایے مین اس کتاب مین درج کیے گئے ہین جن سے بڑے بڑے حیرت انگیز
واقعات کا انکشاف ہوتا ہے۔ نواب سعادت خان صاحب بُرہان الملک بانی سلطنت اودھ
کی زندگی کا فوٹو و مشہور جانعالم واجد علی شاہ کے دوران حکومت کے دلچسپ و پُراسرار
واقعات کا نظارہ جن اصحاب کو دیکھنا ہو وہ اس کتاب کو ضرور ملاحظہ فرماوین اسمین
شبہہ نہین کہ اس کتاب کو مطالعہ کرنے ولے اصحاب بے اختیار کہہ اُٹھینگے۔ ؎

زمین چمن گُل کھلاتی ہے کیا — بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے
نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا — مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

طبیب دہلی ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

تاریخ اودھ مرتبہ مولانا حکیم محمد نجم الغنی صاحب رامپوری مین نواب سعادت خان
بُرہان الملک بانی سلطنت اودھ سے لیکر نواب واجد علی شاہ تک کے حالات بہ تفصیل
بیان کیے گئے ہین تاریخی واقعات سے دلچسپی رکھنے ولے اس کتاب مین ازدیاد معلومات کا
خاصہ ذخیرہ پائینگے اکثر جگہ ماخذ کے حوالے بھی دیے گئے ہین۔

مخبر دکن مدراس ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

تاریخ اودھ مولانا حکیم محمد نجم الغنی صاحب نے تصنیف فرمائی ہے جو چار جلدون مین
ختم ہوئی ہے اس مین شک نہین کہ لائق مصنف نے اس کتاب کے لیے بڑی محنت

دجانفشانی کی ہے اور اپنی اعلیٰ مذاق اور وسیع دقیقہ سنجی کے باعث وہ کامیاب بھی ہوے ہین تاریخ اودھ کا کام آسان نہین ہے کیونکہ حصول معلومات کا کوئی وسیع ذریعہ موجود نہین ہے مگر لائق مصنف نے متعدد ذرائع سے کام لیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے لیے وہ برسون چھان بین کرتے رہے ہین۔ طرز بیان نہایت عمدہ اور ترتیب واقعات کا مذاق بہت شائستہ ہے اور جو صفات ایک بے لاگ مورخ مین ہونی چاہیین وہ لائق مصنف مین موجود ہین۔ تاریخ اودھ کی بڑی خوبی اور گویا اُس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ آدمی پڑھتے پڑھتے ایک نتیجہ پر پہونچتا ہے۔ لائق مصنف نے کوئی پیچیدگی نہین رکھی ہے ہم یقین کرتے ہین کہ مُلک مین اس گران قدر تصنیف کی قدر کی جائیگی اور لائق مصنف کو اُنکی کوششوں کا ثمرہ ملیگا۔

رسالۂ رہنماے تعلیم لاہور بابت اپریل ۱۹۱۴ء

(تاریخ اودھ) جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری کا نام نامی مصنفین زمانۂ حال مین ایک معزز رتبہ رکھتا ہے یہ کتاب بھی آپکی ہی تصنیف سے ہے جس مین نوابان اودھ کے حالات نواب سعادت خان برُہان الملک بانی سلطنت اودھ سے لیکر خاتم السلاطین جانعالم واجد علی شاہ تک نہایت تحقیق و تدقیق سے درج کیے گئے ہین جن اصحاب کو کبھی تاریخی کتب لکھنے اور تصنیف کرنے کا موقع ملا ہے وہ بخوبی جانتے ہین کہ تاریخ نویسی کیسا مشکل کام ہے پس ہم مولوی صاحب کے بہت مشکور ہین کہ اُنھون نے یہ ضروری تاریخ تیار کرکے ہندوستان پر عموماً اور مسلمانون پر بالخصوص احسان عظیم کیا ہے اُمید ہے کہ جُملہ مدرسین اور طلباے تاریخ اس سے استفادہ حاصل کرینگے۔

افغان پشاور مطبوعہ ۱۹ مئی ۱۹۱۴ء

تاریخ اودھ مؤلفہ مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری کیسی کتاب ہے اسکا اندازہ صرف اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ مؤلف نے تقریباً ایک سو کتابون کے مطالعہ کے بعد یہ کتاب مرتب کی ہے اور ہر واقعہ پر تفصیلی نظر ڈالی ہے۔ یہ کتاب اپنے مبحث پر مفصل اور صحیح ہے اور ایسی جامع کتاب آجتک نہین چھپی ہے۔

کشمیری میگزین ۲۱ مئی ۱۹۱۴ء مین لکھتا ہے

(تاریخ اودھ جلد دوم) یہ تاریخ عبرت کا ایک بیش قیمت مرقع ہے سلطنت اودھ جو ہندوستان مین مسلمانون کی آخری خودمختار حکومت تھی کس طرح تباہ و برباد ہوگئی۔ شاہان اودھ مین عیوب و نقائص کس طرح پیدا ہوے۔ ڈوم اور بھڑوے لوگ کس طرح شاہی مقربین مین داخل ہوگئے اور آخر سلطنت کو لے ڈوبے یہ سب حالات نہایت عبرت بخش اور سبق آموز ہین ایک خادمہ کے لڑکے کا تخت سلطنت پر بیٹھنا اور چار ماہ تک حکومت کرنا اور آخر اصلیت ظاہر ہونے پر گورنر جنرل سر جان شور کے حکم سے اُس کا معزول ہونا اور حق حقدار کو ملنا یہ تمام واقعات نہایت سبق آموز ہین۔

رسالہ شوق بابت مئی ۱۹۱۴ء

(ریویو تاریخ اودھ) ملک مین تاریخی مذاق ترقی کر رہا ہے اور لائق مصنفین کی کوشش نے قابل قدر ذخیرہ مہیا کر دیا۔ اس وقت تک ہماری زبان مین اودھ کی کوئی مفصل تاریخ نہ تھی مگر جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری نے تاریخ اودھ کو اُردو کا لباس پہنا کر اور نواب سعادت خان برہان الملک سے لیکر آخری فرمانروا واجد علیشاہ تک کے حالات لکھ کر لٹریری دنیا پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اس تاریخ مین اُمرا کی طرز زندگی کے

مختلف نمونے عروج وزوال کی عبرت انگیز تصویرین عیش وعشرت کا جیتا جاگتا البم نظر آتا ہے جسکو پڑھکر دلپر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے اس کتاب کی چار جلدین ہین جن سے لائق مصنف کی جانفشانی اور کوشش کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اہل ملک کو اس کتاب کی قدر و منزلت بڑھاکر مصنف کی جانکاہی اور علمی تحقیقات کی داد دینی چاہیے۔

ہفتہ وار پیسہ اخبار ۱۶ جولائی ۱۹۱۴ء

(تاریخ اودھ) اس کتاب کی چار جلدون مین مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جانعالم واجد علیشاہ تحقیق و مستند واقعات کی بناپر مولوی حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری مؤلف و مصنف کتب متعدد تاریخ طب۔ صرف۔ نحو۔ دینیات وغیرہ نے مرتب فرمائی ہے اور مطبع مطلع العلوم مرادآباد مین چھپکر شائع ہو گئی۔ یہ تاریخ کمال جامعیت اور تحقیق کے ساتھ لکھی گئی ہے اور اس مین اکثر ایسی کتب تاریخ کا اقتباس ہے جو اس وقت کمیاب ہین اور اکثر نظرون سے نہ گذری ہونگی۔ اس سے مؤلف کی محنت کا پتہ ملتا ہے۔ نمونۃً دیکھیے مضمون ذیل "صفدر جنگ کو دہلی کی وزارت ملنا" احمد شاہ اپنے باپ محمد شاہ کے جانشین ہوے وہ احمد شاہ دُرّانی کی قوت کی دھوم دھام ہونے سے ترسان اور لرزان رہتے تھے۔ اور اُنھون نے فیروزمند دن کی لوٹ مار سے سلطنت کو حفظ و حراست مین رکھنے کی غرض سے وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا مگر جبکہ آصف جاہ نے انکار کردیا اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو جسکے بعد ہی اُسنے وفات پائی تو بادشاہ نے ناصر جنگ آصف جاہ کے جانشین کو اپنی امداد و اعانت کے واسطے اُس فوج سمیت بلایا جو اُس کی سعی و ہمت سے فراہم ہو سکتی تھی مگر تھوڑے عرصے مین یہ بات دریافت ہوئی کہ احمد شاہ دُرّانی اپنی قلمرو کے مغربی حصّے مین مصروف و مشغول ہے

چنانچہ اس خبر کو سن کر احمد شاہ ہندوستانی کے اوسان درست ہوے اور نتظام اپنی قلمرو کا اپنی مرضی کے موافق پورا کرنا چاہا اور اب اُنکی مدد کی کچھ ضرورت نہ رہی۔ اُس وقت جدید وزارت قائم کرنے کی تجویز درپیش ہوئی"

فن تاریخ کے علاوہ طرز تحریر نمونے سے ظاہر ہے۔

پہلی جلد ۱۹۰ صفحہ دوسری جلد ۲۹۶ صفحہ تیسری جلد ۲۲۴ صفحہ چوتھی جلد ۴۳۹ صفحہ علاوہ شائقین تاریخ اودھ کے مذاق علمیہ سے بھی یہ تاریخ بہار لطف دکھلاتی ہے۔ خصوصاً واجد علی شاہ کے حالات از اول تا آخر رنگین ہین۔

مملکت اودھ کے تعلقات سرکار انگلشیہ کے ساتھ تمام وکمال خوبی ترتیب کے ساتھ مندرج ہین غرض یہ تاریخ اودھ کی تاریخ ہین لاجواب ہے اور قابل دید ہے۔ فقط

ظریف بابت جولائی ۱۹۱۴ء

(تنقید تاریخ اودھ جلد اول مصنفہ مولوی محمد نجم الغنی خانصاحب مطبوعہ مطبع نیر اعظم مین شائع ہوئی ہے) ہمین صرف پہلی جلد موصول ہوئی ہے قابل مصنف نے اسے خوب نبھایا ہے طرز بیان دلچسپ ہے۔ کتاب اس قابل ہے کہ شائقان علم تاریخ اسے ضرور دیکھین طرز معاشرت ورسم ورواج وقت کا پورا نقشہ کھینچا ہے مصنف کی محنت وقابلیت قابل داد ہے۔ یہ جلد ۱۹۰ صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔

ایضاً بابت اکتوبر ۱۹۱۴ء

(تاریخ اودھ جلد دوم) یہ جلد تین سو صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔ سعادت خان برہان الملک سے واجد علی شاہ تک کے تمام حالات ایسے دلاویز پیرایے مین لکھے گئے ہین کہ علم تاریخ کا شائق

اسکو ختم کیے بغیر چھوڑ نہین سکتا۔ بوڑھی دُنیا کے چرترا اگر دیکھنا چاہو تو تاریخ اودھ کا مطالعہ کرو۔

جناب مولانا صاحب زاد مکارمکم

بعد سلام مسنون کے عرض ہے کہ مین نے آپکی کتاب تاریخ اودھ شروع سے آخر تک پڑھی کتاب کی عمدگی مین کچھ شک نہین مگر یہ دیکھکر افسوس ہوا کہ کتاب بہت خراب چھپی ہوئی ہے کاغذ بھی خراب لگا ہوا ہے چنانچہ اکثر پڑھتے پڑھتے طبیعت گھبرانے لگتی ہے اسلیے خاکسار کی خواہش یہ ہے کہ آپ اس تاریخ کو اعلیٰ درجے کے کاغذ پر کسی مشہور پریس مین چھپوائیے تاکہ جسطرح کتاب مضمون کے لحاظ سے اچھی ہے ویسی ہی ظاہری خوبیونسے مزین ہوجائے اگر قیمت بڑھادیجائے تو کچھ بار بھی نہ معلوم ہوگا۔ والسلام فقط

سُلطان احمد رئیس سہارنپور

۲۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء

چمن مین شجر۔ شجر مین گل تر۔ گلِ تر مین ثمر۔ ثمر مین شکر۔ دہن مین زبان۔ زبان مین بیان۔ بیان مین حسن۔ حسن مین ادا۔ کسنے پیدا کی؟ صنعت کردگار نے۔ قدرت آفریدگار نے۔ ؎

ہر آن مین ہر ادا مین تو ہے	ہر تان مین ہر صدا مین تو ہے
پتّا ہو کہ پھول ہو کہ بلبل	ہر رنگ مین ہر نوا مین تو ہے

کائنات کا لُب لباب کون ہے؟ وہ ذات مقدس جس کو ذات آفریدگار سے وہ نسبت حاصل ہے جیسا کہ پھول مین بو۔ اور آفتاب مین ضو یعنی قریشی نبی فاتح قلوب خیر البشر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جن کے غلامون کی قدمبوسی کے فخر حاصل ہونے کی شاہان زمانہ نے آرزو کی ہے۔ مخالفون کو بھی اس سے چارہ نہین کہ جب وہ دنیا کے بڑے بڑے لوگون کا ذکر کرین تو حضور انور کا ضرور نام لین۔ انکی وجہ سے یہ دُنیا توحید پر قائم ہے جس دین کی اُنھون نے تلقین فرمائی وہ اب بھی اُسی طرح زندہ و توانا ہے۔ وہ شب و روز دُنیا کے ہر گوشے مین پکارے

جاتے ہین۔ تمام دُنیا کی مخالفت۔ یونانی فلسفہ۔ موجودہ سائنس سلطنتون کے اُلٹ پھیر۔ اُنکے قوانین اور اُس کتاب کو جو اُنکے ذریعہ سے دُنیا مین آئی ذرا بھی نہ بدل سکے جو پودہ اپنی زندگی مین اُنھون نے لگایا تھا اور جسکو اُنھون نے اپنے اور اپنے عزیز اقارب کے خون سے سینچا تھا وہ پودا اب بہت بڑا درخت ہوگیا ہے۔ اُسکی جڑین زمین کے انتہائی حصّے تک پہونچی ہوئی ہین اور اُسکی شاخون نے دُنیا کے بڑے بڑے حصّے پر سایہ ڈال رکھّا ہے اور خداوند تعالیٰ کی کرورہا مخلوق اُس درخت کے سایہ مین آرام پا رہی ہے۔

مُناجات

اے دوجہان کے خالق اے مخلوق کے حقیقی پرورش کرنیوالے ! ہمین ایمان کی توفیق دے اور ہماری زندگی عزت کی زندگی بنا اور ہمین برکت عطا فرما تاکہ ہم تیرے دین کے سچّے وارث بنین اور ہماری بددینی اور ناراستی اور بداعمالی کو معاف فرما۔ تو بڑا مہربان اور کُل عالم کا نگہبان ہے تو ہی سب کو پالتا ہے اور روزی دیتا ہے تو ہی جلاتا اور مارتا ہے تو ہی بناتا اور بگاڑتا ہے تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

تمہید تاریخ اودھ

عالم اسباب مین قانون قدرت نے جو کچھ اُصول انسانی مفاد و مضرت کے بارے مین تجویز کیے وہ مختلف الاقسام ہوئے کیکے ماسوا زمانے کے تغیرات کا بھی رنگ لیے ہوے ہین ابتدائے آفرینش سے وقتی اقتضا اور شخصی ضرورتون نے جو مجبوریان پیش کین اُسکی درستی اور سہولت کے قواعد بہم پہونچانے کا مادہ بھی خدا کی عام بخشش نے بعض دماغون مین پیدا کیا جو ابتدائی حالت مین نہایت مختصر حیثیت سے وقتی اور فوری اجرائے کام کے واسطے کام مین لائے گئے۔ لیکن زمانے کے امتداد اور خواہشون کی کثرت نے اُن ابتدائی قواعد سے نتائج ضروری کا استنباط

شروع کیا جسکا نتیجہ آخری بمقتضائے تمدن قیام سلطنت ہو کر کفیل حل مشکلات عوام ہوا۔ شاہی احکام نے جس اسلوب اور صولت کے ساتھ مہام اُمور کے سرانجام مین مستعدی کا اظہار کیا۔ وہ قابل دید و شنید ہین۔ لیکن یہ دُنیا کے پیدائشی اور طفولیت کے اطوار و انتظام جس کو قرن گذر گئے کیونکر ہم تک پہونچے یہ پہلو ضرور ایک خاص توجہ کے قابل ہے دُنیا مین کوئی انسان بلا اعانت غیرے اپنی زندگی بسر نہین کرسکتا کیونکہ ضروریات ذاتی جسپر حیات کا دار و مدار ہے باہمی ارتباط کی مضبوط رسی سے جکڑے ہوے ہین جس کا حُسن و قبح کچھ وہی آنکھین دیکھ سکتی ہین جن کو قدرتی تغیرات و تبدلات کے خوشنما مناظر کے دیکھنے کی عادت ہے۔ موالید ثلثہ مین حیوان اور حیوان مین انسان ہی ایک ایسے پیمانے اور طرز و وضع پر مخلوق کیا گیا ہے جو عالم امکان مین خدائی قانون کا زیادہ ذمہ دار ہے گو انکار اس سے بھی نہین کہ جمادات کے واسطے بھی قدرت نے کوئی قانون و ضابطہ رکھا ہے الا عدم طاقت لسانی اُسکے اظہار کے واسطے سدّ باب ہے۔ الغرض قطع نظر مذہبی اُصول کے عقلاً بھی انسان ہی بہت سی ذمہ داریون کا مرکز قرار پاتا ہے مگر دُنیا مین ایک خاص گروہ انسانی ایسا باعظمت و شان کام اپنے ذمے لیے ہوے ہے جسکا نظیر مشکل سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ حضرات یہ گروہ طبقۂ مورخین ہے جنھون نے خاص ہمدردی کے واسطے اپنی پیاری زندگی کے عزیز وقت کو وقف کر دیا ہے اگر طبقۂ مورخین اس مہتم بالشان کام کو پوری توجہ کے ساتھ تکمیل کو نہ پہونچاتا تو کوئی شخص بھی ایسا ہوتا جو اپنی پیدایش سے پچاس برس پہلے کے کسی واقعہ کی بابت کچھ واقفیت رکھ سکتا ہرگز نہین چہ جائے کہ ہم آج اسی باہمت گروہ کی بدولت اپنے سے صدیون پچھلے واقعات کو چشم دید واقعات کی طرح بیان کرنے مین پس و پیش نہین کرتے۔ گو زمانے کی کم توجہی نے علی العموم ہر علم اور بالخصوص علم تاریخ کے ساتھ بہت ہی کچھ نازیبا اور ناگوار برتاؤ کیا ہے اُسکے جگمگاتے ہوے اور روشن لیمپ کو

پریشانی کی تیز ہواؤن سے بجھانے کی کوشش مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا لیکن قدرت نے ہمیشہ کی غیر محدود تاریکی سے جسکو فنا کہتے ہین بچایا اور پابندی قواعد مجریۂ عالم گورنمنٹ انگلشیہ کو علم تاریخ کا سرپرست قرار دیا جس کے دامن عاطفت نے چراغ علم کو مخالف ہواؤن کے جھوکون سے محفوظ و مصئون رکھا۔ ہماری گورنمنٹ کے جو کچھ شاہانہ الطاف ہم پر روزانہ مبذول ہوتے ہین اُسکی تشریح و توضیح کی چندان ضرورت نہین کیونکہ ہر اہل علم اُس سے پوری پوری واقفیت رکھتا ہے۔ غرضکہ علم تاریخ معلومات احوال ماضیہ کے واسطے بہ ضروری ہونے کے علاوہ دانشمندون مین عبرت و آگاہی پیدا کرتا ہے اور حُکّام کا معاملات ملکی مین معاون و مُشیر ہے۔

مسلمان حکمرانان اودھ کی کوئی منقح اور مفصل اور جامع تاریخ اس سے پہلے نہین لکھی گئی انکے جسقدر حالات ہین وہ مختلف کتابونمین ہین اور اُن مین سے بعض کتابین ایسی ہین کہ اُن کے نسخے بہت ہی نادر ہین۔ زبانین اُنکی فارسی ہین اور یہ حالات منضبط اور ایک جگہ نہین بلکہ متفرق طور پر پائے جاتے ہین جنکے تلاش کرنے مین بڑی دردسری ہوتی ہے اس لیے مین نے والیان اودھ کی تاریخ نہایت سچائی اور نیک نیتی سے لکھی اس حیثیت پر جیسے کہ ایک مؤرخ کو بلا تعصّب و رعایت لکھنا چاہیے۔ ناظرین آپ دیکھینگے کہ سعادت خان برہان الملک نے نہایت جد و جہد کے ساتھ اودھ کے اطراف مین کس قوت و شدت کی فصیل کھینچ دی اور اُسمین ایک مضبوط حکومت کو قائم کر دیا اور وہ حکومت جو کڑے ٹکڑے ہو رہی تھی اور ہر ایک بادشاہی فہر ست مانے اموال وار واح مین تصرف کرتا تھا اُسکو ایک ریاست واحد کر کے ایک ہی قوم کے لیے دیدیا کس دل اور کس زبان سے اُنکی اُس قوت کا ذکر کرون جو اُنھون نے اس سرزمین مین حکومت جمانے کے لیے ظاہر کی تھی جسکو اُنکے پچھلے جانشینون نے برباد کر کے رکھدیا اور اُس چمکتے آفتاب کو

عظمت واقبال کے آسمان سے نیچے گرا دیا اور حکومت کی خود مختاری پر یہان تک غیرون سے دست درازی کرائی کہ اُسپر اعتراضون کے گولے گولیون کے مینھ کی بوچھار ہونے لگی اور غیر لوگ اُس مین داخل ہوکر نواب گر بن گئے جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۸۵۶ء مین ایک غیر قوم کے قبضے کی کارروائی جاری ہوئی اور ایک اولوالعزم فاتح کی اولاد ننگ وعار کی سزا بھگتنے لگی۔ اوران کمزور اور ضعیف العقل فرمان روایون نے نہ خود اپنے ہی پانوٗن مین کلھاڑی ماری بلکہ اپنے ساتھ جوان مرد اور صاحب غیرت وحمیت روہیلون اور بنگشون کی ریاستون کو بھی لے ڈوبے۔

گورنمنٹ انگریزی جس کا دارومدار حکومت انجام وعاقبت بینی پر ہے اُس کے بعض عہود وشرائط اودھ کے معاملات مین تم کو ایسے نظر آئینگے جو کہین بال سے زیادہ کمزور اور کہین لوہے سے زیادہ مضبوط ہین۔ لیکن والیان اودھ کے دَورِ حکومت کے گردوپیش کو تحقیق کی نظر سے دیکھنے کے بعد وہ طرز بمقتضاے وقت ضروری معلوم ہوگی۔ میرے معاصر مجکو ضرور اس امر پر سرزنش کرینگے کہ مین نے مسلمان ہوکر کیون مُسلمان حکمران خاندان کا کچا چٹھا لکھا لیکن حقیقت مین قومی ہمدردی اور سچّی دل سوزی کا اقتضا یہی ہے کہ جب قوم سے دیدہ ودانستہ بے پروائی وغفلت ہوجائے تو اُسکے اعمال وافعال کو لکھ کر آنیوالی نسلون کی عبرت کے لیے چھوڑ جائین۔

شاہان مغلیہ اور والیان اودھ کے معاملات پر نظر کرینگے تو پورے طور سے معلوم ہوجائے گا کہ ان خاندانون نے اسلامی سلطنت کو کیون معرض خطر مین ڈالا اور کونسی وجہ تھی جس نے تخریب مملکت کے سامان بہم پہونچا کر اہل اسلام کو جو فاتح ہونے کا فخر رکھتے تھے مفتوح بنا کر آج پستی کی تاریک گھاٹیون اور تنزل کے انتہائی درجے کو پہونچا یا۔

مغلیہ سلطنت کی اول اکبر اعظم[۵] نے چولین ہلا دین کہ اُس نے جوانمرد پٹھانون کے رنج سے ہندوؤن کو بڑے بڑے عہدے دیے اور اُن کو اپنی فوجون کا افسر بنا کر مسلمانون پر بٹھایا کہ جن کے مقابلے کا وہ خواب وخیال مین بھی ارادہ نہین کر سکتے تھے اِس طرح ہندوؤن کی ہمّت بڑھ گئی۔ اور ٹوڈرمل جیسے کھتری بچے کو کہ جس کے باپ داوا کے ہاتھون کو ترازو کے سوا تلوار کو مس کرنے کی کبھی نوبت بھی نہ پہونچی ہوگی سپہ سالار بنا کر بھُس کے تنکے سے سُوئی کا کام لینا چاہا تھا۔

برسر اقتدار اسلامی پارٹی کو نیچا دکھلانے اور ہندوؤن کو معراج ترقی پر پہونچانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت مغلیہ کی بربادی کی تخم ریزی ہو کر بتدریج ہندوؤن کے ہاتھ سے زوال کا مُنھ دیکھنے لگی جس کی عالمگیر جیسے فاتح اور اولوالعزم شہنشاہ سے بھی خاطرخواہ تلافی نہو سکی۔ یہ بات اکبر کے ذہن مین بوجہ دولت وحکومت کی بے غمی کے نہ آئی کہ جسطرح ہندوؤن کے نزدیک

---

[۵] جلال الدین اکبر امی محض تھا اور ابتدائے تخت نشینی مین ۲۰ برسون تک مذہب کا بڑا پابند رہا جب شیخ مبارک ناگوری کے دو بیٹے فیضی اور ابوالفضل کہ دونون نہایت سیاہ فام تھے اکبر کی خدمت مین پہونچے تو انھون نے اپنی واہی باتون سے پابندی مذہب سے ہٹادیا کیونکہ یہ دونون بھائی دہریہ تھے خدا کی شان تو دیکھیے کہ جب تک یہ لوگ افلاس مین گرفتار رہے مذہب کے مقید رہے دولت مین پہونچتے ہی قید مذہب کو چھوڑ بیٹھے اور اپنے ساتھ امی بادشاہ کو صراط مستقیم سے منحرف کردیا چنانچہ فیضی کے یہ دو شعر جو بادشاہ کی مدح مین کہے ہین اس مطلب پر دلیل ہین ؎

قسمت نگر کہ در خور ہر جوہری عطاست — آئینہ با سکندر و با اکبر آفتاب
او می کُند معائنہ خود در آئینہ — این می کند مُشاہدۂ حق در آفتاب

ہندوان اشعار کو اکبر کی آفتاب پرستی پر سند مانتے ہین اور فیضی کی تعریف مین سرگرم ہین یہ روایت سینہ بسینہ چلی آتی ہے کہ شیخ مبارک غلام زادہ تھا ۱۲

پٹھان ہندوستان سے نکال دینے کے قابل تھے اُنکے نزدیک اسی سلوک کے مستحق مغل بھی تھے
اکبر نے ہندوؤن کے دوست بنانے مین بھی ایک ایسا وتیرہ اختیار کیا جس سے اس قوم
کے صفحۂ دلپر آج تک تاریخی داغ باقی ہے وہ یہ کہ بڑے بڑے باحمیت راجپوتون سے بیٹیان
مانگین یہ کوئی تھوڑی دل آزاری کی بات تھی جس قوم کو بیٹی کے معاملے مین اتنی غیرت ہو
کہ وہ اُسکے پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کرنے کو بہتر جانتی ہو وہ مسلمان کو اپنی بیٹیان دے
مگر اُس وقت مجبور تھی اس لیے ترکی بترکی جواب نہ دے سکتی تھی۔ عالمگیر نے گری ہوئی قوت کو
اُبھارنا چاہا مگر بھاری غلطی یہ کر گیا کہ دکن مین جو مسلمانون کی زبردست ریاستین قائم تھین اور
اُدھر کے باغی ہندوؤن کا سر دابے ہوے تھین اُس نے یہ تمام ریاستین جڑ سے اُکھیڑ کر پھینکدین
اس لیے اُن کا سیلاب بغاوت دہلی کی شہر پناہ کی چار دیواری تک پہونچنے لگا۔

یہ جو کچھ تمنے سُنا ماخوذ ہے ایک پروفیسر صاحب کی راے سے جو بی اے تھے اور اُنھون نے اپنے خیالات کو
بڑی تفصیل کے ساتھ ایک اخبار مین چھپوایا تھا اُنکی تحریر کا ماحصل یہی ہے جو مین نے اپنی یاد پر
لکھا لیکن میرا قیاس اکبری زمانے کی کتب تواریخ کی چھان بین کے بعد یہ قائم ہوا ہے کہ اُس نے
استبدادی حکومت کو مٹا کر اخلاقی بنانا چاہا تھا جسکا راز اُسکے جانشینون کی سمجھ مین نہ آیا
یا اُنھون نے سمجھ کر اُس حکمت عملی کو ترک کیا اور پھر ساتھ ہی اُسکے سپاہیانہ خو بو اُنمین باقی نہ رہی
اسلیے حکومت مغلیہ مین زوال آگیا۔

اورنگزیب عالمگیر کے عہد حکومت کے آخری ایام مین دولت مغلیہ کی وہی حالت ہو گئی تھی
جو لوئی چہار دہم کے آخری دنون مین سلطنت فرانس کی تھی۔ طویل جنگون۔ مذہبی تعصب۔ بادشاہ
کی سرد مہری اور مشکوک مزاجی اور فتوحات کے مرض نے اور اِن سے زیادہ مغلون کے باہمی عناد
اور عیش پسندی و آرام طلبی نے سلطنت کی بنیاد ہلا دی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان مین امن وامان کا

خاتمہ ہوگیا اور قزاقون۔ مرہٹون اور پنڈارون کے ہاتھون خلقِ خدا مبتلاے عذاب ہوگئی۔ ہر شخص کو اپنی مدافعت کے لیے اپنے زورِ بازو پہ بھروسہ کرنا پڑا۔ یورپ مین تجار کا بھی یہی حال ہوا۔ چارنا چار اُنھین اپنے بچاؤ کے لیے اپنی فوجی قوت کو بڑھانا پڑا۔ ماسواے ازین یہ بات صاف ظاہر ہوگئی کہ ہندوستان اسوقت بغیر کسی مرکزی حکومت کے ہے سلاطین مغلیہ محض نام ہی نام کے شہنشاہ ہین اور باشندگان ہند مین اتحاد اور حب الوطنی کی بو تک نہین پائی جاتی ہر شخص اپنے ذاتی نمود و ترقی کا خواہان ہے۔ یورپ مین مبصرین فوراً تاڑ گئے کہ اسوقت اگر ہندوستان پر قبضہ کرنیکی کوشش کیگئی تو اس سونے کی چڑیا کو اسیر کرنا بازیچۂ اطفال سے زیادہ وقعت نہین رکھتا۔

باقی رہے والیان اودھ یہ اگر انسانیت اور قابلیت کے ساتھ رہتے تو ان کو آج اُسی طرح انگریز باقی رکھتے جس طرح اور زبردست اور وسیع ریاستین موجود ہین اور اول سے آخر تک انگریزون نے اُنکے ساتھ کوئی مہربانی کا دقیقہ باقی نہین چھوڑا ہے۔ اس ریاست کا انقلاب معلوم کرنے کے لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ والیان اودھ کی پرائیویٹ زندگی اور رنج کی سالم تصویرین دیکھی جائین۔ آسایش۔ غفلت۔ تعصب۔ عیش۔ کاہلی۔ ضعفِ عقل۔ پست ہمتی۔ کم حوصلگی۔ بزدلی۔ وعدہ خلافی۔ داد و دہش مین بے سلیقگی یعنی سخاوت کی جگہ کفایت اور کفایت کی جگہ سخاوت۔ خودغرضی۔ لالچ۔ غیر مستقل مزاجی۔ بے موقع اولوالعزمی نفس پرستی اور دوسری طفلانہ حرکات ریاست و حکومت دولت و عظمت کو کھونے والے ہین۔

مین نے اس تاریخ مین جس قدر جانکاہی اور مسلسل کوشش عرقریزی کے ساتھ کی ہے اُسکے واقعی حالات کا اندازہ وہی علم دوست اصحاب کرسکتے ہین جنکو تالیف و تصنیف کی دشوارگذار گھاٹیون مین سعی مردانہ کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس تالیف سے میرا مقصود والیان اودھ کی عیب جوئی نہین ہے بلکہ بخیال ہمدردی موجودہ طبقۂ رؤسا کو

عبرت دلاتا ہے تاکہ وہ متنبہ ہو کر اپنی ماتحت و محکوم رعایا کی حالت کے ہر طرح پر انصاف کے ساتھ خبرگیران رہ کر لطف زندگی و سلطنت اُٹھائین اور خواص و عوام کو اپنے عدل کا معترف بنائین اور اہل ملک جو بحیثیت انسانی بلا خیال مذہب و ملت میرے بھائی ہین میری اس ناچیز تحریر کے ذریعہ آرام و آسایش پا کر مجکو میری محنت و جانفشانی کی داد دین اور دنیائے فانی مین میرے بعد علم دوست اصحاب مین یادگار کا وسیلہ ہو ے

غرض نقشیست کز ما یاد ماند | کہ ہستی را نمے بینم بقاے
مگر صاحبدلے روزے برحمت | کند در حق این مسکین دعاے

جس قوم مین سلسلۂ تاریخ نہین ہے وہ ہر چند اپنے منھ میان مٹھو بنے لیکن وہ اپنے اسلاف کا کوئی کارنامہ بیباک کے مواجہ مین پیش نہین کر سکتی جو اُسکی اصلی عزت اور واقعی افتخار کا ذریعہ ہو فن تاریخ نے انسان کی محدود زندگی کو اس استحکام کے ساتھ غیر محدود و وسیع کر دیا ہے جس کا بیان امکان سے باہر ہے بیشتر قصہ اور کہانیان ہر ملک مین نام بنام اشخاص مقتدر کی نسبت منسوب ہو کر شہرت پذیر ہین لیکن اُنکی سچائی کا معیار یہی تاریخ ہے۔ اگر تاریخی صفحات مین اُن کا پتہ ہے تو واقعی اور اصلی ہین نہین تو بوستان خیال اور طلسم ہوشربا کے مرتبے سے زیادہ اُنکا اعتبار نہین ہے۔

میری راست بیانی کا سب سے زیادہ ثبوت اس کتاب کے صفحون مین ناظرین کو بعض شاہان اودھ کی شاعری کی وساطت سے ملیگا جو اپنے عہد حکومت و زندگی مین اُنھون نے خود تصنیف فرما کر واقعات واقعی یا مشیخت کا اظہار کیا ہے۔

ناظرین کتاب کو طبقۂ وزرا کی کور نمکی یا نمک حلالی کا بھی حیرت بخش مرقع نظر آئیگا جنھون نے وہ رویہ اختیار کیا تھا کہ اُس سے پایا جاتا ہے کہ وہ نہین چاہتے تھے کہ سلطنت اودھ کو قوت

حاصل ہو ملک خیر و برکت کا قدم ڈالے اور اہل اودھ ترقی و عروج پائین جسکی بنا پر بربادی و تباہی سلطنت کے آثار پیدا ہوے۔ ہم یہ بات یون ہی بے سوچے سمجھے نہین کہتے بلکہ اس پر سیکڑون دلائل موجود ہین۔ یہ واقعات والیان ملک کی خاص توجہ کے قابل ہین کیونکہ وہ اس کسوٹی پر اپنے موجودہ ماتحت کارکنون کی عقیدت مندی و خود مطلبی کو کسکر آخر نتیجۂ نیک و بد کو بخوبی معلوم کر سکینگے۔

ہم سمجھتے ہین کہ انگریز خود ہر ایک ایسے لکھنؤ کے اہلکار کی حقارت کرتے تھے جو انکی خاطر سے یا اپنے ذاتی اغراض کی وجہ سے سلطنت مین ضعف پیدا ہونے کے سامان مہیّا کرتا تھا کیونکہ اگرچہ وہ پسند کرتے ہین کہ لوگ اُنکے لیے اپنے وطنون کی نمک حرامی کرین مگر وہ نمک حرامون کو پیار نہین کرتے اور گو وہ مقابل اُٹھ کھڑے ہونے والون اور اپنے ملک کی مدافعت کرنے والون سے نفرت کرتے ہین مگر اس مین شک نہین کہ وہ محبّان وطن کو خواہ وہ کہان ہی کیون نہ ہون تعظیم اور اعزاز کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔

اب مین اس مطلب کو ختم کر کے یہ ہدیۂ محقر یعنی کتاب تاریخ اودھ اہل ملک کی نذر کرتا ہون خدا کرے کہ خلعت قبولیت عام سے ممتاز ہو۔

ملتمسہ محمد نجم الغنی خان ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ بن مولوی محمد عبد الغنی خان بن مولوی عبد العلی خان بن مولوی عبد الرحمن خان بن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی

نام اُن کتابون کا جن سے اس تاریخ کی تالیف مین مدد لی گئی ہے

عماد السعادة۔ خزانۂ عامرہ۔ منتخب اللباب۔ سیر آئینہ۔ واردات محمد شفیع۔ مآثر الامرا۔ جلد دوم

تنقیح الاخبار فی آثار الادوار مولفہ رائے منولال فلسفی متوفی در ۱۲۴۳ھ ہجری اس کا انتخاب راجہ کندن لال متخلص بہ اشکی بن رائے منولال مؤلف تنقیح الاخبار نے کیا ہے تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند۔ مرآت جہان نما مولفہ محمد شفیع۔ سیر المتاخرین جہان کشائے نادری دُرّۂ نادرہ۔ عالم شاہی اس میں بابر کے عہد سے ۱۲۰۹ھ ہجری تک کے حالات کہ شاہ عالم ثانی کا عہد تھا جمع کیے ہیں۔ شاہ عالم نامہ۔ وقائع عالم شاہی سلطان الحکایات مولفہ لالجی ولد منشی سیتل پرشاد ابن شیو کمار ساکن کٹرا۔ یہ مرآت الاوضاع کا دوسرا حصہ ہے۔ آثار محشر۔ کتاب ہفت اقلیم مساکن فلسفی۔ شاہ نوازخانی۔ تاریخ مظفری۔ آئین اکبری۔ فراست نامہ۔ جام جہان نما مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق۔ عزیز القلوب۔ گیان پرکاش۔ مرآت آفتاب نما۔ دریائے لطافت۔ تکملۂ ذکر ملوک۔ میر طالبی۔ فرح بخش مولفہ شیو پرشاد رامپوری۔ فرح بخش مولفہ محمد فیض بخش ساکن کاکوری۔ سفرنامہ بنگرہ از انند رام مخلص۔ چار گلشن محمد شاہی۔ مفتاح التواریخ۔ مرآت احمدی۔ گلستان رحمت۔ گل رحمت۔ منتخب العلوم۔ تاریخ فرخ آباد مولفہ سید ولی اللہ۔ انشائے فیض بخش۔ تاریخ اودھ مولفہ لنگور سہائے ولد لالہ بینی پرشاد ابن دینا ناتھ قانون گوے شاہ آباد ضلع ہردوئی جسکو ۱۲۳۲ھ ہجری میں غازی الدین حیدر کے جلوس تک لکھا ہے۔ محتشم خانی۔ آصف نامہ۔ سوانح محمد عباس علیخان۔ وقائع دلپذیر جو شاہجہان کے حالات میں ہے صبح صادق۔ تذکرۃ السلاطین چغتائی مولفہ محمد ہادی کامورخان حبیب السیر روضۃ الصفا۔ تاریخ تیموریہ۔ مکتوبات قلمی کا مجموعہ جس میں شجاع الدولہ وصفدر جنگ وحافظ رحمت خان وغیرہ کے خطوط ہیں یہ مجموعہ بھرتپور سے ہاتھ آیا ہے۔ تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ از قاسم علی بن مرزا محمد بن مرزا جعفر بن مرزا محمد امین ہمدانی۔ بیان الواقع مولفہ عبدالکریم کشمیری بن یعقوب بن خواجہ ملاقی بن خواجہ محمد رضا سیر کرمی۔ تاریخ بھاد جھنگو تصنیف علی ابراہیم حسنان۔

مجموعۂ قلمی مجتہد العصر کے گھرانے کا مثنوی دُرّ منظوم۔ وزیرنامہ مخلص التواریخ مولفۂ فرزند علی۔ ملخص تاریخ اودھ مولفہ ہت پرشاد متوطن آگرہ۔ نادر العصر۔ محاربہ غدر مولفہ منشی مینڈی لال تذکرۂ حکومتہ المسلمین۔ افضل التواریخ مولفہ رام سہائے۔ تاریخ ہندوستان مولفۂ الفنسٹن صاحب تمدن ہند مترجمۂ سید علی بلگرامی۔ کشف الاستار شاہ حمزہ صاحب۔ تاریخ مالوہ سید کریم علی جامع التواریخ تاریخ فرخ آباد مولفۂ آروِن صاحب۔ وقائع راجپوتانہ روہیلکھنڈ گزیٹیر آثار الصنادید قیصر التواریخ شاہجہان نامہ۔ جلد دوم عہدنامجات۔ تاریخ ہند مولفہ ذکاء اللہ صاحب۔ جارج نامہ خیابان حسن بوستان اودھ مولفہ راجہ درگا پرشاد صاحب بہادر۔ ہیملٹن کی تاریخ۔ انتخاب یادگار للٹھبرج کی تاریخ۔ ہنٹر صاحب کی تاریخ۔ طلسم ہند۔ مثنوی معظم۔ آمجیات۔ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان۔ تالیفات واجد علی شاہ۔ حبیب السیر۔ روضۃ الصفا۔ طبقات الشعراحسین شاہی۔ بل کی تاریخ۔ تاریخ ہندوستان جیمس گرینڈ۔ مرات التاریخ۔ تاریخ بھوپال۔ سیر المتخشم۔ انڈین میوزیم مین رکھے ہوے سکھون کی فہرست۔ کلیات سودا۔ کلیات ناسخ۔ ریاض الشعرا۔ آئین اکبری۔ تاریخ اجودھیا مولف راجہ درگا پرشاد صاحب تعلقدار و رئیس اعظم سندیلہ ضلع ہردوئی متخلص بہ مہر۔ تاریخ فیض آباد مولفۂ مسٹر بی کارنیگی ڈپٹی کمشنر فیض آباد۔ شرائف عثمانی۔ بتصرۃ الناظرین۔ تحفۂ راجستان نقش سلیمان واقعات دُرّانی۔ تاریخ آصفی مولفۂ ابوطالب بن محمد۔ جنگ نامۂ نواب غلام محمد خان منظوم اردو مولفۂ تسلیم۔ تذکرہ ہزار داستان معروف بہ خمخانۂ جاوید۔

برہان الملک نواب سعادت خان کا نسب نامہ

میر محمد امین۔ بن میر محمد نصیر۔ بن میر محمد امین۔ بن میر محمد جعفر۔ بن قاضی میر شمس الدین شہید نجفی بن سید محمد۔ بن سید غیاث الدین محمد۔ بن سید علی[ل]۔ بن سید سراج الدین علی۔ بن سید اسحاق

[ل] یہ نام قیصر التواریخ کی پہلی جلد مین نہین وزیرنامۂ و تحفۂ شاہیہ مین ہے ۱۲

بن سید محمد - بن سید یحیےٰ - بن سید غیاث الدین محمد - بن سید محمد ثانی[۵۱] - بن سید موسیٰ - بن سید قاسم - بن سید علی ثانی - بن سید جعفر بن سید حسین المقدم[۵۲] - بن سید عبدالحی - بن سید عمر - بن سید ارقم - بن سید عبدالقادر - بن سید تاج الدین - بن سید فخرالدین[۵۳] - بن سید زید[۵۴] - بن موسیٰ کاظم علیہ السلام (۲۷)

برہان الملک کے خاندان کا حال اور اُن کے ہندوستان مین آنیکا بیان

قاضی سید شمس الدین نجف اشرف مین رہتے تھے صاحب علم تھے شاہ اسمٰعیل صفوی نے اُنھین بلاکر قاضی القضاۃ بنایا اور نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی۔ سید شمس الدین کے کئی بیٹے تھے سب سے بڑے بیٹے کا نام سید محمد جعفر تھا۔ محمد جعفر کے دو بیٹے تھے ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد۔ سید محمد امین کے ایک بی بی سے دو بیٹے تھے میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف جیسا کہ عماد السعادت مین مذکور ہے اور تاریخ اودھ معروف بہ قیصر التواریخ کی پہلی جلد مین میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف کو چچازاد بھائی بتایا ہے۔ سولھوین صدی عیسوی کے اواخر مین یہ دونون چچازاد بھائی شاہ عباس ثانی بادشاہ ایران کی ملازمت مین تھے۔ بادشاہان ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر اور شکار مین اُمرا و ارکان دولت سواری کے آگے آگے چلتے تھے اور

---

[۵۱] تحفہ شاہیہ و وزیر نامہ مین یہ نام ہے اور قیصر التواریخ مین نہین ۱۲ [۵۲] وزیر نامے اور عماد السعادت و تحفہ شاہیہ مین اسی طرح ہے۔ قیصر التواریخ مین حسین المخدوم لکھا ہے ۱۲ [۵۳] موافق نسخۂ وزیر نامہ اور قیصر التواریخ و تحفہ شاہیہ مین محی الدین ہے ۱۲ [۵۴] موافق نسخہ وزیر نامہ اور قیصر التواریخ مین لفظ زاہد یا شہید لکھا ہے اور فخرالدین اور زاہد مین سید علی کا واسطہ ہے ۱۲

سارا لشکر پیچھے ہوتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن جنگل مین بادشاہ کی سواری چلی جاتی تھی ایک شیر نے نکل کر بادشاہ پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گرا دیا۔ میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے کود پڑے اور شیر کو پیش قبض سے مار ڈالا۔ بادشاہ چونکہ زرہ پہنے ہوے تھا اسواسطے کوئی صدمہ نہ پہونچا بادشاہ نے ایسے کارنمایان کے صلے مین چاہا کہ اُنھین اپنا وزیر کرین میر محمد یوسف نے عرض کیا کہ مین سید ہون مجھ سے سیاست نہو سکے گی اور بے اسکے انتظام سلطنت غیر ممکن ہے اسلیے مین اس عہدے سے معافی چاہتا ہون مگر میری یہ آرزو ہے کہ میر محمد نصیر میرا بھائی ابھی تک کتخدا نہین ہوا ہے اُسکا بیاہ رضا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کرا دیا جائے وزیر قوم قزلباش سے تھا بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے اُسکو مین نے تیری بیٹی سے کتخدا کیا تاکہ ہمارے اور تیرے درمیان قرابت قائم ہو جائے۔ وزیر نے اس شرط سے اس رشتہ داری کو قبول کیا کہ اگر اُسکے بیٹی پیدا ہو تو وہ میری قوم کے آدمی سے منسوب ہو اور یہ رسم ہمیشہ قائم رہے بادشاہ نے قبول کیا اور میر محمد یوسف کو نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی۔ میر محمد نصیر سے دو بیٹے اور دو بیٹیان پیدا ہوئین۔ بڑے بیٹے کا نام میر باقر چھوٹے کا نام میر محمد امین تھا میر محمد امین اپنی ایک بہن سے عمر مین بڑے اور ایک بہن سے چھوٹے تھے۔ جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان ہوئی انکی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ محمد قلی خان بیگ میری مان کا بھتیجا نسل بادشاہان ترکمان یعنی مرزا قرا یوسف سے ہے اُسکے بڑے بیٹے جعفر خان بیگ کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی کی شادی کر دو اور اپنے اُس وعدے کو وفا کرو جو میرے والد سے کیا تھا اُس نے جواب دیا کہ مین اوس شرط سے اپنی بیٹی جعفر خان بیگ خلف محمد قلی خان بیگ کو دیسکتا ہون کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بیٹے میر محمد باقر سے منسوب کر دے محمد قلی خان بیگ نے یہ شرط منظور کر لی اور

لـه دیکھو عماد السعادت و وزیر نامہ ۱۲

دونون شادیان ہوگئین جعفر خان بیگ کے نطفے سے دو بیٹے اس لڑکی کے پیدا ہوے۔ بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن اور چھوٹے کا نام مرزا مقیم تھا۔ یہی مرزا مقیم دہلی مین ابو المنصور خان صفدر جنگ کے خطاب سے وزیر اعظم ہوے اور شجاع الدولہ کے باپ ہین انھین سے سلسلۂ سیادت و ترکان قراقونیلو باہم ملکر گویا قران السعدین ہوا جنھون نے اودھ مین سنگ بنیاد قراقونیلو نصب کیا میر محمد نصیر نے چھوٹی بیٹی کو اپنے بھتیجے میر محمد شاہ میر پسر میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد کیا۔ اس لڑکی کے میر محمد شاہ میر سے دو بیٹیان اور دو بیٹے پیدا ہوے۔ بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد یوسف اور چھوٹے کا نصیر الدین حیدر خان بیگ ہوا۔ اور میر نصیر نے اپنے چھوٹے بیٹے میر محمد امین کی شادی اپنے بھائی میر محمد یوسف کی بیٹی کے ساتھ کی۔ میر محمد یوسف کے املاک بہت تھی اس وجہ سے میر محمد امین کو خانہ داماد کیا۔ یہی میر محمد امین ہین جو آیندہ برہان الملک نواب سعادت خان کا خطاب پائینگے۔

گورسہاے نے تاریخ اودھ مین لکھا ہے کہ ۱۱۸ہجری عہد بہادر شاہ بن اورنگزیب عالمگیر مین میر محمد نصیر نے ہندوستان کا قصد کیا اُنکے بڑے بیٹے میر محمد باقر ہمراہ تھے۔ یہ سفر جہاز کی سواری مین کیا۔ بنگلے مین جہاز پہونچا میر محمد نصیر نے عظیم آباد مین سکونت اختیار کی شجاع الدولہ ناظم بنگالہ اُنکی خبر اور پرورش رکھنے لگا۔ میر محمد نصیر کے بیٹے محمد باقر کا اس عرصے مین ازدواج ہوا (یہ دوسرا نکاح ہے کیونکہ پہلے اُنکا عقد وطن مین ہوچکا ہے) اور اُنکے ایک بیٹا پیدا ہوا جو اپنے چچا نواب برہان الملک کے عہد حکومت وایالت مین شیر جنگ کے خطاب سے مشہور ہوا اور محمد شاہ کے عہد مین صفدر جنگ کی طرف سے کشمیر کا صوبہ دار بنا تھوڑے دنون کے بعد میر محمد نصیر فوت ہوگئے۔ میر محمد امین اُنکے بیٹے جو ابھی تک وطن مین تھے اُن کو ایک دن بیوی نے کسی بات پر طعنہ دیا۔ صاحب غیرت تھے ۱۱۲۰ہجری مین وطن کو چھوڑ کر ہندوستان

کی طرف روانہ ہوے عظیم آباد پہونچے تو معلوم ہوا کہ اُنکے والد مرگئے ہین۔ بعض یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین نے نیشاپور مین کچھ ٹھیکہ لیا تھا خسارہ ہوا مرزا یوسف کی مان نے جو میر محمد امین کی بہن ہوتی تھی اپنا زیور فروخت کرکے اُس روپے کو ادا کر دیا۔ میر محمد امین اس خجالت اور غیرت کی وجہ سے ہندوستان مین چلے آئے شاہ عالم بہادر شاہ بن عالمگیر بن شاہجہان بن جہانگیر بن اکبر بن ہمایون بن بابر کا عہد تھا[۱]۔ بہرصورت میر محمد امین اور میر محمد باقر عظیم آباد سے دہلی کو چلے گئے۔ بعض یہ کہتے ہین کہ میر محمد امین کے ہندوستان مین آجانے اور صاحب منصب و مرتبہ ہوجانے کے بعد میر محمد باقر ہندوستان کو آئے اور راہ مین قندھار کے قریب اپنا نکاح کیا اُس زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام نثار محمد خان رکھا جب ہندوستان مین پہونچے تو فرخ سیر کی ملازمت حاصل کی اور سیادت خان خطاب ملا اور نثار محمد کو محمد شاہ نے خطاب نواب شیر جنگ دیا تھا۔ میر محمد امین المخاطب بہ سعادت خان برہان الملک سے ایک بیٹا اور پانچ بیٹیان ہوئین جنکی تفصیل اُنکی سوانح عمری کے آخر مین کی جائیگی۔

میر محمد امین کا دہلی پہونچکر شاہزادون کی جاگیرونکا اجارہ لینا اور معاملہ ایسی خوش دہندی سے رکھنا کہ جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ بادشاہی منصب دار ہوجانا اور ہنڈون بیانہ کی فوجداری پانا۔ اور صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح کرنا۔

میر محمد امین نے دہلی مین پہونچکر ایک عمدہ حاکم کی رفاقت اختیار کی اور بعض جگہون کی حکومت بھی اُسکی وجہ سے پائی۔ تھوڑے دنون کے بعد نواب سربلند خان صوبہ دار گجرات سے تعارف ہوگیا

[۱] دیکھو عماد السعادت و وزیر نامہ ۱۲

اور اُسنے اپنی سرکار مین میر منزل کا عہدہ دیا ایک بار نواب کے خیمے ایک نیچی زمین مین کھڑے ہو گئے تھے شب کو بارش ہوئی۔ نواب کے رہنے کے تمام خیمے مین پانی بھر گیا نواب بہت بیچین رہا اور رتھ مین بیٹھا رہا صبح کو میر محمد امین کو اپنے سامنے بُلا کر نواب اُنپر خفا ہوا اور کہا کہ تمھارے دماغ سے بوے ہفت ہزاری پائی جاتی ہے اپنے فرض منصبی کی کم پروا کرتے ہو میر محمد امین کو یہ لفظ ناگوار گذرے اور اُنکی نوکری سے استعفا دیدیا۔ دوسرے دن سربلند خان نے میر محمد امین کو بلا کر معذرت کی مگر اُنھون نے نہ مانا اور دلّی چلے آئے اور شاہزادون کی جاگیر کا ٹھیکہ لیا۔ جو محصل اس صیغۂ مستاجرین سے حاصل ہوتا اُس مین سے بھی چہارم بنظر رسوخ شاہزادون کو دیا کرتے تھے جب اُنکی دیانت اور امانت اور کارگذاری کی شہرت ہوئی تو شاہزادون کے ذریعہ سے بادشاہ کی حضوری تک نوبت پہونچی منتخب اللباب اور مآثر الامرا مین مذکور ہے کہ میر محمد امین کو ابتدا مین منصب ہزاری ملا اور فرخ سیر کے رفقا مین داخل ہوے۔ مرآت واردات مین لکھا ہے کہ ایسا منصب والا شاہی کہلاتا ہے جو پادشاہزادگی کے دنو مین زمانۂ سلطنت و سریر آرائی سے قبل کسی کو دیا جائے۔ فرخ سیر نے بھی ایسی ہی حالت مین میر محمد امین کو ہزاری منصب دیا تھا۔ جب فرخ سیر ولد عظیم الشان بن شاہ عالم بہادر شاہ سنہ ۱۱۲۴ ہجری مین تخت نشین ہوے تو محمد جعفر المخاطب بہ تقرب خان خانساماں کو ابتداے جلوس فرخ سیری مین کروڑ گیری[۱] گنج کی خدمت بھی مفوض ہوئی تو اُسکی نیابت مین میر محمد امین مقرر ہوے محمد امین نے راے رتن چند دیوان اعظم قطب الملک عبد اللہ خان سے محبت اور دوستی پیدا کر لی اُسنے سنہ ۱۱۲۵ ہجری مین ہنڈون بیانہ متعلق صوبہ اکبر آباد کی فوجداری کی سند دلادی اس علاقے کی آمدنی اٹھارہ لاکھ روپے سالانہ تھی محمد امین نے اس علاقے کا بڑی عمدگی سے انتظام کیا مفسدون کو خوب

[۱] کروڑ گیری محاصلات۔ پرمٹ۔ سائر ڈان ۱۲

سنہ امین دین اور نام پایا۔ اس وجہ سے منصب مین پانصدی کا اضافہ ہوا سید حسین علیخان
اور عبداللہ خان انکی بہت عزت کرنے اور کارگذار آدمی سمجھنے لگے انھین دنون نواب
محمد تقی خان صوبہ دار اکبرآباد کی بیٹی سے شادی کی لیکن اس شادی سے قبل سید
طالب محمد خان آصف جاہی کی بیٹی انکے نکاح مین تھی بلکہ اس نکاح سے بھی قبل ایک شریف خاندانی
آدمی کی بیٹی سے جس خاندان سے اشرف علی خان تھے عقد ہوچکا تھا لیکن بیاہ کے بعد ہی
یہ عورت لاولد مرچکی تھی۔ میر محمد امین کی بیٹی جو شجاع الدولہ کی والدہ اور صفدر جنگ کی
بی بی ہے بیاہنے مین اپنے والد کے ہمراہ تھی اور اس وقت اُسکی عمر پانچ یا اس سے کچھ زیادہ
برسون کی تھی لیکن فرح بخش مؤلفہ محمد فیض بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر اس لڑکی کی اس وقت
۱۵ برس کی ہوگی کیونکہ سنہ ۱۱۲۰ ہجری مین دہلی مین اپنے باپ کے ساتھ آئی تھی تو اُس وقت
اسکی عمر سات سال کی تھی۔

میر محمد امین کا نواب حسین علی خان برادر قطب الملک کے قتل کی سازش مین شریک ہو کر اُس کو مروا ڈالنا

حسین علی خان کا بڑا بھائی عبداللہ خان جو فرخ سیر شہنشاہ ہندوستان کا وزیر اعظم تھا
لائق فائق آدمی تھا مگر عیاش اور کاہل بھی تھا اور یہی باعث تھا کہ اُسکی وزارت کا کام اُسکے
نائب رتن چند نام ایک ہندو کی سعی و اہتمام پر موقوف تھا جسکی سخت تدبیرون اور خودمختاری
کے طورون کی بدولت انتظام اُس کا عام پسند نہ تھا غرضکہ نائب کی بدکرداری اور منیب کی
غفلت شعاری سے فرخ سیر کو یہ جرأت حاصل ہوئی کہ وہ اپنی پوری خودمختاری کی تدبیر سوچنے لگا اور
اُسکے اس ارادے کے جا بجا چرچے ہوئے کہ وہ اپنے وزیر کو پھانسنا چاہتا ہے عبداللہ خان نے

اپنے خلاف سازشون سے خوف کھاکر اپنے بھائی حسین علی خان کو جسنے حزم واحتیاط کی ضرورت سے بادشاہی آور دون کو حکومت سے خارج کرکے ساری فوجون کو اپنا جان نثار بنا رکھا تھا خاندیس سے بلا یا راجہ جے سنگھ سوائی والی جے پور نے بادشاہ کو اس بات پر بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تھوڑا سا عرصہ باقی رہ گیا ہے اگر کوئی معقول تدبیر بن پڑے تو جلد عمل مین لائے اور ہرگز کاہلی نہ برتے مگر وہ بادشاہ ایسا بودا تھا کہ راجہ کی ترغیب وتحریص سے ایسی شجاعت پر بھی آمادہ نہوا جو بقول شخصے مرتا کیا نہین کرتا مایوسی کے وقت ابھل کر زور وشور اپنا دکھاتی ہے غرضکہ حسین علی خان دلّی مین داخل ہوا اب بادشاہ بڑی ذلت سے اپنے دشمنون کی اطاعت پر مائل ہوے۔ اگرچہ حسین علی خان شہر کے باہر فوج لیے پڑا رہا مگر عبد اللہ خان کے پہرون کی شہر مین آنے جانے کی اجازت حاصل ہوئی اور اب یہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ کی قسمت کا فیصلہ دونون بھائیون کی صلاح ومرضی پر موقوف رہا مگر باوصف اسکے بعض بعض امیر بادشاہ کے خیر خواہ اپنے ملازمون اور رفیقون کو اپنے ہمراہ لیکر بادشاہ کی امداد واعانت کی غرض سے آئے۔ مگر حسین علی خان نے شہر مین داخل ہوکر بادشاہ کو زندہ چھوڑنا اپنی سلامتی کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا اور بادشاہ کو جو حقیقت مین بادشاہ کا سایہ تھا محل سرا سے پکڑ لائے جہان وہ اپنی جان بچا لیے بیٹھا تھا اور ماہ فروری ۱۹ ۱۷ء مطابق ربیع الثانی ۱۱۳۱ ہجری کو اسکو خفیہ خفیہ مروا ڈالا۔ مرزا بیدل کہتا ہے رباعی

دیدی کہ چہ باشاہ گرامی کردند ‌ ‌ ‌ صد جور وجفا از راہ خامی کردند

تاریخ چو از خرد بجستم فرمود ‌ ‌ ‌ سادات بوے نمک حرامی کردند ۱۱۳۱ھ

جب فرخ سیر سے تخت خالی رہا سیدون نے رفیع الشان ابن شاہ عالم بہادر شاہ کے

بیٹے کو رفیع الدرجات کے خطاب سے تخت نشین کیا مگر یہ بادشاہ سل کی بیماری سے تین مہینے کے بعد مرگیا تب اُسکے بڑے بھائی کو رفیع الدولہ محمد شاہ جہان ثانی کے خطاب سے سنہ مذکور مین تخت پر بٹھایا۔ مگر اُسکی عمر نے وفا نہ کی چنانچہ وہ بھی تین مہینے سے کم عرصے مین جہان فانی سے گذرا۔ اگرچہ اُسکے مرنے سے سیدون کو تھوڑا بہت تردد لاحق ہوا مگر بعد اُسکے ایک نہایت قوی آدمی کو جانشین اُس کا کیا۔ یہ جوان آدمی روشن اختر ولد جہان شاہ ابن شاہ عالم بہادر شاہ تھا جس کا حال اپنی پہلی حالت مین عام لوگون کی حالت سے بہتر نہ تھا یعنی وہ کسی زیور کمال سے آراستہ نہ تھا۔ ماہ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ ہجری مطابق ماہ ستمبر ۱۷۱۹ء مین یہ شہزادہ محمد شاہ کے خطاب سے تخت پر بیٹھا۔ ؎

روشن اختر بود اکنون ماہ شد   یوسف از زندان برآمد شاہ شد
۱۱۳۱ھ

محمد شاہ نے اپنی مان کے سکھانے پڑھانے سے سیدون سے علانیہ بگاڑ نہ کیا نہایت حزم واحتیاط اس معاملے مین برتتے تھے اور بڑے صبر اور تحمل سے ایسی صورتون کے منتظر تھے جو اُنکے استحقاق حکومت کے ممد و معاون اور دعوے سلطنت کے موافق اور مناسب ہون اور نہایت مخفی طور پر ایسی باتون کو سوچتے تھے جنکے ذریعہ سے اُنکو جلد آزادی حاصل ہو اور اس بڑے خوفناک ارادے مین صلاح کار اُنکا وہ اعتماد الدولہ محمد امین خان چین بہادر تھا جس نے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اُنکو زبان کا کچّا اور خاص اپنے معاملے مین بیپٹے کا ہلکا پایا تھا۔ اگرچہ سیدون کے زور قوت اور غرور نخوت سے محمد امین خان کمال متنفر تھا مگر کام ناکام اُن سے زمانہ سازی کی راہ سے موافقت پیدا کی تھی۔ محمد امین خان محمد شاہ سے ترکی زبان مین بات چیت کرتا تھا۔ اگرچہ سیدون کے رشتہ دار اور آوردے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے مگر بات چیت اُنکی چلی جاتی تھی اور جبکہ اُنکے آپس مین اشارے کنائے ہونے لگے تو اُس

کی بدولت خفیہ خط وکتابت کا رشتہ کھلا اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچی کہ ایک گروہ قائم ہوگیا
جس مین میر محمد امین معروف بہ سعادت خان ابن میر محمد نصیر کو دوسرا درجہ حاصل تھا
اگرچہ یہ سازش ہزارون پردون مین کی گئی مگر سیدون کے دلون پر برے برے خیال
گذرنے لگے جبکہ آصف جاہ کی بغاوت فرو کرنے کے لیے دکن کو جانے کا کام سیدون پر آپڑا
تو اُنھون نے بادشاہ کو قابو مین رکھنے کے لیے یہ بات قرار دی کہ حسین علی خان بادشاہ
اور بعض مشتبہ امیرون سمیت دکن کو روانہ ہوا اور عبداللہ خان دلّی مین موجود رہے اور
بادشاہ کے مضار ومنافع کی نگرانی رکھے۔ دونون بھائی بہت سے غور وخوض کے بعد آگرے
سے روانہ ہوے چنانچہ حسین علی خان نے دکن کو اور عبداللہ خان نے دلی کو باگ اُٹھائی
اور سازش کرنے والون نے دونون کی جدائی سے قیاس کیا کہ مراد پوری ہونے کا موقع
ہاتھ آیا چنانچہ حسین علی خان کا قتل تجویز ہوا تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا مین
لکھا ہے کہ جب نواح اکبرآباد مین محمد شاہ کا لشکر پہونچا تو میر محمد امین معروف بہ سعادت خان
برہان الملک ہنڈون بیانے سے بھاری جمعیت کے ساتھ اپنے بعض مطالب کے سرانجام کی غرض
سے آکر شامل ہوے۔ عماد السعادت مین اُنکی فوج کی تعداد چودہ ہزار پیادہ وسوار بتائی ہے
بادشاہ نے میر محمد امین کے اتنی سپاہ کے ساتھ آنے کو غنیمت جانا۔ اسی کتاب مین یہ بھی لکھا ہے
کہ نواب حیدر قلی خان میر آتش (افسر توپخانہ) نے بادشاہ سے اُنکی بہت تعریف کی بادشاہ تو
ایسے جرار شخص کے دل سے خواہان تھے کہ وہ سادات بارہ کا استیصال کرے نواب
حیدر قلی خان نے اپنی فرزندی کے ساتھ میر محمد امین کو عزت بخشی اور بادشاہ نے
حیدر قلی خان کی سفارش سے اُنکو سعادت خان بہادر کا خطاب دیا اور اُنکے بڑے بھائی کو
جن کا انتقال ۱۱۳۴ھ ہجری مین ہوا سیادت خان کا خطاب عطا کیا اور مآثر الامرا مین لکھا

ہے کہ مرزا مقیم کے باپ کو سعادت خان کا خطاب دیا تھا جو سعادت خان میر محمد امین کے بہنوئی تھے۔ تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا سے ثابت ہے کہ سعادت خان بہادر کا خطاب انھین حسین علی خان کے واقعہ کے بعد ملا تھا۔

منتخب اللباب مین مذکور ہے کہ سعادت خان میر محمد امین نے اعتماد الدولہ محمد امین خان سے بہت دوستی پیدا کر لی یہانتک کہ اُسکے ہمراز اور شریک مُہمات ہوگئے۔ سعادت خان کے دل مین ہمیشہ فرخ سیر کے خون ناحق کا بغض جوش مارتا تھا اُنھون نے میر حیدر خان کاشغری برادر شاہ پور خان کو جو اُن کا رفیق تھا حسین علی خان کے قتل کے لیے آمادہ کیا اور یہ راز ان تینون شخصون نے یہانتک مخفی رکھا کہ بادشاہ اور قمر الدین خان پسر اعتماد الدولہ محمد امین خان تک کو واقف نہونے دیا البتہ دو عورتین آگاہ تھین ایک بادشاہ کی والدہ دوسرے صدر النسا جسکو عبداللہ خان کی وجہ سے عزت و ترقی حاصل ہوئی تھی گر عالم شاہی سے ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ بھی اس مشورے مین شریک تھے اور اُنھون نے میر حیدر سے کہا تھا کہ اگر تو نے حسین علی خان کو مار ڈالا اور خود زندہ رہا تو ہفت ہزاری منصب پر پہونچا دونگا اور اگر تو مارا گیا تو تیری اولاد کے ساتھ بڑا سلوک کرونگا چہارشنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ہجری کو فتحپور سے ۳۵ کوس پر مقام ٹوڈہ مین بادشاہ کا قیام ہوا محمد امین خان بادشاہی سراپردے کے قریب برہمی مزاج اور دردسر کا ارادہ ظاہر کرکے حیدر قلی خان کے خیمے مین چلا گیا اور امیر الامرا حسین علی خان خیمہ سلطانی سے نکلکر اپنے لشکر کو عازم ہوا اُس وقت میر حیدر خان نے ایک عرضی محمد امین خان چین بہادر کی شکایت مین لکھی اور امیر الامرا کو دینے کے لیے چلا۔ امیر الامرا جھالردار پالکی مین سوار گلال باڑی کے پاس پہونچا تھا کہ میر حیدر خان نے عرضی کا کاغذ دور سے بلند کیا نواب نے اُس کو پاس بُلا لیا اُسنے نواب کو عرضی دکھائی پڑھنے لگا

اور میر حیدر پالکی کا پایہ پکڑ کر ساتھ چلنے لگا اور اپنا حال عرض کرتا جاتا تھا جبکہ امیر الامرا عرضی کی طرف بالکل متوجہ ہوگیا تو میر حیدر نے دفعتہً اُسکے پیٹ مین چھرا مارا کہ جگر سے پار ہوگیا۔ اُسوقت امیر الامرا کے مُنھ سے صرف یہ نکلا کہ بادشاہ کو مارڈالو۔ اور حیدر بیگ خان کے سینے پر اک لات ماری اس صدمہ سے پالکی کو جھٹکا لگا اور لاش زمین پر گر گئی جیسا کہ جلد دوم تنقیح الاخبار مین ہے۔ نواب کے پھوپی کے بیٹے نور اللہ خان پسر اسد اللہ خان نے اور تذکرۃ السلاطین چغتائی کی روایت کے موافق عظمت اللہ خان ولد اسد اللہ خان نے قاتل کو بھی مارڈالا جب امیر الامرا مرگیا تو مغلون نے اُس کا سر کاٹ لیا اور بادشاہ کے پاس لے گئے اس قوی وزیر کے مرنے سے اُسکی فوج مین ہل چل پڑگئی اور اُسکے رشتہ دارون اور رفیقون اور سازش کرنیوالون اور اُن کے رفیقوں مین بڑا جھگڑا قائم ہوا۔ اور غیرت خان امیر الامرا کے بھانجے نے دو تین ہزار سوارون کو ساتھ لیکر بادشاہ سے مقابلے کا ارادہ کیا۔ سعادت خان حیدر قلی خان کے ہمراہ اعتماد الدولہ محمد امین خان چین بہادر کے فرمانے سے بے باکانہ حرم سرائے بادشاہی کے دروازے پر جس مین بادشاہ تشریف رکھتے تھے ایسے وقت مین پہونچ گئے کہ حسین علی خان کے جان نثار بادشاہ کے قتل پر آمادہ تھے اس وقت بادشاہ کی ماں باہر نکلنے سے بادشاہ کو روک رہی تھی کہ سعادت خان دشمنون کو صاف کر کے امیر الامرا کا سر ہاتھ مین لٹکائے چند تورانی مغلون کو ساتھ لیکر اور شال مُنھ پر ڈالکر زنانے مین گھس گئے اور بڑی منت وسماجت اور خوش آمد کر کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑکر باہر لائے اور اُن کو اسپر آمادہ کیا کہ اپنے خیر خواہون کی سرداری اختیار کر کے سیدون سے علانیہ جنگ کرین۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو اپنے ہاتھی پر بٹھایا اور خود خواصی مین بادشاہ کے ساتھ بیٹھا اسوقت بہت کم آدمی جمع ہوسکے تاہم حیدر قلی خان نے توپخانے کے سپاہیون کو مستعد کر کے ہراول مین رکھا

اور غیرت خان پر گولہ باری شروع کی قمرالدین خان اور سعادت خان اُسکی مدد کو پہونچے اور یہ بھی لڑنے لگے۔ اِس عرصے مین امیرالامرا کا تمام لشکر لُٹ گیا اور غیرت خان بھی مارا گیا اور سعادت خان غیرت خان کے لشکر کی لوٹ سے سرمایہ دار بن گئے[۵]۔

سیدون کا گروہ میدان سے بھاگ نکلا اور بہت سے سیدون نے فوج کے اُس حصّے سمیت جو کسی فریق کا ممد و معاون نہوا تھا بادشاہ کی اطاعت اختیار کی چونکہ سعادت خان نے رفقائے حسین علی خان کی شورش کے دفع کرنے مین بڑی کوشش سے حملے کیے تھے اور اُنکی بیخ کُنی کی تھی اِس جلدو مین اُن کا منصب پنجہزاری ذات تک پہونچ گیا اس مین اصلی منصب اور اضافہ دونون شامل تھے اور پانچہزار سوار اور بہادری کا خطاب اور علم اور نقارے سے ترقی پائی جیسا کہ مآثرالامرا اور تاریخ سلاطین متاخرین ہند مین ہے لیکن محمد ہادی کامور خان نے تذکرۃ السلاطین چغتائی مین تین ہزار سوار لکھے ہین ــــ

محمد شاہ نے محمد امین خان چین بہادر کو اپنا وزیر بنایا اور صمصام الدولہ کو میر بخشی کیا اور قمرالدین خان کو بخشی دوم کیا اور حیدر قلی خان کو ہفت ہزاری منصب اور شش ہزار سوار دو اسپہ دیکر دہلی کو کوچ کیا۔ محمد ہادی موسوم بہ کامور خان نے تذکرۃ السلاطین چغتائی مین یون بیان کیا ہے کہ دہلی کے راستے مین جب بادشاہ کا مقام موضع گوپال پور کے قریب ہوا تو اس جگہ ۱۳ ذیحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو سعادت خان کو شش ہزاری منصب اور پانچہزار سوار اور صوبہ اکبرآباد کی حکومت اور خلعت خاصہ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ بادشاہ نے عطا کیا اور مرآت جہان نما سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۱۳۳ ہجری مین یہ صوبہ اُن کے تفویض ہوا تھا۔

[۵] دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

سعادت خان کا چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ شریک ہو کر قطب الملک عبد اللہ خان سے جنگ کرنا

عبد اللہ خان ابتک دلّی نہ پہونچا تھا کہ بھائی کی سُنا ؤنی پہونچی اُسنے دِلّی مین رفیع القدر کے بڑے بیٹے ابراہیم کو جو مقیّد تھا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم کے لقب سے بادشاہ بنایا اور اُسکے نام کی منادی کرائی اور اُسکی طرف سے لوگون کو مراتب عنایت کیے۔ اور اپنی فوج لیکر آگرے کی جانب روانہ ہوا جاٹون کا سردار چورامن جس کو سید عبد اللہ خان نے راہدار خان خطاب اور کچھ گانوُن جاگیر مین دیے تھے راہ مین آکر اُس سے ملا۔ اور بہت سے ٹوٹے پھوٹے سید بھی اُس کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کے بعد اُن کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور سعادت خان بُرہان الملک کو بھی جو ہنڈون بیانہ کے فوجدار تھے ایک خط بھیجا کیونکہ اُن کی ترقّی دولت کا باعث نواب عبد اللہ خان کا دیوان راے رتن چند ہوا تھا لیکن اُنھون نے بغور و تامل حقوق سلطانی اور اپنی دنیاوی نیک نامی کو مُقدم سمجھا اور چودہ ہزار پیادہ و سوار کی جمعیت کے ساتھ بادشاہ کے شریک رہے محمد شاہ کو اُن چار ہزار سوارون کے پہونچنے سے تازہ مدد پہونچی جنکو جے سنگھ راجہ نے اُنکی امداد و اعانت کے لیے شتابی مین روانہ کیا تھا۔ محمد خان بنگش بھی تین ہزار سپاہ کے ساتھ اور عزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی چار ہزار سپاہ کے ساتھ بادشاہ کی مدد کو آگئے۔ نوین محرم سنہ ۱۱۳۳ ہجری کو بادشاہ کی فوج شاہ پور سے گذر کر ٹھہری اور قطب الملک حسن پور مین بادشاہ کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر آکر مقیم ہوا۔ روز پنجشنبہ ۱۳ محرم سنہ ۱۱۳۳ ہجری کو عبد اللہ خان نے فوج آراستہ کی اور سلطان محمد ابراہیم کے ساتھ غول مین آپ کھڑا ہوا اور خواجہ عبد الغنی

ولد خواجہ عبدالرحیم کو محمد ابراہیم کی خواصی مین بٹھایا۔ اور نجم الدین علیخان وسیف الدین علی خان وشجاعت اللہ خان وعبدالنبی خان اور بہت سے سادات بارہ اور اپنے نوکر افغانون کو لشکر کا ہراول کیا اور بخشی الملک سید صلابت خان بہادر وغازی الدین خان بہادر غالب جنگ وشکر اللہ خان وقلیچ محمد خان ونعمت اللہ خان وبہرام خان وامیر خان وحامد خان وحمید الدین خان کو پیش لشکر کی مدد کے لیے مقرر کیا اور شہامت خان وفتح محمد خان وکمل خان وتہور علی خان بارہ وراجہ محکم سنگھ وعبدالقادر خان وحفیظ اللہ خان ومرید خان وخداداد خان وغیرہ اپنے مددگارون کو یمین ویسار مین کھڑا کیا اور توپخانے کو ہراول کے آگے رکھا۔ بادشاہ کی طرف بھی مقابلے کی تیاری ہوئی اور جمعرات کو بادشاہ مقابلے کے لیے سوار ہوے اعتماد الدولہ بہادر ظفر جنگ وزیر اعظم وقمر الدین خان بہادر وسیف اللہ خان بہادر داروغہ گرزدار ان وامین الدین خان میر توزک ومعتمد الملک میر جملہ بہادر وعزیز خان بہادر چغتہ کو بادشاہ نے اپنے پاس قلب مین کھڑا کیا۔ حیدر قلی خان ناصر جنگ افسر توپخانہ ہراول مین متعین ہوا۔ امیر الامرا خان دوران بہادر صمصام الدولہ خاندوران بہادر منصور جنگ کو میسرہ پر کھڑا کیا اور سید نُصرت خان وثابت خان عرف جعفر بارہ اور دوسرے اُمرا اُن کی رفاقت کو مقرر ہوے اور محمد خان بنگش والی فرخ آباد دست راست پر متعین ہوا اور بخشی الملک ظفر خان بہادر رستم جنگ وراجہ راج بہادر راٹھور وراجہ کلیان سنگھ بھدوریہ عقب فوج کی حفاظت کے لیے مقرر ہوے۔ مرآت جہان نما۔ سیر المتاخرین اور منتخب اللباب سے ثابت ہے کہ برہان الملک دست راست پر تھے اور مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ وہ اُس وقت میسرہ کی جانب تھے ابھی کسی قدر رات کا اندھیرا باقی تھا کہ لڑائی شروع ہوئی نجم الدین علیخان برادر عبداللہ خان نے دس بارہ ہزار سوار اور توپخانۂ آتش بار کے ساتھ گنجان درختون کے

سائے مین جاکر بادشاہی لشکر پر ایسی آگ برسائی کہ طائر خیال کے پر جلنے لگے نامی بہادرون
کے چہرونپر ہوائیان اڑنے لگین حیدر قلی اور صمصام الدولہ یہ حال دیکھ کر نصرت خان
اور ثابت خان کے ہراول پر آئے اور نجم الدین علیخان کے مورچے مین توپون کی شرر افشانی نے
آگ لگادی یہانتک کہ وہ مورچہ سیدون کے ہاتھ سے نکل گیا جمعرات کا تمام دن یونہین لڑائی مین
بسر ہوکر جمعہ کی جس وقت تھوڑی رات گذری تو حیدر قلی خان نے توپخانہ بڑھانیکی کوشش کی
گولے مارتے ہوے قدم بڑھایا جہان کھڑا تھا وہان سے آہستہ آہستہ آگے کو بڑھا عبداللہ خان
کی فوج پر گولے برستے رہے اکثر ہمراہی مجروح و مقتول ہوے اور اُسکے اکثر ہاتھی نشینون نے بھاگنا
شروع کیا جنکو گنوارون نے لوٹ لیا پچھلی رات کو راجہ محکم سنگھ کی سواری کے ہاتھی کے گولہ لگا
محکم سنگھ گھوڑے پر سوار ہوکر رن سے اس طرح باہر نکل گیا کہ دیر تک اُسکے مرنے جینے کی خبر
معلوم نہوئی ۱۴ محرم کو جمعہ کے دن عبداللہ خان کے ساتھ ایک لاکھ سوار و نمین سے صرف
پندرہ سولہ ہزار سوار باقی رہ گئے تھے جب سورج نکلا تو بادشاہ پسند ہاتھی پر محمد شاہ
سوار ہوے آٹھ نو پہر شب و روز بادشاہ بہ نفس نفیس میدان جنگ مین اپنے جان نثارون
کے ساتھ موجود رہے بادشاہ نے یورش کا حکم دیا اُدھر نجم الدین علیخان اور دوسرے سادات
بارہ نے جو نہایت دلیر تھے قدم جرأت آگے بڑھایا اور بادشاہی فوج پر لوٹ کر قیامت برپا کردی
حیدر قلی خان اور صمصام الدولہ نصرت یار خان نے سیدون کا مقابلہ کیا دونون طرف سے
تیر و تفنگ سے آگ برسنے لگی ہتھیارون کے دل جلنے لگے ایسے وقت مین سعادت خان نے دیکھیے
پہونچکے طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے نجم الدین علی خان بھی سخت مجروح ہوا عبداللہ خان
اپنے بھائی پر وقت تنگ دیکھ کر باقی ماندہ دلاورون کو ساتھ لیکر نجم الدین علی خان کی مدد کو
بڑھا چورامن جاٹ نے بادشاہی لشکر کے عقب مین پہنچکر بہیر پر حملہ کیا اور کئی آدمی مار ڈالے

ایک ہزار کے قریب بیل اور اونٹ بار برداری کے جو جمنا کے کنارے ریت کے ٹیلے پر جمع تھے پکڑ لیے اور لنگر خانے کا کچھ سامان اور صدارت کا دفتر بھی لوٹ لیا اور اس تاراجی کے بعد عبداللہ خان کی کمک کے لیے چلا بادشاہ نے جو دور سے اُسکی جمعیت کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے چار تیر اُسکی طرف پھینکے اعتماد الدولہ محمد امین خان اور ہادی خان داروغۂ بند وقہاے خاص اُسکے مقابلے کو ادھر سے گئے عبداللہ خان کے پہونچنے سے نجم الدین علی خان کی سپاہ قوی دل ہوکر حملہ کر کے لڑنے لگی بادشاہ کی طرف سے صمصام الدولہ بھی نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا اسپر بھی بادشاہی لشکر کے بہت سے آدمی گھبرا گئے اور صفوف مین پریشانی پیدا ہونے لگی یہ حالت دیکھ کر سعادت خان اور محمد خان بنگش انکی تقویت کے لیے متوجہ ہوے اور انھون نے یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ خان کی فوج کی ملکگاہ پر حملہ کیا جائے عبداللہ خان نے اس ارادے پر مطلع ہوکر اپنا ہاتھی حیدر قلی خان کے مقابل بڑھایا ادھر سے بھی اُسکے حملے کا جواب ملنے لگا اس موقع پر ابو الحسن خان بخشی سائر کا بھائی سید علی خان بخشی رسالہ زخمی ہوکر گرفتار ہوا شیخ ہٹیلا جو سید عبداللہ خان کے توپخانے کا انتظام کر رہا تھا اُسپر طالع یار خان نے حملہ کر کے قتل کر ڈالا راجپوت جو بادشاہی فوج مین تھے اُسکی لاش کو گھسیٹ کر بادشاہی لشکر مین لیگئے حیدر قلی خان اور دوسرے جوانمرد ایسی پھرتی سے عبداللہ خان پر ٹوٹ پڑے کہ اُس کو اظہار بہادری کا موقع ہی نہ ملا اس وقت عبداللہ خان کے ہمراہ دو تین ہزار سوار تھے اور وہ ہاتھی پر بیٹھا تھا اُسنے یہ خیال کیا کہ اگر مین ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہو جاؤن گا تو سواران ہمراہی گھوڑون سے اُتر کر جانفشانی کرینگے چنانچہ وہ ہاتھی سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوا سرداران ہمراہی نے جو اُسکے ہاتھی کو خالی دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید عبداللہ خان مارا گیا یا یہ سمجھے کہ آخر کار شکست ہوگی۔ عبداللہ خان کو تنہا چھوڑ کر میدان سے بھاگنے لگے۔

بھگوڑوں مین سیف الدین علی خان اور شجاعت اللہ خان اور ذوالفقار علی خان اور عبداللہ خان ترین وغیرہ سردار تھے اور بخشی فوج نے بھی ان مفروروں کا ساتھ دیا۔ بعضے کہتے ہین کہ عبداللہ خان ابھی ہاتھی سے اُترا نہ تھا کہ سیف الدین علی خان نے میدان چھوڑ دیا تھا راستے مین اس بھاگی ہوئی جماعت کو گنواروں نے بہت دق کیا اور بہت سے ہاتھی چھین لیے عبداللہ خان قطب الملک کے ہاتھ پر تلوار کا زخم پہونچا تھا اور پیشانی پر تیر لگا تھا اُسوقت حیدر قلی خان تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ ہاتھوں مین ننگی تلوارین لیے ہوے عبداللہ خان کے سر پر پہونچ گیا عبداللہ خان نے اپنی سیادت کو شفیع بنا کر امان جان چاہی اور کہا کہ مجھے بادشاہ کے پاس لے چلو جو اُنکی مرضی ہو وہ کرین۔ حیدر قلی خان نے اُس کو قتل نہین کیا اُسی طرح گرفتار کر کے شال سر پر باندھ دی۔ نجم الدین علی خان مجروح بھی گرفتار ہوا اسکے تیرہ چودہ زخم آئے تھے انکو بادشاہ کے پاس لائے اُنھون نے دونون کو میر آتش کے سپرد کر دیا اور دوسرے سردار بھی گرفتار ہو کر آئے۔ حامد خان اور عبدالنبی خان اور دوسرے سردار پادشاہ کی اطاعت کے لیے فوج شاہی مین حاضر ہوگئے۔ عبداللہ خان کے ہاتھی گھوڑے اور کارخانے اور خزانہ جو کچھ لٹنے سے بچا ضبطی مین آیا۔ سلطان ابراہیم بھی گرفتار ہوا۔ چونکہ اُسنے عبداللہ خان کی شرکت مجبوری اختیار کی تھی اس لیے اُسکی جان بخشی ہوئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار اس واقعہ کی تاریخ ہے۔

سعادت خان میر محمد امین نے اس جنگ مین بڑی جوانمردی دکھائی تھی بادشاہ نے اُن کے منصب مین اور اضافہ کیا اصل اور اضافہ ملا کر ہفت ہزاری منصب ذات پر پہونچا دیا اور سات ہزار سوار اور خطاب برہان الملک بہادر۔ بہادر جنگ عطا کیا[۱] اور

---

[۱] دیکھو مآثر الامرا ۱۲

ماہی مراتب بھی بخشا اور خلعت فاخرہ بھی دیا۔[۲]

سعادت خان برہان الملک کو صوبۂ اکبر آباد کی حکومت اور خواص بادشاہی کی داروغگی ملنا

مرآت جہان نما مین محمد شفیع کہتا ہے کہ بادشاہ نے ۲ ربیع الاول ۱۱۳۳ ہجری کو انجمن خلوت مین سعادت خان کو اپنے خواصون کی داروغگی اور خلعت خاصہ بخشا اور اسی سنہ مین بادشاہ نے انکو اکبر آباد کا صوبہ دار کیا اور انکے بھتیجے نثار محمد خان کو نواب شیر جنگ خطاب دیا سعادت خان بادشاہ سے رخصت ہو کر صوبۂ اکبر آباد مین داخل ہوے۔ سرکشون کی بیخ کنی مین بڑی کوشش کی تین چار قلعے جو متھرا کی طرف اور شاہ جہان آباد کی راہ پر تھے محاصرہ اور کشت وخون کے بعد دشمنون سے چھین لیے ان جنگون مین انکے ساتھ چار سو کے قریب آدمی مارے گئے اور دشمن بھی بہت سے مقتول اور مجروح ہوے بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو برہان الملک کے لیے خلعت اور خنجر مرصع اور ایک فرمان انکی بہادری کی تعریف اور اپنی عنایت کے اظہار مین انکو بھیجا۔

مہاراجہ اجیت سنگھ والی جودھپور کے سپرد صوبۂ اجمیر و احمد آباد بھی تھے ۱۱۳۳ ہجری مین ان صوبون کی بہت سی رعایا نے دہلی مین حاضر ہو کر استغاثہ کیا کہ راجہ نے اپنے ماتحت علاقے مین گاؤ کشی بند کر دی ہے بادشاہ نے دونون صوبے اُس سے نکال لیے حیدر قلی خان کو صوبۂ گجرات دیا اور مظفر علی خان کے سپرد صوبۂ اجمیر کیا اجیت سنگھ نے بغاوت پر کمر باندھی۔ بادشاہ نے اُسکو سزا دینا چاہا اور حیدر قلی خان کی تجویز سے

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [۲] دیکھو مرآت جہان نما ۱۲

سعادت خان برہان الملک اس کام کے لیے اکبر آباد سے بلائے گئے کیونکہ امراے حاضر حضور اس مہم پر جانے سے جی چُراتے تھے۔ سعادت خان حکم کے پہونچتے ہی بطریق یلغار اکبر آباد سے روانہ ہوے اور آخر ذی قعدہ ۱۱۳۳ھ ہجری مین داخل دہلی ہوے جب اُنھون نے اس مہم کے لیے سامان وغیرہ چاہا تو بعض امراے بزدل ساتھ دینے کو تیار نہوے اور نہ بادشاہ نے اس قدر سامان سے اعانت کی جس قدر وہ چاہتے تھے اسلیے اُنکا جانا ملتوی رہا[۵۱]۔

نیل کنٹھ ناگر نائب سعادت خان برہان الملک کا اکبر آباد مین مارا جانا صوبۂ اکبر آباد راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو ملنا۔ برہان الملک کا صوبۂ اودھ کی حکومت پر مقرر ہونا اور توپخانہ شاہی کی افسری بھی پانا

صوبۂ اودھ کی خدمت گردھر بہادر ناگر کے متعلق تھی جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ اُسکا انتظام خاطر خواہ نہین ہوسکتا بڑی بے انتظامی ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو یہ خدمت دی ظاہرا صوبۂ اودھ علاوہ صوبۂ اکبر آباد کے برہان الملک کے سپرد ہوا تھا[۵۲]۔

تاریخ تقرر سعادت خان بصوبہ داری اودھ

نواب محمد امین یافت تشریف اودھ بقدر افزون

گفتش ملک از سر بشارت تشریف اودھ بود ہمایون

---

[۵۱] دیکھو سیر المتاخرین و منتخب اللباب ۱۲

[۵۲] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

دیگر

چو یافت میر محمد امین سعادت خان — بنظم ملک اودھ خلعت از شہ شاہان
زماہ و سال دلم جُست ہاتف فرمود — ہزار و یک صد و سی بعد ز ہجرت دان

برہان الملک صوبۂ اودھ کے انتظام کے لیے روانہ ہوے اور اکبر آباد مین اپنے ایک نائب راے نیلکنٹھ کو چھوڑا۔ نیل کنٹھ ایک روز ہاتھی پر سوار چلا جاتا تھا کسی بڑے زمیندار کے اشارے سے ایک جاٹ درختون کے جھاڑے مین مخفی بیٹھا تھا جب اُسکے برابر سواری پہونچی تو اُسنے نیل کنٹھ پر بندوق سر کی جسکی گولی سینے کے پار نکل گئی۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہونچی تو اُنھون نے اودھ سے اکبر آباد کی طرف عزم کیا تاکہ اپنے نائب کا بدلہ لین۔ دربار مین صمصام الدولہ نے یہ سازش کی کہ اکبر آباد کی خدمت برہان الملک سے نکلوا کر راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو دلا دی اور برہان الملک کے پاس صرف اودھ کی صوبہ داری رہی مگر مآثرالامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ چورامن جاٹ جو سادات بارہ کے متوسلون سے تھا سلطان ابراہیم اور عبداللہ خان کے ہمراہ بادشاہ کے مقابلے مین کام آیا تھا اُسکے بیٹون نے اپنے قلعون کو مضبوط کر کے خودسری اختیار کی تو برہان الملک اُنکی سزادہی کے لیے مامور ہوے اور اُنکی بیخ کنی مین بہت کچھ کوشش کی مگر جنگل کے گنجان ہونے کی وجہ سے اُنکا واقعی استیصال نہو سکا اسلیے بادشاہ نے صوبۂ اکبر آباد کی حکومت سے اُنکو بدل دیا اور توپخانے کی داروغگی اور اودھ کی صوبہ داری عطا کی۔ برہان الملک نے اس صوبہ مین پہونچکر بہت سی فوج جمع کی اور بھاری توپخانہ مُہیّا کیا ملک کا بخوبی انتظام کیا سرکشون کو سزائین دین اور بعض کے ساتھ ملائمت کا برتاؤ کیا اور اسطرح اُنکو قابو مین لائے۔

وقائع راجپوتانہ مین چورامن کی حالت یون بیان کی ہے کہ موضع تھون پر جواب

پرگنہ نگر مین ہے راجہ رام پسر بھگونت ابن خان چند جاٹ قابض تھا یہ شخص علاقہ تھانہ آؤ
مین غارتگری کیا کرتا تھا اس وجہ سے گرفتار ہوکر مارا گیا۔ اس کا بیٹا فتح سنگھہ تھا مگر اُسمین
اپنی قوم کے خوش رکھنے کی لیاقت نہ تھی موضع سنسنی کے کُل آدمیون نے جہان بدن سنگھ
پدر سورج مل جاٹ حکمران تھا جمع ہوکے فتح سنگھہ کو خارج کیا اور چورامن ابن برج ولد
خان چند جاٹ کو سردار بنایا۔ رستم جاٹ نے چورامن جاٹ سے اتفاق کرکے ایسی غارتگری کی
کہ دہلی اور اجمیر اور آگرہ اور گوالیار کے راستے بند کردیے فرخ سیر کے وزیر نے چورامن کو
خطاب راہدار خان اور پانچ پرگنے نگرا ور کٹھومر اور مدبیٹی (بےاری) اور ہیلکرا ور آؤ دیکر
غارتگری سے منع کیا اور رستم جاٹ اور اُسکے پسر کھیم کرن کو بعطاے خلعت بہادری دیہات
بھرتپور و ملاح و آگاہ و پور و بارہ و اکرن وغیرہ کی راہزنی سے باز رکھا مگر یہ تدبیر کچھ کارگر
نہوئی سمت ۱۷۵۵ بکرمی مین چورامن بعلت قضیۂ محکم سنگھہ پسر خود زہر کھاکر فوت ہوا۔
محکم سنگھہ نے باپ کا قائم مقام ہوکر بدن سنگھہ بن خان چند سے نااتفاقی پیدا کی بدن سنگھ
نے مہاراجہ سوائی جے سنگھہ کی مدد سے محکم سنگھہ کو شکست دیکر بھگا دیا اب بدن سنگھہ تھون پر
بھی قابض ہوگیا۔ بعض مورخ یہ کہتے ہین کہ یہ لڑائی خود چورامن سے ہوئی تھی اور بعد شکست کے
چورامن اور محکم سنگھہ دونون مفرور ہوے اور بدن سنگھہ نے فتحیاب ہوکر کل قوم جاٹ کی افسری
حاصل کی۔

اودھ کی حقیقت

اودھ کا قدیمی نام اُترکوشل ہے۔ شاستر مین لکھا ہے کہ منو نے سب سے پہلے یہ شہر بسایا
ابتدا مین وہ راجہ رامچندر کا راجدھانی تھا۔ والمیک اسکو وسعت طول مین بارہ یوجن کے لکھتے
ہین اور ایک یوجن ۴ کوس کا ہوتا ہے۔ ابوالفضل نے آئین اکبری مین ۱۴۸ کوس لمبا اور

۶۶ کوس چوڑا بیان کیا ہے اگرچہ یہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس مین شک نہین کہ یہ شہر
اگلے زمانے مین بہت بڑا ہوگا اس واسطے کہ دُور دُور تک اسمین پُرانی عمارتین پائی جاتی
ہین بعد اختتام خاندان مہاراجہ رامچندر اجودھیا بالکل اُجاڑ ہوگئی تھی راجہ بکرماجیت
نے اس شہر کو از سرِ نو آباد کیا سوائے دریاے سرجو اور ناگیشر ناتھ کے کوئی نشان باقی نرہا تھا
یہ مقامات بودھ مذہب کے حملے سے معدوم ہوگئے تھے اور انھین دونون موجودہ نشانون
سے راجہ بکرماجیت نے ہر ایک مقام کا پتہ لگا کر اور کتب قدیم سے مقابلہ کر کے ۳۶۰ مندر
مہاراجہ رامچندر کے متعلق تعمیر کرائے چنانچہ پہلے وہان بہت سے مندر رامچندر جی اور اُنکے
بھائی لکشمن جی اور اُنکی رانی سیتاجی کے عجیب اور بڑے بڑے بنے ہوے تھے اب اُنمین سے
بہت کم باقی ہین۔ ہندو اس مقام کو اجودھیا کہتے ہین اور دفتر بادشاہی و انگریزی مین
وہ صوبۂ اودھ کے نام سے مشہور تھا مادۂ لفظ اجودھیا کا سنسکرت مین لفظ اجودھ ہے اور
اجودھ کے معنی نامغلوب کے ہین اور نیز اج نام برہما کا ہے پس اجودھیا کے معنی خالق کا
نامغلوب شہر ہوے اودھ کے معنی سنسکرت مین وعدے کے ہین چونکہ مہاراج رامچندر نے
۱۴ سال جلاوطنی اختیار کی تھی اور چودہ برس کے بعد واپس آنے کا وعدہ کیا تھا اسوجہ سے
اودھ کہا جاتا ہے ڈاکٹر ولسن صاحب کہتے ہین کہ اس کا مادہ جُدھ ہے جسکے معنی جنگ کے
ہوتے ہین اور یہ شہر بہادر چھتریون کی جگہ ہے اس لیے اس نام سے موسوم ہوا اودھ ہندوؤن
کے عقائد مین بڑا متبرک ہے مذہبی معتقد اس مقام پر آتے ہین کیونکہ مولد و دارالحکومت رامچندر جی کا
ہے رقاصون کی اب بھی کثرت ہے۔ ہنومان گڑھی اسی مقام پر ہے ہر سال رام نومی یعنی چیت
کی نومی کو بڑا میلا ہوتا ہے۔ رتن پور مین کبیر جولاہے کی قبر ہے یہ شخص سلطان سکندر لودی
کے عہد مین بنارس کے مقام مین عقائد ہنود مین عبادت کرتا رہا اُسکے طبعزاد دوہرے

اہل مذاق کے ورد زبان ہین کہتے ہین کہ سوامی رامانند کے زمانے مین ایک برہمن کی بیوہ لڑکی کے
پیٹ سے ایک لڑکا پیدا ہوا ان نے برادری کے ڈر سے اس بچّے کو بنارس مین لہر تارہ
کے پاس ڈالدیا اتفاق سے ایک جولاہہ جسکا نام نوری تھا اور اُسکی بیوی گھر سے نکلکر
پاس کے گانوُن کو جارہے تھے دونون نے اُس لڑکے کو اُٹھا لیا اور اُسکی پرورش شروع کی
بچپن سے اُسکے مزاج مین خدا کی لو لگی تھی اور وہ گھنٹون اُس کا دھیان کیا کرتا تھا
ماں باپ نے یہ عادت چھڑانے کے لیئے بچپن ہی مین اُسکی شادی کردی مگر یہ تدبیر کچھ کام
نہ آئی کبیر کو نہ بیوی سے لگاو تھا نہ گھر سے واسطہ بنارس کی زمین مین چکر لگایا کرتا اور
بھگوان کا دھیان کیا کرتا تھا ایک دن رات زیادہ آگئی اور اُسکو نیند آنے لگی گنگا کے
کنارے گھاٹ کی سیڑھیون پر سر رکھ کر لیٹ گیا اور آنکھ لگ گئی اُن دنون سوامی رامانند
بڑے عابد تھے وہ اندھیرے مُنھ گنگا اشنان کو آئے سیڑھیون سے اُتر رہے تھے کہ اُنکا پانون
کبیر کے سینے پر پڑا وہ رام رام کرتے پیچھے ہٹے کبیر کی آنکھ کھل گئی اُسکے دل نے گواہی دی
کہ یہ جو سورج کے نکلنے کے پہلے اشنان کرتا ہے کوئی بڑا سادھو ہے اور یہ سوچ کر اُنکے ساتھ ہولیا
رامانند نے بھی کبیر کے چہرے سے سمجھ لیا کہ اُسکے دل مین پریم ہے اپنے ساتھ مٹھ مین لے آئے
اور چیلا بنا لیا کبیر کے مذہب کی اصل بات خدا کی محبّت تھی جسکو وہ بھجنون مین سُناتا
وہ روپے کا لالچی نہ تھا اکثر فاقے ہوتے اور تکلیفین ہوتین مگر ان سب دُکھو پر اُسکی دُھن
مین فرق نہ آتا اس سے زیادہ سادہ مذہب جسمین روزہ نماز پوجا پاٹ کچھ نہوا اور کوئی نہین ہے
ضلع بستی کے ایک مقام مین جسکو مگھر کہتے ہین موضع رتن پور واقع ہے اس مین کبیر مرا
اُسکی لاش پر بڑے جھگڑے پڑے مسلمانون نے کہا کہ ہم گاڑینگے ہندوؤن نے کہا کہ ہم
جلائینگے یہ مشہور ہے کہ اُس جھگڑے مین لاش غائب ہو گئی اور اُسکے بجائے پھول رہ گئے

جسکو دونون فریقون نے آدھون آدھ بانٹ لیا ہندوون نے پھولون کو جلایا اور
اُسکی جگہ مندر بنایا اور مسلمانون نے اپنے پھولون کو دفن کیا اور مقبرہ بنایا آج تک
یہ دونون بستی کے ضلع مین مگہر کے مقام پر موجود ہین اور جہانپر پہلے کبیر بنارس مین رہتا تھا
وہانپر بھی مکانات ہین جنکو کبیر چورہ کہتے ہین۔

نواب برہان الملک کا اودھ مین قیام کرنا اور فیض آباد کی بنیاد پڑنا

جب نواب برہان الملک بادشاہ کی طرف سے صوبۂ اودھ کے نائب مقرر ہوکر آئے تو
آبادی سے دو کوس پر مغربی جانب دریاے گھاگرہ کے بند کے ٹیلے پر اپنے خیمے نصب کرائے
بعد چند روز کے وہان پر ایک بنگلہ چوبی خس پوش برسات گذارنے کے لیے تیار کرایا اس
بنگلے کے آس پاس کچی دیوار بطور احاطے کے اور برج ٹیلے کے تلے بنوائے اور یہ احاطہ اتنا
لمبا چوڑا تھا کہ تمام پیادہ و سوار اور توپخانہ اور دوسرے امارت کے کارخانے اسمین سما گئے
نواب کو پختہ عمارتون سے شوق نہ تھا اسلیے بیگمات کے رہنے کے مکانات بھی مٹی سے بنوائے
جب ملک کے دورے سے فارغ ہوکر آتے تو اسی بنگلے مین قیام فرماتے جب نواب نے انتقال کیا
اور صفدر جنگ کو حکومت ملی تو یہ بنگلے کی آبادی فیض آباد کے نام سے مشہور ہو گئی جیسا کہ
شیخ فیض بخش نے فرح بخش مین لکھا ہے اور تاریخ فیض آباد مین مسٹر بی کارنیگی کہتے ہین
کہ پرانا شہر دارالامارت اودھ مقام بنگلہ کے نام سے تین کوس کے فاصلے پر آباد ہے ادھر
کے عوام فیض آباد کو بنگلہ ہی کہتے ہین مغل سرداران صفدر جنگ نے سیر و تفریح کے لیے
باغ بنوائے مگر دیوان آتمارام کے بیٹون نے قلعہ کے باہر مغرب کی طرف جس کی شہرت

دہلی دروازے کے نام سے تھی دروازے کے قریب ایک لمبا بازار ہوا کر اُس مین اپنے رہنے کے لیے حویلیان تیار کرائین اسمعیل خان رسالہ دار نے بھی احاطے کے باہر اپنے نام سے ایک گنج بسایا باقی اُسی طرح ایک ایک دو دو مکان اہل بازار کے بے ترتیب اُس مقام کے آس پاس تھے قلعہ کے اندر خواجہ سراؤن اور چھوٹے بڑے رسالہ دارون کے بھی مکان تھے صفدر جنگ کے انتقال تک یہ آبادی اسی طرح خراب اور پریشان تھی۔ شجاع الدولہ نے اپنا قیام دائمی لکھنؤ مین اختیار کیا کبھی سیر کے طور پر آتے تو ایک دو رات رہ کر گورکھپور اور بنارس کی طرف چلے جاتے انگریزون سے شکست کھانے اور صلح ہو جانے کے بعد فیض آباد کو اپنا دارالحکومت بنایا اور آبادی کو ترقی دی اور اُسکے آس پاس ایک خندق کھدوائی دو پکی گڑھیان سوائے قلعہ پختہ کے جس مین نواب کی مجلسین ہوا کرتی تھین بنوائین اور حکم دیا کہ شہر کی عورت بوڑھی ہو یا جوان یا لڑکی نواب کے بے حکم باہر نہ نکلے جب تک کا غذ پر دستخط انگریز کا ساتھ نہو جسکو نواب نے اس کام کیلیے مقرر کیا تھا لیکن اگر باہر سے کوئی آوے تو مزاحمت نکرین خلاصہ یہ ہے کہ کیسے ہی ممتاز آدمی کی بیوی چاہتی کہ وہ فیض آباد سے کلکر کوس بھر باہر بھی چلی جائے تو بغیر حکم کے ممکن نہ تھا بلکہ جس قدر ساز و سامان بھی باہر جاتا اُسکے واسطے بھی اجازت کا حاصل کرنا ضرور تھا اور یہی نہین کہ صرف شہر کے دروازون پر روک ہوتی بلکہ چار کوس آگے تک محافظ بیٹھے تھے جو ہر ایک نکلنے والے مرد و عورت کے حال سے تعرض کرتے تھے اسی وجہ سے دو رقعے ایک مرد کے لیے دوسرا عورت کے لیے ہونا ضرور تھا جیسا کہ عماد السعادت مین لکھا ہے فائدہ سلطان الحکایات سے اودھ کا نام اختر نگر بھی معلوم ہوتا ہے تاریخ فیض آباد مین مسٹر بی کارنیگی لکھتے ہین کہ ایوب اور شیث کی قبرین ایک دوسرے کے متصل ہین مگر نوح کی قبر فاصلے پر ہے شاید یہ چار سو برس سے زیادہ پرانی نہون اور یہ تینون شخص نوح ایوب شیث

ہندوؤن کے مقابلے پر مارے گئے اس وجہ سے شہید کہے جاتے ہین مگر جو شخص یہان مقرر ہے بخیال اسکے کہ بھلا کی نگاہ ہوئین قدر ہو بیان کرتا ہے کہ نوحؑ اور ایوبؑ اور شیثؑ پیغمبرون کی قبرون ہین شیثؑ اور نوحؑ کی قبرون کا طول سات سات آٹھ آٹھ گز ہے یہ شہر لکھنؤ سے اسّی میل کے فاصلے پر ہے۔

سعادت خان کا اودھ مین اقتدار

خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے کہ صوبۂ اودھ کے زمیندار سرکشی مین مشہور زمانہ ہین شاید ابتداے ایجاد عالم سے انھون نے کسی حاکم کی قرار واقعی اطاعت نہ کی ہوگی۔ برہان الملک نے سبکو بزور شمشیر مطیع اور خراج گذار بنایا اور اُس صوبے مین وہ حکومت جمائی کہ کسی عہد مین یہ بات حاصل نہوئی تھی اور صوبۂ الہ آباد کے اکثر عمدہ شہر جیسے جونپور۔ بنارس اور غازیپور اور کڑہ مانکپور اور کوڑہ جہان آباد وغیرہ قبضے مین لے آئے اور بادشاہ کے حضور سے سند حاصل کی۔ موہن سنگھ کینپوریہ قوم راجپوت تلوی کا زمیندار تھا اُسنے کبھی کسی ناظم اودھ کی اطاعت نہین کی تھی اُسنے سعادت خان کے ساتھ بھی سرکشی کی اُنھون نے اوّل اول اُسکو بنظر ترحم فہمایش کی جب رام نہوا اور پچاس ہزار راجپوت ہمراہ لیکر مقابلے کو آمادہ ہوا تو نواب نے بھی اُسکی گوشمالی مناسب سمجھی لڑائی ہوئی نواب کے ہمراہ صرف دس ہزار سپاہ تھی راجہ مارا گیا اور اُسکے بہت سے ساتھی کام آئے باقی ماندہ بھاگ گئے بادشاہ نے جب یہ کارنامے سنے تو ثابت جنگ خطاب دیا۔

لکھنؤ کی آبادی اور شیخ زادے

یہ شہر گومتی کے دونون کنارون پر بستا ہے۔ ۸۲ درجہ ۱۵ دقیقہ دریا سے شمال کی طرف اور ۸۰ درجہ ۵۰ دقیقہ مشرق کی طرف ہے۔ اصل نام اسکا لکھمن ؕاوتی یا لکھناوتی بتاتے ہین اور بعض لوگ ایسا بھی کہتے ہین کہ شیم شاہ جہان سوت جی ساٹھ ہزار مریدون اور زاہدون کو

جمع کرکے گرڑ پُران سُنایا کرتے تھے وہ یہی جگہ ہے مگر اب جہان جاتری جاتے ہین اُسے نیم کھار (نیم شار) بولتے ہین وہ گومتی کے کنارے لکھنؤ سے شمال کی طرف تخمیناً چودہ کوس کے فاصلے پر ہے۔ نیم کھار کے قریب ایک حوض برھما ورت نامی ہے اسکا پانی اندر ہی اندر جوش کھاکر ایسا چکّر مارتا ہے کہ آدمی کو مقدور نہین کہ اُس مین غوطہ لگا سکے یہی وہ مقام ہنود کے نزدیک ہے کہ انقلابات زمانہ سے وید اور پوتھیان علوم وفنون کی جو ضائع ہوگئی تھین اس مقام پر از سرِ نو اُنکی ایجاد ہوئی اور ہنود ریاضت کیش کی رہنمائی سے پھر علوم اور پرانی پوتھیونکا ظہور ہوگیا اسکے قریب ایک سرچشمہ ہے کہ وہ گومتی مین ملتا ہے ایک گز چوڑا اور چار اُنگل گہرا ہے جب برہمن پوجا کرتے ہین چانول اور ہون کا سامان اُسمین چھوڑتے ہین اُنکا نشان نہین ملتا۔

بعض لکھنؤ کا اصلی نام لچھمن پور بتاتے ہین۔ اس کا نام لکھنؤ نا دقی قرار دو یا لچھمن پور اصل دونون کی ایک ہی ہے یعنی مہاراج لچھمن برادر خرد راجہ رام چندر جی نے بسایا اس زمانے مین جہان شہر لکھنؤ آباد ہے اُس مقام پر ۴۲ گانؤن آباد تھے جنکے نام اسماے محلات سے جو اُنکی جگہ آباد ہین مفہوم ہوتے ہین اور ما بقی وہان کے نام ونشان مفقود ہوگئے ہین اور بجز کتب قدیمہ اور کسی علامت سے اُنکے نام دریافت نہین ہوسکتے۔ ناف شہر لکھنؤ وہ بلند مقام متصل پُل پختہ کے ہے جہان ایک مسجد نامزد شاہ پیر محمد صاحب موجود ہے اور جسکو لچھمن ٹیلے کے نام سے مشہور کرتے ہین اس جانب یعنی ٹیلے کی طرف ایک گانؤن لچھمن پور نامی آباد تھا اور اسی گانؤن کے نام سے یہ شہر لکھنؤ مشہور ہوا غالب ہے کہ لچھمن پور کی آبادی برہمنون کی تھی اور چند خاندان جو ۱۰۳۶ء مین ہمراہ فوج سپہ سالار غازی میان ہمشیر زادۂ محمود غزنوی کے آئے تھے اُنکو مغلوب کرکے خود اُنکے ملک پر مسلط ہوگئے تھے گو اب ہر ایک خاندان اہل اسلام

بیان کرتا ہے کہ وہ ہمراہ فوج سپہ سالار کے یہان آئے لیکن ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انکی آمد اور قیام اس ملک مین بتدریج ہوا ہوا ور غالب کہ سو ڈیڑھ سو برس کے عرصے سے آبادی انکی یہان قرار پائی ہو یہ خاندان شیخ جو ہمراہ سپہ سالار کے آیا تھا انھون نے ملک مین بڑی عظمت اور شان پیدا کی یہان تک کہ فوج مین سے انکے خاندان کے کئی شخص عہدہ صوبہ داری پر ممتاز ہوگئے تھے اور ان لوگون نے تجویز تعمیر قلعہ کی کی اور یہ قلعہ استحکام مین بہت مشہور ہوا اور یہ قلعہ اُس مقام پر تعمیر کیا تھا جہان اب قلعہ مچھی بھون مشہور ہے اور ایک روایت اس طرح پر مشہور ہے کہ اسکی تعمیر ایک امیر کے ذمے تھی جس کا نام لکھنا تھا اس وجہ سے اُس کو قلعہ لکھنا کہتے تھے اور چونکہ یہ خاندان شیخ بہت ذی رتبہ تھا اور اُس مین بہت سے آدمی تھے اسلیے اُسکے گرد وپیش مین اکثر آبادی ہوگئی اور یہ دونون آبادی کے نام لچھمن پور اور لکھنا کے نام سے مخلوط ہوکر لکھنؤ ہوگیا اب یہ امر تحقیق معلوم نہین ہوتا کہ یہ نام لکھنؤ اس آبادی کا کب رکھا گیا مگر اسمین شک نہین کہ یہ آبادی قبل از عہد اکبر اعظم لکھنؤ کے نام سے مشہور تھی شیخان لکھنؤ ایک قصہ اس شہر کی بزرگی کے ثبوت مین بیان کرتے ہین کہ جب ۱۵۴۰ع مین ہمایون بادشاہ واسطے جنگ شیر شاہ والی جونپور کے کہ بعد ازان شہنشاہ دہلی ہوگیا روانہ ہوا اور اثنائے راہ مین لکھنؤ مین چار گھنٹے ٹھہرا تھا باوجودیکہ فوج شکست خوردہ دل شکستہ تھی اور ایسے وقت مین رعایا بھی فرمانبردار نہین رہتی مگر تاہم اس عرصۂ قلیل مین فوج مذکور نے شہنشاہ کے لیے دس ہزار روپے اور پچاس گھوڑے بہم پہونچائے تھے اس قصے مین گو مبالغہ ہو مگر یہ بات ظاہر ہے کہ اُس زمانے مین شہر لکھنؤ آباد اور مالدار تھا۔

لکھنؤ کے شیخ زادے شیخ عبدالرحیم کی نسل سے ہین جو قصبہ بجنور ضلع روہیلکھنڈ کا باشندہ تھا نہایت افلاس اور محتاجی کی حالت مین اپنے گھر سے بتلاش معاش نکلا دلّی مین پہونچکر

جلال الدین محمد اکبر کی سرکار مین نوکر ہو گیا ایک مدت تک نہایت جانفشانی کر کے ایسی عزت پیدا کی
کہ زیر تخت شاہی منصبدارون مین کھڑا ہونے لگا بادشاہ نے شیخ عبد الرحیم کو کمال مرحمت خسروانی
سے پرگنہ کورچ ولکھنؤ جاگیر مین دیا شیخ مذکور بڑی دھوم دھام سے داخل لکھنؤ ہوا اور پانچ محل
اپنی پانچ بیویون کے واسطے بنوائے جسے آج تک پنچ محلا کہتے ہین اور پنچ محلے کے جانب شمال
ایک مکان دریاے گومتی کے کنارے بطور قلعہ تیار کرایا اس مکان مین چھبیس دروازے تھے
اور ہر ایک دروازے پر معمارون نے دو دو مچھلیان گچ سے بناوی تھین جو کہ کل دروازون پر
تعداد و شمار مین باون مچھلیان تھین اسواسطے اس مکان کو مچھی باون کہنے لگے تھے تغائر لہجہ
سے مچھی بھون ہو گیا۔ شیخ مذکور کا مقبرہ یحیی گنج کے پیچھے جنوب کی طرف عیش باغ کے قریب
ہے جسے ندان محل کہتے ہین پنچ محلے کا اب نہ نام ہے نہ نشان کیونکہ صحن قلعہ وامام باڑہ کلان
مین عہد انگریزی مین شامل ہو گیا ہے قلعہ مچھی بھون جس قدر سابق مین تھا جسکا نام اصلی
مچھی باون ہے اُس سے زیادہ وسیع ہو گیا ہے سابق مچھی بھون صرف اُس قدر تھا جسقدر
بروج پختہ سڑک کے جنوب کی جانب موجود ہین اور یہی قلعہ لکھنؤ تھا اور بہت مستحکم قلعہ
دو سو برس پیشتر مشہور تھا ایک مثل قدیم سے مشہور ہے کہ جس کے پاس قلعہ مذکور ہو گا
وہی مالک شہر لکھنؤ کا ہو گا وہ ٹیلہ جو راستے مین قلعہ کے گھونگٹ کے درمیان مین واقع ہے
اور جسکے اوپر مسجد بنی ہوئی ہے وہ لچھمن ٹیلہ مشہور ہے اور اسی جگہ سابق مین لچھمن پور آباد تھا
مچھی بھون کے پیچھے جنوب و مغرب طرف ایک میدان ہے جس مین توپخانے کا گودام ہے
اُس مقام پر رنگ محل اور پنچ محلا آباد تھے۔

لکھنؤ کے متمردشیخ زادون کو سعادت خان کا مغلوب کرنا

شیخ عبد الرحیم کے بعد اُسکی اولاد ترتیب وار وارث جاگیر رہی نواب سعادت خان جب

اودھ پر قبضہ کرنے کے لیے چلے اور اثنائے راہ مین فرخ آباد مین آئے تو نواب محمد خان نے بڑی خاطر و مدارات کی اور سعادت خان کو یہ صلاح دی کہ لکھنؤ کے شیخ زادے بڑے سرکش ہین کہین ایسا نہو کہ مثل اورون کے آپ کا بھی حال ہو اور آپکی حکومت نہ جمے مناسب یہ ہے کہ آپ گنگا سے اُترکر یکایک لکھنؤ مین داخل نہو جیے گا بلکہ اُسکے پاس کے گانوون مین رہیے گا بعد تدبیر مناسب از راہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا وہ تدبیر یہ ہے کہ شیخ زادون اور قصبات کے رہنے والونمین موافقت نہین بلکہ عداوت ہے اور کمزور اپنے بالادست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین۔ غالب ہے کہ وہ لوگ آپکی حکومت کو اپنا وسیلۂ نجات و عافیت سمجھکر طرفدار ہو جائینگے اور شیخ زادون کا زور اُنکی اعانت سے ٹوٹ جائیگا۔ نواب وہانسے چلکر دریائے گنگا کے کنارے پر پہونچے برسات کا موسم تھا دریا خوب چڑھا ہوا تھا مع لشکر پار اُترے مشہور ہے کہ جب سواری کی کشتی منجدھار مین پہونچی ایک مچھلی جست کرکے نواب کے دامن مین آپڑی نواب نے اُسکو شگون نیک جانکر رکھ چھوڑا چنانچہ اُس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سے سرکار شاہی مین رہے اور اُسے متبرک سمجھکر خزانہ شاہی مین واجد علی شاہ کے عہد تک رکھا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ نواب نے پہلے مقام نواح قصبۂ کاکوری مین کیا یہان کے شیوخ لکھنؤ کے شیخ زادون کے مخالف تھے نواب کا آنا اپنی بہتری کا ذریعہ سمجھے اور شریک صلاح نیک ہوے اور سب طرح کے نشیب و فراز سے آگاہ کردیا کہ آپ علانیہ فوج کے ساتھ شہر مین داخل نہون وہان کی پستی و بلندی ٹیلون اور بیہڑ سے بہ سلامت گذرنا مشکل پڑے گا کیونکہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے ہین خواہ مخواہ برسر فساد ہونگے پہلے اپنے آنے کی اُنھین اطلاع دیجیے اور مقام فرودگاہ لشکر پوچھیے۔ موافق دستور قدیم وہ گومتی کے اُس پار کہلا بھیجینگے اُسوقت لشکر کو حکم دیکر وہین اپنا خیمہ کھڑا کرلیجیے گا اور تھوڑی سی فوج بھی روانہ ہو تاکہ اُنھین دخل نہ

شہر سے غفلت ہوجائے غرضکہ نواب بوجہ سدراہ ہونے شیخ زادون کے کنارہ شہر مین بھی دخل نہو سکے اور کئی مہینے لشکر لکھنؤ کے اکبری دروازے کے جنوبی جانب خیمہ زن رہا اور کوئی تدبیر کارگر نہوئی تو عیاری کو کام مین لائے شیخ زادون سے ربط اتحاد بڑھایا کہ خیال عداوت یکقلم مخالفون کے دل سے مٹ گیا بعد چندے ایک جشن مین شیخ زادون کو دعوت کا اذن عام دیا چنانچہ وہ سات ہزار کی جمعیت سے نواب کے مہمان ہوے یہ موقع اور قابو پاکر کمین گاہ سے مع افواج سوارون کے حملہ کیا اور ساری جمعیت کو مع اُنکے سردارون کے ٹھکانے لگایا ایک روایت یہ ہے کہ نواب راتون رات تیاری کرکے کاڈگھاٹ سے گومتی کو عبور کرکے سپاہ اور کئی توپین لیکر بسلامت شیخن دروازے سے گذرے نواب ہاتھی پر سوار تھے انھون نے پہلے اُس تلوار کو جو اُس دروازے کی چھت مین نمائش نخوت وغرور و دبدبہ کے واسطے لٹکا رکھی تھی کہ صوبہ دار اُسکے نیچے سے چلا آئے کاٹ کر زمین پر گرادیا بعد اسکے خیمہ خاص مچھی بھون کے پھاٹک کے روبرو جہان واجد علی شاہ کے عہد تک نقارخانہ قائم رہا نصب کیا اُس وقت بڑے بڑے شیخ زادے دست بستہ حاضر ہوے اور بہ مجبوری سر جھکایا سمجھے کہ یہ کام بہکانے کا نہین بلکہ بگانے کا ہے بعد گفتگوے معاملات و انفصال مقدمات نواب نے فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچھی بھون خالی کردو اُنھون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے چیچک مین گرفتار ہین جب تک انھین غسل سے فراغت نہو تعمیل سے معاف رکھا جائے نواب نے قبول کیا بعد ہفتے کے جس قدر مال واسباب تھا لیکر اُٹھ گئے نواب داخل قلعہ ہوے اور جس قدر اسباب وہ نہ لیجا سکے وہ نواب کے آدمیون نے لے لیا اور ابھی نواب خیمے سے نہ اُٹھے تھے کہ شیخ صدرالدین محمد خان اور مجدالدین احمد خان عرف شیخ بچن بزرگ شیخ معزالدین خان قریب سات سو آدمیون کے جو سب باہم قریبی رشتہ دار تھے اور دوسرے شہر کے خاص خاص آدمی اور بیرونجات کے بھی

شیخ زادے حاضر تھے بعد قیل وقال اہل شہر نے جلکر عرض کیا کہ نواب صاحب اگر ہماری قوم آپکی رہبری نہ کرتی تو آپ کا اس طرح یہانتک آنا مشکل ہوتا نواب نے بھی درشتی کے ساتھ جواب دیا اسپر طرفین سے نوبت کشت وخون کی پہونچی مگر فوج مغلیہ نے انکو مغلوب کرلیا آخر کار بیچ بچاؤ ہوگیا بعض ناقل ہین کہ کشت وخون نہین ہوا اس وجہ سے نواب نے اس مقام کو بنیاد فتح وفیروزی تصور فرماکر نقار خانے کا حکم دیا تھا۔ چھ سات ہزار روپے اُسکی تعمیر مین صرف ہوے بہرصورت اُس دن سے قلعہ مچھی بھون دار الامارت مقرر ہوا نواب کا بتدریج تمام صوبے پر تسلط ہوگیا اور پھر کسی نے سر نہ اُٹھایا۔

محاربہ غدر مین میڈی لال نے لکھا ہے کہ سعادت خان نے یہ مکانات مالکان مکانات سے صاحب ماہانہ کو لیے تھے اور کرائے کے روپے ہمیشہ دیتے رہے نواب صفدر جنگ کے وقت مین بھی پانسو روپے بابت کرایہ تیج محلا شیخ زادون کو ملتے تھے۔ نواب شجاع الدولہ کے عہد مین فقط دو سو روپے رہ گئے تھے اس وجہ سے کہ شیخ معز الدین خان کو نخوت وغرور بہت ہوگیا تھا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جب صفدر جنگ کو شکست دینے کے بعد نواب احمد خان والی فرخ آباد کی سپاہ نے لکھنؤ پر قبضہ کرلیا تو معز الدین خان نے تمام شیخ زادون کو جمع کرکے پٹھانون کو وہان سے نکالدیا اور صفدر جنگ کی حکومت قائم کی نواب شجاع الدولہ بھی اُن کے اس امر مین احسانمند تھے وہ کبھی نواب کے دربار مین نہ جاتے تھے۔ نواب آصف الدولہ نے بعوض محلات شیخن دروازہ وغیرہ جو حسن باغ کے قریب تھے زمین وسیع مُفتی غلام حضرت کو او ودود کا نؤن اور کنڈلی اولاد شیخ عبد الرحیم خان کو معاف فرمائی اور کرایہ موقوف کیا اور حکم دیا کہ چوری کا ذمہ کرین کیونکہ زمیندار ہین حق زمینداری لیتے ہین۔ شیخ زادون نے قبول نہ کیا اُس وقت سے محصول فروخت مکانات داخل سرکار ہونے لگا۔ شیخ زادے برائے نام زمیندار رہے۔

غرضکہ زمانۂ آصف الدولہ سے تا عہد واجد علی شاہ آبادی بڑھتی گئی بلکہ کسی زمانے
مین آدمیون کا بن مشہور تھا اور عہد سلطنت مین پانچ لاکھ سے زیادہ سکونت بتاتے ہین۔
شہر کی گلیان بہت تنگ اور اکثر غلیظ رہتی تھین لیکن جس طرف بادشاہی محل کو راستہ
گیا تھا وہ بہت وسیع اور نہایت صاف رہتا تھا۔ انگریزی عملداری سے پہلے بادشاہی
مکانات کی بڑی تیاریان رہتی تھین قرینہ اور سجاوٹ دیکھ کر انسان کی عقل دنگ ہو جاتی
تھی جھاڑ کنول شیشہ اور دیگر تکلفات کا کیا بیان ہو۔ اس شہر مین کتنی سرائین بہت سے
کٹرے اور ٹولے اور محلے آباد ہین اور بہت سی زیارت گاہ اہل ہنود و اسلام کی ہین جس محلے
مین مخدوم شاہ مینا صاحب کی درگاہ تھی اب وہ محلہ تو مسمار ہو گیا لیکن درگاہ
موجود ہے اکثر پنجشنبے کو فاتحہ کے واسطے وہان جاتے ہین۔

حضرت شاہ مینا صاحب کا اصل نام شیخ محمد ہے انکے والد کا نام شیخ قطب الدین
دادا کا نام شیخ عثمان ہے۔ شیخ عثمان نے اپنے آپکو قثم ابن العباس کی اولاد مین بتایا ہے
شیخ عثمان مدینۂ منورہ سے ہندوستان آئے دہلی مین بزمرۂ فوج شاہی نوکر ہوئے شیخ
قطب الدین پر درویشی کا رنگ غالب تھا اُنھون نے لکھنؤ مین آکر حاجی قیام الدین عباسی
معروف بہ حاجی الحرمین کے پاس (جن کا مزار لکھنؤ مین قریب مزار مخدوم شاہ مینا کے موجود
ہے) قیام کیا حاجی الحرمین نے شیوخ صدیقی مین ان کا عقد کر دیا اور یہ مژدہ سُنایا کہ تمھارا
ایک بیٹا آفتاب ہند پیدا ہوگا۔ شیخ محمد عرف شاہ مینا نے بحال تجرد عمر بسر کی چھوٹے بھائی
شیخ احمد کے بڑے بیٹے کو کہ وہ اپنے دادا کے ہمنام تھے ابتدائے عمر سے لیکر پرورش کیا اُنھون نے
تعلیم و تعلم کے بعد چچا سے بیعت کی اُنھین کی اولاد کے لوگ مینائی لکھے جاتے ہین بعض اہل سیر نے اپنی
کتب مین حضرت کو صدیقی النسب لکھ دیا ہے وجہ اسکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ جناب کا خاندانی

سلسلہ توان مقامون مین تھا نہین اور آپکے والد میرور کی شادی شیوخ صدیقی مین ہوئی تھی اسلیے ان لوگون نے آپکو بھی شیخ صدیقی مان لیا۔ شاہ مینا صاحب کے دو خلیفہ ہوے ایک شاہ قطب الدین انکے بھتیجے دوسرے شیخ سعد قدوائی جن کا مزار خیرآباد مین ہے اور صفی پور کا خاندان درویشی انسے جاری ہے۔ شاہ مینا کی ولادت سنہ ۸۰۰ ہجری کی معلوم ہوتی ہے اسلیے کہ ۸۰ برس کی عمر مین سنہ ۸۸۰ ہجری مین وفات پائی ہے شیخ قطب الدین کی اولاد مین شیخ نظام الدین وغیرہ بعض لوگ صاحب نوبت و نقارہ ہوے اور شیخ خواجہ و شیخ درویش وغیرہ بعض لوگ صاحب تسبیح و سجادہ رہے ایک بڑی جاگیر بھی مزار مبارک سے متعلق تھی جو اغلبًا زمانہ صفدر جنگ مین ضبط ہو گئی سنہ ۱۱۵۰ھ تک گنبد اور خانقاہ بنی ہوئی تھی غدر مین یہ عمارت کھد گئی۔ شیخ محمد عظیم تک وہ سلسلہ جو شیخ قطب الدین سے چلا تھا اولاد مین جاری رہا۔ شیخ محمد عظیم کے بعد کوئی صاحب سجادہ نہین ہوا انکے بڑے بیٹے شیخ محمد معظم متولی رہے۔ شیخ محمد معظم کے بعد انکے بیٹے مولوی کرم محمد متولی رہے اب نہ کوئی صاحب سجادہ ہے نہ متولی۔

مولوی کرم محمد کے چھوٹے بیٹے منشی امیر احمد مینائی مرحوم تھے جو ہندوستان کے مسلم الثبوت مشہور و معروف شاعر ہین اور ریاست رامپور کے ہیرو نواب سید کلب علیخان بہادر نور اللہ مرقدہ کے فن شعر و سخن مین اُستاد ہین۔ انکے بڑے بیٹے منشی محمد احمد مینائی ریاست رامپور مین ہین اور انسے حضور پرنور نواب سید حامد علیخان صاحب دام اقبالہ کو فن نظم آفرینی مین مشورہ ہے منشی محمد احمد صاحب رامپور مین ماہ جمادی الاخری سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین پیدا ہوے ہین علماے نامور سے عربی صرف و نحو اور کتب درسیہ معقول و منقول کی تعلیم پائی شعر مین اپنے والد مغفور سے تلمذ ہے آپکے چار بھائی اور بھی ہین جنکے اسماے گرامی یہ ہین (۲) خورشید احمد صاحب نائب تحصیلدار

ریاست رامپور (۳) لطیف احمد صاحب نائب امور مذہبی حیدرآباد دکن (۴) ممتاز احمد صاحب نائب منصرم کتب خانۂ رامپور (۵) مسعود احمد صاحب تحصیلدار منڈلا ملک متوسط سنٹرل پراوینسس۔

صوبۂ اودھ کی آمدنی ـ سپاہ ـ حدود

بعض کتابون مین لکھا ہے کہ اس صوبے کی آمدنی ستر لاکھ سے زیادہ نہ تھی نواب نے پہلی ہی سال ایک کرور سات لاکھ روپے بٹھائے جب بادشاہ کو خوش انتظامی کا حال معلوم ہوا تو اور زیادہ خوش ہوے عماد السعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ اس موقع پر بادشاہ نے برہان الملک خطاب عطا کیا اور مآثر الامرا سے ثابت ہے کہ عبد اللہ خان قطب الملک کی تباہی کے وقت یہ خطاب ملا تھا صوبۂ اودھ مین امرا اور شاہزادگان کی بھی جاگیرین تھی زمیندارون کی شرارت اور ناظمون کی کمزوری کی وجہ سے انکو آمدنی وصول نہوتی تھی ان لوگون نے بھی اپنی جاگیرونکا ٹھیکہ برہان الملک کو دیدیا دوسرے سال تمام صوبۂ اودھ کی آمدنی مع آمدنی جاگیر امرا دو کرور تک پہونچگئی یہ بیان مبالغے سے خالی نہین معلوم ہوتا ملخص تاریخ اودھ اور دوسری کئی کتابون سے اس صوبے کا محاصل پچاس لاکھ روپے معلوم ہوتا ہے۔ حدین یہ تھین جنوبی گنگا شمالی راپتی کا کنارہ و ترائی نیپال۔ شرقی عظیم آباد۔ غربی شاہ آباد ضلع ہردوئی اور ہردوئی لکھنؤ سے اسی میل ہے بانگرجہان کے چودھری مشہور ہین اسی کے اطراف مین ہے۔ نواب کے پاس اس صوبے مین بائیس ہزار سوار مغلیہ تھے اور انکی فوج کے افسر یہ تھے میر خدا یار خان۔ سید حسین خان۔ آغا باقر میمونی۔ میر اعظم خان۔ میر جہانگیر خان۔ ابو تراب خان۔ محمد تقی علی خان اصفہانی محسن بیگ خان اور فتح علی خان۔ توپخانے مین پچاس توپین تھین۔

نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد اور نواب سعادت خان برہان الملک کے بعض قابل تذکرہ واقعات

محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلے برس کالپی اور ارچ اور دوسرے مقامات واقع بندیلکھنڈ محمد خان کو تنخواہ مین ملے اسی سال بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا اور معزز مسلمانون کی عورات اور بال بچّون کو گرفتار کر لیا اُسکے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب مسمار کر دیے نواب برہان الملک نے چاہا کہ ملعون کو حملآورون کے مقابلے مین بھیجین مگر بادشاہ نے محمد خان بنگش کو اُنکی تنبیہ کے لیے کافی سمجھا۔ محمد خان کا چیلہ دلیر خان مناسب سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا اور وہ ۱۱۳۳ھ ہجری مطابق ۱۷۲۱ء مین چھترسال کے مقابلے مین مارا گیا اُسکی وفات پر محمد خان صوبۂ الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا اُس وقت بندیلکھنڈ بھی اُس سے متعلق تھا ۱۷۲۳ء کے آخر مین جب محمد خان دربار جاتے ہوے میرٹھ پہونچا تو ایک فرمان مع ایک حکم مہری امیرالامرا خان دوران خان کے وصول ہوا جس مین تحریر تھا کہ چھترسال نے بہت سے بادشاہی علاقے پر اپنا قبضہ کر لیا ہے اور برہان الملک اُسکے علاقے کے واسطے بھیجے گئے ہین تم بھی جلد وہین جاؤ۔ اس حکم کے موجب محمد خان الہ آباد کو روانہ ہوا اس سے قبل برہان الملک لوٹ آئے تھے برہان الملک اور محمد خان کے دلونمین صفائی نہ تھی اسلیے انھون نے ۱۷۲۹ء مطابق ۱۱۴۱ھ ہجری مین محمد خان کے مقابل چھترسال کو اُکسایا اور اُسکے قاصدون کی خاطر تواضع کی اسی سنہ مین جیت پور علاقہ بندیلکھنڈ مین مرہٹون نے جنکو چھترسال نے اپنی مدد کے لیے بُلایا تھا محمد خان کو گھیر لیا تو ایسی مصیبت مین اُسنے اپنے بیٹے قائم خان کو حکم دیا کہ نواب سعادت خان برہان الملک کے پاس جاکر مدد مانگو۔ قائم خان فیض آباد مین آیا مگر سعادت خان نے کچھ فوج قائم خان کو

دینا نہ چاہی بلکہ اُسے بھی شش وپنج مین ڈال رکھا ایک دن سعادت خان کی فوج کے ایک
رسالہ دار نے جو قوم کا آفریدی اور بارہ سو سوارون کا افسر تھا قائم خان سے کہا کہ تمھین
نہ یہان سے فوج ملیگی نہ تم خود یہان سے جانے پاؤ گے اب تم کوئی اور تدبیر کرو۔ قائم خان کی ماں
بی بی صاحبہ نے جب دغا بازی کا حال سُنا تو نیکنام خان چیلے کو فیض آباد کو روانہ کیا اس شخص
نے وہان پہونچتے ہی اُس رسالہ دار کے پاس جاکر اُسکو مع اُسکے پٹھانون کے جو مئو فرخ آباد
شاہ جہانپور اور آنولے کے رہنے والے تھے یقین کامل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرا دینے کی
نسبت تمھارے حق مین یہ بہتر ہوگا کہ اُسکی خلاصی کراؤ نیکنام خان نے اُن لوگون سے کہدیا تھا
کہ جس وقت کوچ کے نقارے میرے لشکر مین بجین اُسی وقت سب لوگ جمع ہو جائین اور
اُسی دن قائم خان و نیک نام خان نواب سعادت خان کی ملاقات کے لیے گئے اور روانگی
کے لیے رخصت چاہی اُنھون نے جواب دیا کہ مین نے فوج طلب کی ہے وہ چند روز مین پہونچنے
والی ہے اُسکا انتظار مُناسب ہے نیکنام خان نے نواب کی طرف اشارہ کر کے قائم خان سے کہا
کہ تم محمد خان کو انکے ذریعہ سے رہائی نہین دلا سکتے اور یہ کہکر حالت غضبناکی مین قائم خان کا
ہاتھ پکڑ کر دیوان عام کے باہر نکال لایا امرائے مذکور کے ساتھ ننانوے پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوے
موجود تھے جنکو یہ حکم تھا کہ اگر کوئی ہماری طرف اُنگلی چھوانے کے لیے اُٹھائے تو اُس کو مار ڈالو
جب قائم خان و نیک نام خان لشکر مین پہونچے تو کوچ کے نقارے بجے اُنکی آواز سُنتے ہی وہ
بارہ سو پٹھان جو نواب سعادت خان کے نوکر تھے اُنکو چھوڑ کر قائم خان کے ساتھ ہو سے یہ خبر سُنکر
نواب سعادت خان نے ایک شتر سوار قائم خان کے لوٹا لانے کے لیے بھیجا مگر نواب کے اس پیغام پر
کچھ لحاظ نکر کے قائم خان نے شاہ جہان پور کی راہ لی۔ سترالف عثمانی مین درج ہے کہ جب
محمد خان بندیلکھنڈ سے واپسی پر قنوج پہونچا تو روح الامین خان بلگرامی جو قائم خان کی

فوج مین بطور ایک افسر کے بھرتی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے ایک قاضی محمد احسان نامی کولایا جس کی جاگیر بن برہان الملک نے ضبط کرلی تھین نواب محمد خان نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمھاری سفارش کرونگا وہ قاضی محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا مگر محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان ایک لاکھ روپیہ بقایا کی بابت جو روح الامین خان سے واجب الادا تھا اور جسے وہ دینے سے انکار کرتا تھا جھگڑا ہوا اور قاضی مذکور کا مددگار چھوٹ گیا۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ بندیلکھنڈ مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا۔ مگر بتصرۃ الناظرین سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد خان سے صوبہ الہ آباد کی علیحدگی بہ سبب اُس رنجش کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مالوے مین ہوئی ظہور مین آئی جبکہ محمد خان اُس وقت موجود تھا اور یہ صوبہ سربلند خان مبارز الملک کو عطا ہوا۔ جبکہ ۱۱۴۵ ہجری مطابق ۱۷۳۲ء مین محمد خان مالوے سے موقوف ہوا تو اُس نے صوبۂ الہ آباد کی درخواست دربار مین کی اور برہان الملک بھی اس صوبہ کے خواستگار تھے باوجودیکہ برہان الملک باعتبار ترفہ اور وقعت کے محمد خان سے بڑھے ہوے تھے اور اُنھونے پندرہ لاکھ روپے بھی پیشکش کیے مگر محمد خان کے استحقاق پر کسی قدر لحاظ ہوا۔ چنانچہ ۱۱۴۷ ہجری مطابق ۱۷۳۵ء مین صوبۂ الہ آباد دوبارہ محمد خان کو عطا ہوا۔ مگر چند ماہ کے بعد یعنی ۴ محرم ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۴ مئی ۱۷۳۵ء کو سربلند خان اس صوبہ پر پھر بحال ہوگیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد اُسکے محمد خان سے پھر وعدے بحالی کے ہوے تھے مگر اُسکے استحقاق پر عمدۃ الملک امیر خان کو ترجیح دی گئی۔ جب محمد خان بنگش کو نواب سعادت خان کے ساتھ عداوت کا اتفاق ہوا تو اُسنے برہان الملک کے چڑانے کے لیے اپنے چیلے سعادت خان کو بھی برہان الملک کا خطاب دیا۔

برہان الملک کا بھگوت سنگھ ولد اڑارو زمیندار چکلہ کوڑہ کی سرکشی کو دبانا

جبکہ بھگونت سنگھ[۱] زمیندار چکلۂ کوڑہ نے سلطنت مین ابتری دیکھ کر سر اُٹھایا اور اپنے حاکم جانباز خان کو روانۂ عدم کیا تو اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ بن محمد امین خان چین بہادر مرحوم نے اپنے بھائی عظیم اللہ خان کو اُسکی تنبیہ و تادیب کے لیے بھیجا۔ زمیندار مذکور اُسکی آمد کا حال سُنکر دشوار گذار جنگلون مین چلا گیا عظیم اللہ خان نے اُسکا تعاقب تو نہ کیا چکلۂ اٹاوہ مین ٹھہر گیا پھر خاجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو اُس چکلے کی حکومت دیکر دہلی کو لوٹ گیا اور بھگونت سنگھ کو سزا دینے کے لیے اُسکو حکم دے گیا۔ بھگونت سنگھ عظیم اللہ خان کے واپس ہوتے ہی پھر میدان مین نکل آیا اور خاجم بیگ خان وغیرہ کو مار ڈالا تو اعتماد الدولہ نے اُسکی سرکشی سے مجبور ہوکر برہان الملک سے اس معاملے کو رجوع کیا اور تاکید کے ساتھ لکھا کہ اسلام اور مغلون کی آبرو کا پاس ضرور ہے۔ برہان الملک نہایت شجاع تھے نشۂ مردانگی سے مخمور تھے ۱۱۴۸ھ الہجری مین دہلی کو بادشاہ کے مجرے کے لیے روانہ ہوے تھے اثناے راہ سے ماہ جمادی الاُخریٰ مین بھگونت سنگھ کی سزادہی کے لیے اُسکے سر پر جا پہونچے اُسنے بہت چاہا کہ فریب کرکے برہان الملک کو اپنا طرفدار کرلے اور موقع پاکر کام تمام کردے مگر یہان فریب نہ چلا مجبور ہوکر برہان الملک سے لڑائی کے لیے آمادہ ہوا برہان الملک جس وقت راہ سے چلکر خیمے مین داخل ہوے تو اُس وقت اتفاق سے سبز کپڑے پہنے ہوے تھے مخبرون نے بھگونت سنگھ کو خبر پہونچائی کہ برہان الملک سبز لباس مین خیمے مین داخل ہوے ہین اور اُنکی داڑھی سفید اور

---

[۱] مرآت واردات محمد شفیع مین یہ نام اسی طرح لکھا ہے ۱۲

دراز ہے بھگونت سنگھ کمین گاہ سے نکلکر مع اپنی فوج کے برہان الملک کے لشکر کے قریب جا پہونچا اُسی وقت برہان الملک نے ہاتھی پر سوار ہو کر فوج کو کمر بندی کا حکم دیا پوری فوج تیار نہوئی تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار ہو کر ہمراہ ہوے اور اس تھوڑے سے لشکر کے ساتھ بھگونت سنگھ کے مقابلے کے لیے بڑھے اور اُس وقت وہ سفید اور موٹا لباس پہنے ہوے تھے اور ابو تراب خان تورانی جو برہان الملک کا نامی سردار تھا اتفاق سے اُس وقت سبز لباس مین تھا اور اس شخص کی داڑھی بھی سفید تھی بھگونت سنگھ ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کر کے اُسکے ہاتھی کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گھوڑے کو کودا کر اس سختی سے ابو تراب خان کی چھاتی مین برچھا مارا کہ سنان سینے سے پار نکل گئی۔ برہان الملک کے اکثر ہمراہی اس مردانہ حملے سے بھاگ نکلے۔ برہان الملک تھوڑے سے ہمراہیون کے ساتھ مقابلے مین جمے رہے اور تیرون کی سن سن مین بھگونت سنگھ کو گھیر لیا ارجن سنگھ جو اُس کا رفیق تھا اور پھر برہان الملک سے موافق ہوگیا تھا اُسنے برہان الملک کو بتلا دیا کہ بھگونت سنگھ وہ ہے اور گھوڑے کو دوڑا کر اُس کے سر پر جا پہونچا ہتھیار چلنے لگے آخر بھگونت سنگھ مارا گیا ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک کے تیر سے چھد کر راہی عدم ہوا۔ برہان الملک نے اللہ کا شکر کیا اور اُس کا سر کٹوا کر بادشاہ کی نذر کے لیے اور اُس کا پوست کھچوا کر اور گھاس پر کر کے قمر الدین خان وزیر کے لیے بھیجا اور چند روز کے بعد لشکر کی سرداری پر صفدر جنگ کو مقرر کر کے خود دہلی کو روانہ ہوگئے۔ ۲ رجب سنہ ۱۱۴۸ ہجری روز چہار شنبہ کو بادشاہ کی مُلازمت سے شرفیاب ہوے ایکہزار نو اشرفیان اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دکھائی بادشاہ نے نذر قبول فرما کر خلعت مع سر پیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل عطا کیا ابو المنصور خان صفدر جنگ اور شیخ عبد اللہ وغیرہ سرداران لشکر نے برہان الملک کو لکھا کہ بھگونت سنگھ کا بیٹا مرہٹون کو اپنی مدد کے لیے ادھر لا رہا ہے آپ چلے آئیے

اسلیے برہان الملک ۱۰ شوال ۱۱۴۵ ہجری روزیکشنبہ کو بادشاہ سے رخصت ہوکر دہلی سے روانہ ہوے۔

بُرہان الملک کی مرہٹون سے لڑائی اور اُن پر فتحیابی

باجی راؤ پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کو عزیمت کی تاکہ حاصل ملک بادشاہی کا ربع چہارم جسکو چوتھ کہتے تھے دہلی سے وصول کرے اور اپنے نام سند تازہ پادشاہ سے حاصل کرے پس اول اُسنے اس مدعا کو بادشاہ کے حضور مین اپنے وکلا کے ذریعہ سے التماس کرایا چونکہ اُمرا کے اختلاف اور نفاق اور خودغرضی کی وجہ سے یہان کی حالت خراب ہورہی تھی کوئی جواب نہ گیا تو اُسکو زیادہ جسارت پیدا ہوئی اور ابتدائے ۱۱۴۹ ہجری مین دہلی کی طرف بڑھا۔ چونکہ اُسکی فوج نہایت جفاکش اور بہادر تھی جہان حملہ کرتا وہان کی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بھاگ جاتی محمد شاہ بادشاہ کی طرف سے اس مہم پر اعتماد الدولہ قمرالدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ ایک بھاری فوج کے ساتھ مامور ہوے مگر انھون نے جرأت کرکے مرہٹون پر حملہ نہ کیا۔ اس مہم کو بیت ولعل مین ڈالکر صلح کی تجویزین پیدا کرتے رہے اور آخر کار مرہٹون کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر سمجھ کر جنگ وصلح کے باب مین مشورے کے بہانے سے دہلی کو لوٹ گئے اور مرہٹون کی لڑائی اور اس مقدمے کے انفصال کو زمانہ آیندہ پر چھوڑ دیا۔ برہان الملک نے جو صرف صوبۂ اودھ کے حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھے اور اعتماد الدولہ قمرالدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ اور عمدۃ الملک امیرخان کی بہ نسبت چھوٹے رتبے مین تھے مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور اور جویاے نام تھے جو ان امرا کی سُستی اور مرہٹون کی چیرہ دستی دیکھی تو اُنکو غیرت آئی باوجودیکہ اُنکے صوبے کو مرہٹون کے ہاتھ سے کوئی نقصان

نہ تھا کیونکہ اُنکے صوبے کی سرحد گنگا کے شمال رویہ تھی اُنھون نے ایسی شجاعت سے
جو اُنکے ہمعصرون مین موجود نہ تھی فوج کو تیار کرکے مع اپنے داماد ابوالمنصور خان
صفدر جنگ کے مرہٹون سے جنگ کے لیے اپنی دارالحکومت سے کوچ کیا۔ قمرالدین وزیر
کی فوج سے مرہٹے مقابلہ کر رہے تھے اور ہنوز معرکۂ عظیم نہوا تھا کہ بُرہان الملک
ساٹھ کوس راہ ایک دن مین طے کرکے آگئے باجی راؤ اس سردار کے آنے کی خبر سُن کر
ریواڑی اور پاٹودی کو چلا گیا اور ان قصبون کو لوٹا اور وہان سے گجرات ہوتا ہوا
مالوے مین آیا۔ راجہ بھدا ور کو مرہٹون نے ایک قلعہ مین محصور کر لیا راجہ بُرہان الملک سے
توسل رکھتا تھا اُسنے بُرہان الملک کو عریضہ لکھا اور مدد چاہی بُرہان الملک راجہ کی
عرضی پڑھکر تیار ہوے اور راجہ کو جواب لکھا کہ ہرگز نہ گھبرانا مین آیا جلد آتا ہون مرہٹون کو
سزا دیتا ہون بعد لکھنے جواب کے بُرہان الملک نے فوج کو آراستہ کیا اور سپاہ کی خوراک
ہمراہ لی مثل برق و باد روانہ ہوکر گنگا کے پار آئے اور یہ ارادہ کیا کہ جمنا کو بھی عبور کرکے
راجہ کی مدد کرکے مرہٹون کو مجبور کرین چونکہ مرہٹون اور بُندیلون نے اتفاق کرکے دریاے جمنا
کے گھاٹون کا بڑی احتیاط سے انتظام کر لیا تھا اسلیے بُرہان الملک کو آسانی کے ساتھ جمنا
کا عبور جلد میسر نہوا اور راجہ بھدا ور نے کُمک پہونچنے مین دیر ہوجانیکی وجہ سے مرہٹون
کے ہاتھ سے سخت صدمہ پایا۔ ملہار راؤ ہلکر باجی راؤ کا بہادر سردار اور اور بھی سردار مع فوج
سوار جمنا کے پار جاکر میان دوآب مین لوٹ مار کرتے تھے جب بُرہان الملک کا آنا ان سردارون
نے سُنا تو مثل مظفر خان اور امیرالامرا کے انھین بھی جانا اور ارادہ محاصرے کا کیا اُن
کے قریب پھرنے لگا اور اٹاوے سے تا موتی باغ جو آگرے مین ہے سب آبادی کو جلا یا۔
اور قصبہ سعد آباد و جلیسر کو لوٹا بُرہان الملک یہ خبر سُنکر طیش مین آئے اور فوج کو آمادہ کارزار کیا

اور دوشنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۱۴۹ الہجری کو دھاوا کیے ہوے ملہار راؤ ہلکر[۱] کے سر پر مسافت بعیدہ طے کرکے پہونچے مرہٹون کو فرصت سر کھجلانے تک کی نہ دی تلوار سُتر و نیزہ مرہٹون کے جھکی بہت مرہٹے مارے گئے باقی بھاگے۔ برہان الملک نے اعتماد پور تک جو میدان جنگ سے چار کوس کے فاصلے پر تھا پیچھا کیا تین سردارون اور بہت سے مرہٹون اور اُن کی عورتون کو قید کیا ملہار راؤ مجروح خفیف ہوکر بھاگا اور ایسی گھبراہٹ مین بھاگا کہ جمنا کے ایسے گھاٹ سے عبور کرنا چاہا جو پایاب اُترنے کے قابل نہ تھا موجون کی زنجیرون نے سیکڑون مرہٹون کے ہاتھ پیر باندھ باندھ کر دریاے عدم کے کنارے لگا دیا۔ خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے کہ ڈیڑھ ہزار کے قریب مرہٹے گرفتار ہوے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک چادر اور دس روپیے دیکر رخصت کر دیا۔ ملہار راؤ کے ہمراہ تھوڑے سے آدمی نیم جان بچ رہ گئے تھے ملہار راؤ باجی راؤ کے پاس پہونچا جو اُن دنون سیدون کے کوٹلہ مین گوالیار کے قریب مقیم تھا۔ ملہار راؤ بہت بے سامان ہوگیا سب سامان اُسکا لُٹ گیا اس ڈانٹ اور مار پیٹ سے جسکو لوگون نے بڑی فتح بیان کیا جگہ جگہ یہ ہوائیان اُڑین کہ سارے مرہٹے دکن کو بھاگ گئے مگر باجی راؤ ایسی افواہون کے اُڑنے سے اس بات پر آمادہ ہوا کہ بدنامی کا دھبہ مٹائے اور بادشاہ کو یہ معلوم ہو جیسا کہ اُسنے اپنی زبان سے کہا تھا کہ مین اب بھی خاص ہندوستان مین موجود ہون۔ برہان الملک ملہار راؤ کو میان دوآب سے نکالکر جمنا اُترے اور دس دس کوس کی منزلین کرتے چنبل ندی کے کنارے آئے کہین مرہٹون کا نشان نہ پایا دھولپور باڑی مین کہ دریاے چنبل کے اس پار ہے مقام کرکے یہ ارادہ کیا کہ جریدہ باجی راؤ پر دھاوا ہو کہ وہ بھی یاد کرے ایسی سزا ہو بایں ارادہ اپنے لشکر مین یہ منادی کرادی کہ لشکر کے سوار

[۱] دیکھو سیر المتاخرین اور خزانۂ عامرہ مین ہیلاجی لکھا ہے ۱۲

چار روز کا کھانا اپنے گھوڑوں پر رکھ لیں اور مسلح و مکمل ہو کر تیار رہیں اور برہان الملک نے
پانی چھاگلوں میں بھروایا اور خمیری روٹیوں کو بافراط اونٹوں پر لدوایا اور ہلکی توپیں
(جیسے جزائل) ہاتھیوں اور اونٹوں پر رکھوائیں ہر طرح کی تیاریاں کیں اور یہ حکم دیا کہ
جسکے پاس گھوڑا ہوگا اور وہ ہمراہ نہ چلے گا اور لشکر میں رہے گا اُسکو گھوڑے کی دُم کاٹ کر
تشہیر کیا جائیگا۔ برہان الملک نے دل میں یہ ٹھان لیا کہ اگر باجی راؤ دریائے چنبل کے
اُس پار ہوگا تو میں عبور کرکے فوراً اُسپر حملہ کر دوں گا۔ اس نیت سے برہان الملک نے
ہلکا سامان ضرورت کے لائق فراہم کرکے روانگی کا ارادہ کیا۔

صمصام الدولہ کا برہان الملک کو مرہٹوں کے تعاقب سے روکدینا۔ مرہٹوں کا پیش دستی کرکے دلّی کی طرف پہونچ جانا اور اُس کو غارت کرنا۔ برہان الملک اور مرہٹوں میں دوستی کا معاہدہ ہوجانا

برہان الملک بہمہ وجوہ تیار تھے کہ یکایک صمصام الدولہ کا شتر سوار آیا اور ایک خط
برہان الملک کو دیا مورخوں کا مضمون خط میں اختلاف ہے بعض کا یہ قول صاف ہے کہ
صمصام الدولہ کے خط میں یہ لکھا تھا کہ میں باجی راؤ کی تادیب کو مامور ہوا ہوں یہاں تک
آیا ہوں تعجیل نہ کرو مجھے آجانے دو تمھیں خدا کی قسم جو آگے قدم بڑھاؤ تمھیں بادشاہ کا واسطہ
جو آگے جاؤ اور بعض نے یہ لکھا ہے خط میں یہ مضمون تھا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑھانا بادشاہ
کا حکم مجھے لڑنے کا ہے تم نہ لڑنا آگے جاؤگے تو بادشاہ کی عدول حکمی ہوگی یہ جو جرأت تمنے کی ہے
اس کی باز پرس ہوگی اس کام میں میرا اختیار ہے تمھیں کیا سروکار ہے مرہٹوں کی فوج کو ستانا

بھڑون کے چھتے مین پتھر مارنا ہے خود رائی کرنا سلطنت کو بگاڑنا ہے تدبیر مناسب مرہٹون
کا تدارک کیا جائیگا تعجیل کروگے تو کام بگڑ جائیگا اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ جب امیر الامرا
صمصام الدولہ نے برہان الملک کی جرأت سے مرہٹون کی مغلوبی سُنی اُسے بہت ندامت
ہوئی رفع خجالت کے لیے یہ ارادہ کیا کہ برہان الملک کو ہمراہ لے کر نام پیدا کرے اور
بہادری مین قدم رکھے یا اُنھین بھی مثل اپنے بدنام کرے اسلیے برہان الملک کو مرہٹون پر
جانے نہ دیا اور تہدید کرکے روکا برہان الملک نے بجاے تحسین نفرین پائی صمصام الدولہ
کی کم لیاقتی و نادانی پر ہنسی آئی اور یہ سمجھ لیا کہ اس نادان کم جرأت نے سلطنت کو بگاڑا۔
مناسب یہ ہے کہ باجی راؤ سے صلح ہو جائے میرا ملک مرہٹون کی تاخت و تاراج سے بچ جائے
باین خیال باجی راؤ کے سردارون کو جو قید تھے بلایا اُن سے خاطرخواہ قول و قرار کر لیا اور
کاغذ لکھا لیا بعد اس کے اُن سردارون اور دوسرے قیدیون کو خلعت و خرچ دے کر باجی راؤ
کے پاس بھجوایا باجی راؤ نے برہان الملک کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اپنے معتمدون کو
بھجوا کر یہ اقرار بہ سوگند کیا کہ آپکے ملک پر مرہٹون کی فوج نہ جائے گی اور تاخت و تاراج
نہ کرے گی۔ مرہٹون سے اور برہان الملک سے یہ قول و قرار ہو گیا۔ مرہٹون نے اُسکا نباہ کیا
اودھ کے صوبے مین مرہٹون کی فوج کبھی نہین گئی۔ اور چوتھ دیس کبھی بھی اس صوبے سے
نہین لی چندوسی کو ایک مرتبہ لوٹا تھا یہ امر سہواً ہوا تھا[1]۔

محمد شاہ کو مرہٹون کی چڑھائی کا بہت اندیشہ تھا اسلیے اُنھون نے قمر الدین خان وزیر کو
بھی مع اپنی فوج کے دہلی سے روانہ کر دیا جو دہلی سے تیس کوس کے فاصلے پر صوبۂ اجمیر کی
راہ پر تھے اور نواب محمد خان غضنفر جنگ بنگش بھی مع اپنے لشکر کے مرہٹون کے مقابلے کیلیے

---

[1] دیکھو تاریخ مالوہ مؤلفہ سید کریم علی ساکن راٹھ سرکار کالپی ۱۲

ایک طرف مامور تھا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوئین اور مہمانون کی ضیافتین ہو چکین اس عرصے مین چھ سات روز کی مہلت مرہٹون کو مل گئی اور برہان الملک کے تعاقب سے دلجمعی حاصل ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ دہلی فوج شاہی سے خالی ہے تو باجی راؤ ایک لخت جمنا سے الگ ہوا اور اُس بادشاہی فوج کے بازو سے جو قمرالدین خان وزیر کے تحت حکومت متھرا کے متصل بحیثیت وحرکت پڑی ہوئی تھی چودہ میل کے فاصلے پر بچ کر گذرا اور ۷ ذیحجہ ۱۱۴۹ ہجری روز سہ شنبہ کو باجی راؤ اپنے لشکر کے ساتھ تغلق آباد مین جا پہونچا۔ دہلی کے ہندو مسلمان کالکا کے میلے کی تقریب سے تماشے کے لیے وہان جمع تھے اُن سب کو لوٹ لیا اور دوسرے روز دہلی کا محاصرہ کر لیا جبکہ اُمرائے شاہی کو جو مرہٹون کے تعاقب اور مقابلے کے لیے مامور تھے یہ معلوم ہوا کہ مرہٹون نے دہلی پر یورش کی ہے اور اپنے مقابلے مین اُنکو نہ پایا تو فوراً دہلی کی طرف بہت عجلت کے ساتھ روانہ ہوئے اعتماد الدولہ وزیر جو بہ نسبت دوسرے اُمرا کے دہلی سے زیادہ قریب تھے جلد جا پہونچے اور ۹ ذیحجہ روز چہارشنبہ کو مرہٹون سے خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے ہٹ کر پیچھے جا پڑے۔ برہان الملک بھی آگرے سے ۸ ذیحجہ روز سہ شنبہ کو بطریق یلغار روانہ ہوئے چہارشنبہ کے دن طے مسافت کے بعد قصبۂ تلپٹ مین جو دہلی کے متصل ہے برہان الملک جا پہونچے دوسرے روز عید الضحیٰ تھی دہلی مین برہان الملک پہونچ گئے صمصام الدولہ بھی ہمراہ تھا تیسرے روز نواب محمد خان بنگش بھی آکر مل گیا چونکہ برہان الملک کی شمشیر آبدار کا مزہ مرہٹے چکھ چکے تھے اُنکے لشکر کے پہونچنے کی خبر سُنتے ہی قصبۂ ریواڑی اور باٹودی کی طرف چلے گئے اور ان دونون قصبون کو لوٹ لیا اور وہین سے گجرات اور مالوے کو راہی ہوئے اگرچہ باجی راؤ دکن کو لوٹ گیا مگر آصف جاہ جو بادشاہ کی اعانت پر تھا اپنے کوچ وسفر پر برابر قائم رہا اور پورے اختیارات اُس کو اس بات کیلیے

عنایت ہوے کہ جو وسیلے ذریعے سلطنت کی حفاظت کے ممکن ہون وہ تمام اکھٹے کرے۔ بادشاہ کی قوت ایسی بودی ہوگئی تھی کہ آصف جاہ اُسکے ذریعون سے اپنی ذاتی فوج کو چونتیس ہزار آدمیون تک بڑہا سکا آصف جاہ کی تدبیرون کا کارخانہ نہایت عمدہ تھا اور سعادت خان کے داماد صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اُسکی مدد کے لیے موجود وآمادہ تھی بُرہان الملک کے سوا دہلی مین کسی امیر کو مرہٹون کے تعاقب کا حوصلہ نہ تھا۔ ہر ایک نے عُذر کیا اور اُنکے تعاقب مین کوچ نہ کیا بادشاہ اور وزیر اور اُمرا نے چوتھ دینے پر رضامندی ظاہر فرمائی صُلح کرکے آتش فساد بجھائی۔

نادرشاہ کی ہندوستان پر چڑھائی بُرہان الملک کا محمد شاہ کی مدد مین نادرشاہ سے لڑنے کے لیے شریک ہونا اور شکست پاکر گرفتار ہوجانا

نادرشاہ نے تخت نشین سلطنت ایران ہوکر ایک قزلباش سردار کو بُرہان الملک کے پاس بھیجا اور اُسکو دو خط دیے ایک محمد شاہ کے لیے دوسرا بُرہان الملک کے نام سفیر کو ہندوستان کی حدود مین ڈاکوؤن نے لوٹ لیا مگر اُسنے وہ دونون خط بچا لیے اور کار سفارت ادا کیا مگر خود مراجعت کی قدرت نہ پائی جبکہ نادرشاہ قندہار کے محاصرے مین مصروف تھا اُسنے دلّی کے دربار سے گرفتاری یا اخراج اُن چند افغانون کا چاہا تھا جو غزنی کے پاس ٹرپ ٹرپ کے ملکو مین بھاگ کر گئے تھے اور اصل حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی سلطنت اس قابل نہی تھی کہ وہ اس درخواست کو قبول کرتی علاوہ اسکے یہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ اس سلطنت نے نادرشاہ کی نادرشاہی کے قبول وتسلیم مین کو تامل کیا تھا۔ غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ درخواست کے

جواب مین بہت عرصہ ہو گیا اور جبکہ جواب اُسکا نہ پہونچا تو نادر شاہ نے تساہل و غفلت کی بڑی
شکایت کی اور بہت بُرا بھلا لکھکر کچھ توقف نہ کیا چنانچہ سیلاب کی مانند آگے کو غزنی و کابل تک
بڑھا بعد اُسکے صفر ۱۱۵۱ھ ہجری مطابق ۱۷۳۸ء مین ایک ایلچی یہان سے دہلی کو روانہ
کیا جسکو پہاڑی پٹھانون نے ٹھکانے لگایا یہانتک کہ نادر شاہ نے ہندوستان کی چڑھائی کو
ناواجب نہ سمجھا اور اُسکے لیے بہانہ معقول پایا اور ماہ شعبان ۱۱۵۱ھ ہجری مطابق ماہ اکتوبر
۱۷۳۸ء مین اُسنے شرقی جانب کوچ و مقام کو جاری کیا۔ مگر دلی کا دربار اب مرہٹون کے
خوف و ہراس اور اپنے خانگی فسادون مین ایسا مبتلا تھا کہ نادر شاہ کے میل و حرکت پر
بہت سی توجہ نہ کر سکا۔

جسقدر دلی کا دربار پہلے نادر شاہ کی طرف سے بے پروا اور غافل تھا ویسے ہی اس
وحشت اثر خبر کے سُنتے ہی پریشان و ہراسان ہوا کہ نادر شاہ پہاڑون سے آگے کو بڑھا اور
اُس تھوڑی سی ہندوستانی فوج کو جو لاہور کے حاکم کے زیر حکم اُس کے مقابلے پر آئی تھی
شکست فاش دیکر اٹک تک آپہونچا اور وہان کشتیون کا پُل بناکر پنجاب مین داخل ہوا اور
آگے کو بلا تحاشا چلا آیا جمنا تک کوئی چھوٹی بڑی روک ٹوک بھی پیش نہ آئی یعنی دلی سے
سو میل کے اندر بلا تکلف بڑھا چلا آیا اور کسی نے چون بھی نہ کی اور جب وہ وہان پہونچا
تو ہندوستانی فوج کے قرب و جوار مین اپنے آپکو پایا نادر شاہ کی فوج اور سارے ہمراہیون
کی جو مسلح تھے تعداد بموجب اُس روزنامچے کے جس کا ترجمہ فیروز شاہ نے لکھا ہے ایک لاکھ
ساٹھ ہزار آدمی تھی مگر اُسکی فوج کے ایک اخبار نویس نے جو بمقام پشاور اُس کی فوج مین
داخل تھا ساڑھے چونسٹھ ہزار سپاہی اور چار ہزار بہیر و بنگاہ اُسکی بیان کی ہے۔

محمد شاہ نے بڑی جد و جہد اُٹھاکر تھوڑی بہت فوج اکھٹی کی تھی چنانچہ کرنال کی جانب

روانہ ہوے جہان بڑا لاؤ لشکر اُن کا پڑا تھا سلطان الحکایات مین جو لکھا ہے کہ اسوقت محمد شاہ
کے ساتھ پانچ لاکھ سوار اور آٹھ لاکھ پیادے اور آٹھ ہزار توپین تھین یہ بیان نہایت مبالغہ آمیز
اور لغو ہے جبکہ نادر شاہ آچکا تو سعادت خان اودھ کے صوبہ دار بھی اُسی زمانے کے قریب اپنے
بادشاہ کی مدد کے لیے روانہ ہوے۔ جب محمد شاہ کو بُرہان الملک کے قریب آجانیکی خبر معلوم
ہوئی تو خاندوران خان کو استقبال کے لیے بھیجا ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ ہجری روز سہ شنبہ کو
خاندوران نے لشکر سے آدھ کوس کے فاصلے پر استقبال کیا۔ جہان کشاے نادری مین لکھا
ہے کہ جب نادر شاہ نے یہ خبر سُنی کہ بُرہان الملک تیس ہزار سپاہ اور توپخانے کے ساتھ
اپنے بادشاہ کے شریک ہونے کو آرہے ہین اور بہت جلد اُردوے محمد شاہی مین داخل
ہونے والے ہین تو اُنھون نے رات ہی مین اپنی فوج قزلی کو متعارف راستے پر
متعین کر دیا کہ وہ بُرہان الملک کو روکے لیکن وہ غیر متعارف راستے سے آدھی رات
کے وقت محمد شاہ کے لشکر مین داخل ہو گئے اس فوج قزلی نے اُن کا تعاقب کیا اور
بہت سے آدمی مار ڈالے اور اسیر کیے اور جو اسباب پایا لوٹ لیا۔ جبکہ بُرہان الملک نے
یہ حال سُنا کہ ایرانیون نے انکے عقب لشکر پر حملہ کیا اور اسباب لوٹ لیا تو اُنھون نے
اس خبر سے برآشفتہ ہو کر امیر الامرا کو پیام بھیجا کہ مین اپنے لشکر کی حمایت اور مدد کے لیے
سوار ہوتا ہون اور یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوے عالم شاہی مین لکھا ہے کہ بُرہان الملک محمد شاہ
کے پاس بیٹھے ہوے تھے جو انکو اپنے آدمیون کی دُرّانیون کے ہاتھون سے تباہی کا حال
معلوم ہوا اُسی وقت غیظ و غضب مین آکر مقابلے کے لیے کھڑے ہوے بادشاہ نے کہا کہ
بُرہان الملک کام سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے وہ چونکہ غصّے مین بھرے ہوے تھے بزور حضور
سے رخصت ہوے۔

بیان الواقع کے مؤلف نے اسکا حال چشم دید لکھا ہے جیسا کہ قرائن سے پایا جاتا ہے
یہ شخص حکیم علوی خان معتمد الملوک معالج محمد شاہ کی رفاقت مین تھا وہ کہتا ہے کہ
برہان الملک سہ ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۵۱ہجری کو آدھی رات کے وقت محمد شاہ کے لشکر مین پہونچکر
ٹھہر گئے صبح کو بادشاہ کے پاس گئے اور نذر دکھاکر شریک مشورہ ہوے اسوقت جاسوس
خبر لائے کہ قزلباش برہان الملک کے کیمپ پر حملہ کرکے چار آدمیون کو پکڑ کر لے گئے ہین یہ بات
برہان الملک نے سُنی تو وہ تلوار جو بادشاہ کے سامنے رکھی ہوئی تھی اُٹھاکر لڑائی کے لیے
رخصت چاہی ہر چند بادشاہ اور اُمرا نے ممانعت کی اور سمجھایا کہ ایسے کامون مین جلدی
مناسب نہین تامّل و تدبر واجب ہے دوسری کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ آصف جاہ نے
بہت معقول بات کہی تھی کہ ابھی برہان الملک کا لشکر تھکا ماندہ ہے اُسنے آرام نہین پایا ہے
اسلیے آج لڑائی مناسب نہین کل بہیئت مجموعی دشمن پر چڑھائی ہوگی لیکن برہان الملک نے
نہ مانا اور مقابلے کے لیے روانہ ہونے کو خیمہ شاہی سے باہر نکلے باوصف اسکے کہ تین ماہ کے
عرصے سے اُنکے پاؤنمین زخم تھا اور نوبت شقاقلوس کو پہونچگئی تھی یہانتک کہ کرسی پر بٹھاکر
چار آدمی حرکت دیتے تھے اور اسی ہیئت سے بادشاہ کے پاس پہونچایا تھا خلاصۂ کلام یہ ہے
کہ جیسے ہوسکا بادشاہ سے رُخصت ہوکر ہاتھی پر سوار ہوے اور ایک ہزار پیادہ و سوار ساتھ لیکر
قزلباشون کے لشکر کی طرف چلے اور نقیبون کو اپنے لشکر مین بھیجکر حکم سُنایا کہ تمام فوج تیار ہوکر
آجائے اُنکی سپاہ کا یہ حال تھا کہ صوبہ اودھ سے کرنال تک کہ ایک ماہ کی راہ ہے کڑی کڑی
منزلین کرکے آئی تھی اکثر سپاہی منزلونمین اُنکے ساتھ نہ پہنچ سکے تھے پیچھے رہ گئے تھے اور
جسقدر آدمی ساتھ پہونچے تھے وہ طولانی کوچون کی وجہ سے تھک رہے تھے اور اس وجہ سے
کہ آدھی رات کے وقت بادشاہی معسکر مین داخل ہوے تھے اکثر خواب مین تھے نقیب بہتیرا

چلاتے تھے کہ تیاری کرو نواب جنگ کے لیے سوار ہوگئے ہین کوئی یقین نہین کرتا تھا کیونکہ
نواب اپنے کیمپ مین سے سیدھے بادشاہ کے پاس گئے تھے وہ لوگ وہین اُن کے ہونے کا
یقین رکھتے تھے چونکہ نقیب بھی سپاہیون کی طرح بے حال ہورہے تھے دو تین آوازین دیکر
سپاہیون کے پاس جاکر بیٹھ گئے اور آرام کرنے لگے اس حالت مین بھی لشکرگاہ کے کنارے تک
کوئی چار ہزار سوار اور ایکہزار پیادے نواب سے ملگئے اس وقت مین نادر شاہ کے قزاول
سعادت خان کا تھوڑا سا سامنا کرکے بھاگنے لگے تاکہ نواب کو اُنکے لشکر سے جدا کرکے اپنے لشکر
کے قریب لے آئین چنانچہ سعادت خان اپنے لشکر سے ایک کوس دور ہوگئے اِن قزاولون کی
پسپائی کا حال دیکھکر بادشاہ ہندوستان کے ہرکارون نے حضور مین پہونچکر عرض کیا کہ ایرانی
سپاہ برہان الملک کے مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگ نکلی حالانکہ برہان الملک نے بادشاہ کی خدمت
مین عرض کراکر مدد طلب کی تھی اور بادشاہ اور اُمرا کے سوار ہونے کے لیے اصرار کر رہے تھے۔
کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ تو قزاول ہین بڑا لشکر انکے عقب مین ہوگا محمد شاہ نے برہان الملک
کے آدمیون کو اُمرا کے پاس بھیجکر حکم دیا کہ لڑائی کے لیے سوار ہون بڑے امیر یہ تین تھے
آصف جاہ وکیل مطلق۔ خان دوران امیر الامرا۔ قمر الدین خان وزیر اعظم۔ اِن تینون نے
متفق اللفظ عرض کیا کہ آج لڑائی شروع کرنا سخت غلطی تھی آخر کار اس بات پر اتفاق ہوا
کہ ہر ایک امیر کو چاہیے کہ اپنی اپنی سمت مفوضہ کی حفاظت کرے کیونکہ قزلباشون کی سپاہ
لڑائی مین فریب کرتی ہے۔ ہر امیر کا یہ حال تھا کہ دوسرے پر معاملے کو ٹالتا تھا خان دوران
کا اقتدار تمام اُمرا مین گو زیادہ تھا اور بادشاہ کو بھی اُسپر بہت اعتماد تھا لیکن آصف جاہ
چونکہ عمر مین سب سے بڑا تھا اور لڑائی کے کام مین مہارت اچھی رکھتا تھا اسلیے اُس وقت
اُسکی رائے سے تمام کام ہوتا تھا۔ لیکن بادشاہ کے دل مین اُس سے بدگمانی تھی اس لیے

وہ اپنی بڑی فوج کو جو بچاس ہزار کے قریب تھی دکن مین چھوڑ کر تین ہزار آدمیون کے ساتھ آیا تھا اور بالفعل ناگہان یہ واقعہ ظہور مین آگیا اسلیے اپنی بڑی فوج کو دکن سے بُلا نہ سکا تاہم اس وقت بھی محمد شاہ کے ساتھ اسّی ہزار کے قریب سپاہ تھی جو سب آصف جاہ کے زیر فرمان تھی۔

برہان الملک نے کر بادشاہ سے مدد طلب کی تو آصف جاہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میمنہ کی طرف خان دوران کا مورچہ ہے اور لڑائی بھی اسی طرف ہو رہی ہے اسلیے اسکو حکم دیا جائے کہ برہان الملک کی اعانت کرے بادشاہ نے خاندوران کو کہلا بھیجا اُس نے تعمیل کی اور بغیر اسکے کہ توپخانہ اور فوج تیار کر کے ساتھ لیتا تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ میدان جنگ کو چلا گیا چونکہ یہ شخص سپاہ پر کمال شفقت رکھتا تھا جسنے اسکی روانگی کی خبر سُنی وہ بڑے شوق سے اسکے پیچھے چلا گیا یہانتک کہ اسکے ساتھ چھتیس ہزار آدمیون کی جمعیت ہو گئی۔

نادر شاہ نے اپنی سپاہ کو لڑنے کے لیے اس طرح ترتیب دیا کہ سیدھی طرف طہماسپ خان جلائر کو اور اُلٹی طرف فتح علی خان اور لطف علی خان افشار کو مقرر کیا اور قلب لشکر مین نصر اللہ مرزا کو رکھا جسکے ساتھ اچھے اچھے جنگجو اور تجربہ کار افسر تھے اور آپ چار ہزار سوار جرار لیکر برہان الملک اور خاندوران کے مقابلے کے لیے میدان مین قدم رکھا اور تمام جزائل چلانیوالون کو پیادہ پا کر دیا تا کہ بھاگنے کا ارادہ نکرنے پائین۔

ہندوستانی امیرون کو چونکہ خدا کی طرف سے غرور و خود پسندی کی سزا ملنے والی تھی نہ تو توپخانہ مقابلے کے لیے نکالا نہ جزائل کو میدان مین لائے اور نہ کوئی اور امیر سپاہ لے کر سعادت خان اور خاندوران کی مدد کو میدان مین گیا نادر شاہ کی اتنی بڑی جرار سپاہ کے مقابلے پر صرف ان دونون آدمیون کو کافی سمجھا اور اس خیال مین رہے کہ جب لڑے چاوینگے تو ہم حریف کو جواب دینگے الحاصل اِن دونون ہندوستانی امیرون کے ساتھ نہ توپخانہ تھا

نہ زیادہ فوج تھی نہ لڑائی کی کوئی عمدہ تدبیر سوچی تھی لیکن جہانتک ان سے ہوسکا کام کرتے
رہے ثابت قدمی اور جان نثاری مین کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا مگر تیر وکمان سے تیر جزائر کا کیا
مقابلہ ہوسکتا ہے نادر شاہ نے اپنی میمنہ و میسرہ و قلب لشکر کا ایک ایک کوس کا رکھا تھا چنانچہ اُسکی
فوج سے لڑنے والے توپون اور بندوقون کی آوازین تو سُنتے تھے مگر بُعد مسافت کی وجہ
سے اصل کار سے بالکل بیخبر تھے اسلیے ہندوستانی فوج کی ترتیب بگڑ گئی تھی اور ایک کو
دوسرے کا حال معلوم نہ تھا اس حالت مین بھی نواب برہان الملک ایک طرف کار رستمانہ
کر رہے تھے اور دوسری طرف خاندوران خان سے دادمردانگی ظہور مین آرہی تھی بہت سے
کُشت وخون کے بعد شاہ داد خان افغان اور علی حامد خان جو نواب خان دوران خان کے
لشکر کے نامور آدمی تھے جزائر کے گولون سے مارے گئے اور خود بھی خاندوران خان اسی سے
مجروح ہوا اسکے ہزار سوارون نے جو بڑے بہادر تھے گھوڑون سے اُتر کر کمر سے دامن باندھکر
نادر شاہ کی سپاہ پر اتنے تیر برسائے کہ جسکے مشاہدے سے رُستم کا جگر پانی ہوجاتا ان لوگون نے
دلاوری اور حلال نمکی مین قصور نہ کیا خان دوران خان کا چھوٹا بھائی نواب مظفر خان کہ
دوسری طرف لڑرہا تھا جزائر کے گولے سے مارا گیا نواب برہان الملک کے سپاہی باوجودیکہ
صوبۂ الہ آباد سے یلغار کرکے آئے تھے اور تھکے ماندے تھے نہایت ہمّت کے ساتھ لڑے آخر کار
انہین سے بہت سے جزائر کے گولون سے روانۂ عدم ہوے بعضے میدان جنگ سے مُنھ پھیر گئے
بعضے متفرق ہوگئے اور برہان الملک کے بھی دو زخم لگے۔ جہانکشاے نادری اور دُرّۂ نادرہ
سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد شاہ بھی نظام الملک اور قمرالدین خان کو ساتھ لیکر اُن دونون اُمرا
کے پیچھے آدھے فرسنگ کے فاصلے سے اپنی فوج اور توپخانے کے پرے جما کر کھڑے ہوے تھے
بعض کتابون مین لکھا ہے کہ امیرالامرا خان دوران خان کے ہمراہی بہت نامرد تھے اُن مین سے

بہت سے مارے گئے لیکن بیان الواقع مین جو انکی تعریف کی ہے وہ اوپر مذکور ہو چکی۔
صمصام الدولہ خاندوران خان خود مجروح ہوکر مع چند رفقاے باقی ماندہ کے میدان جنگ سے
سرشام لوٹکر آیا جسنے سہ شنبہ ۱۹ ذیقعدہ کو قضا کی اور تاریخ مظفری مین ہے کہ ۱۵ کو لڑائی ہوئی
اور اُس کے دوسرے دن صمصام الدولہ مرگیا۔ برہان الملک میدان جنگ مین کھڑے ہوے
تھے اور اُنکے ہمراہیون مین سے بعض مارے گئے تھے اور باقی ماندہ نہایت پریشانی کی حالت
مین ایک جگہ جمع تھے قزلباشون نے اُنکو چارون طرف سے گھیر لیا ایک نیشاپوری ترک
جو برہان الملک کا ہموطن تھا جُرأت کر کے برُہان الملک کے ہاتھی کے قریب پہونچ گیا۔
برُہان الملک نے اُسکے چہرہ مین تیر مارا خان مذکور نے آواز دی کہ او محمد امین تم دیوانے
ہوے ہو کس سے لڑتے ہو اور اپنی فوج مین کس پر اعتماد رکھتے ہو یہ کہکر نیزہ زمین پر گاڑکر
اُس سے گھوڑے کو باندھ دیا اور ہاتھی کا رسا پکڑکر برُہان الملک کی عماری مین جا پہونچا
برہان الملک ایران کے ضابطے سے واقف تھے اسلیے اطاعت بجالائے اور اسیر پنجۂ تقدیر ہوکر
ترک کے ہمراہ نادرشاہ کے حضور مین گئے نادرشاہ نے تقصیر معاف فرمائی[1]۔ اُنکے ہمراہ نثار محمد خان
شیر جنگ بھی گرفتار ہوا تھا خزانۂ عامرہ مین اُنکی گرفتاری کا واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ
شیر جنگ کی سواری کا ہاتھی مست تھا اور عالم شاہی مین کہا ہے کہ اُسکو برُہان الملک
کی سواری کے ہاتھی سے عناد تھا اُسنے بگڑکر برہان الملک کی سواری کے ہاتھی پر حملہ کیا
اور اُسکو ریلتا ہوا نادرشاہ کے لشکر مین لے گیا تلوار اور آنکس کے بہت اُسپر وار کیے مگر نہ مانا
اس طرح برُہان الملک دو تین ہمراہیون کے ساتھ نادرشاہ کے قبضے مین آگئے۔ برہان الملک
نے دو زخم اُٹھائے تھے ایک تیر کا دوسرا نیزے کا نادرشاہ نے اُن کو مصطفے خان شاملو کے

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

حوالے کر دیا۔

جام جہان نما مین لکھا ہے کہ برہان الملک بذات خود آنقدر پائداری وکوشش بہم سانید کہ مزیدے بران در عالم شجاعت متصور نباشد نادر شاہ مکرر گفت کہ این قدر ایستادگی کہ در برہان الملک ملاحظہ شد درین محاربات کہ اتفاق افتاد از ہیچ کس دیدہ نشد وہمیشہ تحسین وآفرین بر برہان الملک می کرد۔ اس روایت کی تائید خزانۂ عامرہ سے بھی ہوتی ہے بیان الواقع مین لکھا ہے کہ آصف جاہ اور نواب قمر الدین خان بادشاہ کو سوار کرا کے برہان الملک کی لشکر گاہ تک کہ لُٹ چکا تھا لائے لیکن نادر شاہ واپس چلا گیا تھا آصف جاہ نے نہایت دانشمندی سے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر اب رات مین ان دونون اُمرا کی ہزیمت کی خبر مشہور ہو گئی تو تمام لشکر مین پریشانی پھیل جائے گی اور بہت سے آدمی بھاگ جائینگے پس یہ بہتر ہے کہ یہ مشہور کر دیا جائے کہ قزلباش بھاگ نکلے برہان الملک اُن کے تعاقب مین گئے ہین اسلیے شادیانے کی نوبت بجا دی جائے اس سے لشکر مین ابتری نہ پڑیگی۔

برہان الملک کا نادر شاہ کو دلّی چلنے اور ہندوستان سے روپیہ وصول کرنے کی ترغیب دینا

برہان الملک نے امیر الامرا صمصام الدولہ خاندوران کی وفات کی خبر سُنی تو منصب امیر الامرائی کے امیدوار ہوے نادر شاہ سے مصلحت آمیز باتین کر کے دو کرور روپے پر اُس سے صلح کر لی اور یہ قرار پایا کہ آصف جاہ حاضر ہو کر یہ دو کرور روپے پیش کریگا بعد اسکے نادر شاہ واپس چلا جائے گا برہان الملک نے اس تمام مضمون کو ایک کاغذ مین تحریر کر کے بادشاہ کے ملاحظے کے لیے آصف جاہ کے پاس بھیجدیا جب یہ رقعہ پہونچا تو آصف جاہ اور محمد شاہ کہ تنہا

متردد تھے بہت خوش ہوے۔ محمد شاہ کے حکم سے آصف جاہ بہت جلد نادر شاہ کے پاس گیا اور ملازمت حاصل کر کے زر موعود ادا کیا اور خوشی خوشی اپنے لشکر مین واپس آیا اور محمد شاہ کے حضور مین پہونچکر اپنی خیر خواہی اور دولت خواہی کا حال عرض کیا چونکہ صلح کا عہد و پیمان کر آیا تھا امیر الامرائی کا خواستگار ہوا بادشاہ نے اُسکے التماس کے موافق صمصام الدولہ کے انتقال کے دن ہی امیر الامرائی کا خلعت آصف جاہ کو عطا کر دیا برہان الملک کو جب یہ خبر پہونچی کہ آصف جاہ نے امیر الامرائی کا عہدہ پایا تو بیقرار ہوگئے اور نادر شاہ سے عرض کیا کہ لشکر محمد شاہ مین آصف جاہ کو پورا قابو حاصل ہے اُسکے سوا کوئی کچھ نہین کر سکتا اُسکے نزدیک ایک دو کرور روپیہ کچھ حقیقت نہین رکھتے اس قدر روپیہ تو مین بھی اپنے گھر سے دیسکتا ہون باقی اُمرا اور خزانۂ بادشاہی اور مہاجنون کا کیا ذکر ہے اگر حضور دلّی کو جو تیس چالیس کوس سے زیادہ دور نہین تشریف لے چلین تو حصول مدعا ممکن ہے۔ نادر شاہ اس بات سے خوش ہوا اور محمد شاہ کو مع خدم و حشم کے اپنے لشکر مین بُلا لیا اور برہان الملک پر نادر شاہ روز بروز عنایت زیادہ فرمانے لگا خلعت فاخرہ عطا کیا اور اپنی خاص محفل مین حاضر ہونے کی اجازت دی اور اُنکو دولتین کا وکیل مطلق قرار دیا اور صاحب اختیار کل مقرر فرمایا[۱] اور طہماسپ خان جلائر کو جو نادر شاہ کی فوج کے ہراول کا افسر تھا۔ برہان الملک کے ساتھ دلی کو اپنی روانگی سے قبل بھیجا اور نظامت دہلی کے باب مین ایک فرمان اپنی طرف سے اپنی مہر لگا کر اور ایک شقّہ محمد شاہ سے لکھوا کر شمس الدولہ کیلیے دیا جسکو محمد شاہ دہلی مین چھوڑ آئے تھے نادر شاہ کے فرمان کی نقل یہ ہے :-

"عالیجاہ لطف اللہ خان صادق بہادر امیدوار مراحم بادشاہانہ بودہ معلوم نماید کہ آن

---

[۱] دیکھو خزانۂ عامرہ ۱۲

رفیع الشان منیع المکان را از امراے قدیم دولت تیموریہ و معتمدان جاہ گورگانیہ دانستہ بنظامت
دار الخلافہ شاہجہان آباد کہ اعظم دیار ملوک ہندست و حرم سراے اشرف سلاطین روے زمین
ست سرفراز فرمودیم و حسن خدمت و جوہر امانت و دیانت پرستی آن سرگروہ مومنان عالیمقدار
بہ گذارش عقیدت گزین راسخ الاعتقاد والامنزلت عالی مرتبت برہان الملک بہادر جنگ
کہ بحضور خاکپاے مانمودہ بود مستحسن و مقبول افتاد باید کہ آن رفیع القدر سکنہ شہر را دلاسا
نماید و امیدوار دولت خداساز سازد و نوعے پرداز د کہ رعایا و برایا بآسودگی بسر برند و زبردست زیردست
مساوی زیند نشود کہ قادر بر عاجز غلبہ آرد و ضبط کارخانجات و اسپان بادشاہی حراست
سلاطین ذمہ خود شناسد۔ خبر شرط ست و کلید قلعہ مبارک با جمیع کارخانجات حوالہ
طہماسپ خان سردار کہ ہمپاے برہان الملک می رسد نماید درین مادہ شقہ خاص اعلیٰ حضرت
نیز بآن قدیم الخدمت صادر شدہ حسب الارقام بعمل آرد و ما را متوجہ احوال خود شناسد درین باب
تاکید داند۔ تحریر فی التاریخ ہفدہم شہر ذیقعد الحرام۔

نقل شقہ بدستخط محمد شاہ

قدیم الخدمت من۔ برہان الملک و طہماسپ خان بہادر مع منشور نظامت کہ بنام آن
قدیم الخدمت از پیشگاہ شہنشاہ صادر شدہ میرسد باید کہ کلید جمیع کارخانجات را حوالہ سردار
سازد و درین باب قدغن بلیغ و تاکید شدید داند۔

برہان الملک نے اپنی روانگی سے قبل شمس الدولہ کو اپنی طرف سے ایک خط لکھ کر مع اُن
دونوں فرمانوں کے آغا حسن کاشی کی معرفت بھیجا۔

نقل خط برہان الملک

نوابصاحب مشفق و مہربان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بتاریخ پانزدہم ذیقعدۃ الحرام دولت خاکبوس

آستانۂ شہنشاہ دست داد و منشور نظامت بنام آن مہربان مع شقۂ خداوند نعمت
حاصل نمودہ شد چنانچہ آغا حسن می رساند و طہماسپ خان بہادر وفقیر بتاریخ سلخ منہ
داخل شہر می شویم تا باؤلی استقبال طہماسپ خان قرین صلاح است واز قلعہ دار کلید
قلعہ پیش خود طلبیدہ باکلید ہاے دیگر کارخانجات وراول ملاقات حوالہ سردار خواہند
فرمود۔ زیادہ والسلام۔

یہ تحریرین شمس الدولہ کے پاس پہونچنے کے بعد پیچھے سے برہان الملک اور طہماسپ خان
بھی دلّی پہونچے شمس الدولہ باؤلی تک استقبال کو آیا اور ملاقات کے بعد برہان الملک
اور طہماسپ خان و شمس الدولہ کامگار خان کے باغ مین اُترے تھوڑی دیر یہان بیٹھ کر
کشمیری دروازے سے شہر مین داخل ہوکر قلعہ کو چلے۔ یار بیگ خان نے قلعہ کی کنجیان
حوالے کرنے مین تھوڑی دیر توقف کیا جبکہ محمد شاہ کا شقّہ دیکھا تو قلعہ کا دروازہ کھولدیا
طہماسپ خان کی راے سے دیوان خاص سے اسد برج تک تو نادر شاہ کی حرم سرا کیلیے مکانات
مقرر کیے گئے۔ اور باغ حیات بخش سے شاہ برج تک محمد شاہ کے لیے جگہ چھوڑ دی گئی نادر شاہ
بھی محمد شاہ کو ساتھ لیکر دہلی کو عازم ہوا ۸ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ ہجری روز پنجشنبہ کو محمد شاہ اور
۹ ذی الحجہ روز جمعہ کو نادر شاہ قلعۂ دہلی مین داخل ہوے۔ نادر شاہ نے تھوڑی سی فوج کو
شہر مین منقسم کرکے یہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانون کی سخت پابندی عمل مین آئے
اور محمد شاہ کی حفظ و حراست کے لیے پہرے بٹھائے جائین۔

قتل عام

باوصف اسکے کہ نادر شاہ نے دُور اندیشیان اور ہوشیاریان برتین مگر ہندوستانی اُس سے
راضی نہوے اور دوسرے دن یہ افواہ مشہور کی گئی کہ نادر شاہ نے وفات پائی اور جون ہی

کہ دلّی کے گلی کوچون مین یہ خبر پھیلی تو ہندوستانیون کی نفرت بلا مزاحمت ظاہر ہوئی اور
ایرانیون کا قتل ہونا شروع ہوا اور چونکہ ایرانی سپاہی جگہ جگہ پھیلے ہوے تھے
اُس وجہ سے بہت سے لوگ اُنکے ہندوستانیون کے غیظ و غضب کی قربانی ہوے ہندوستانی
امیرون نے ایرانیون کے بچانے مین کوشش نہ کی - بلکہ بعض امیرون نے ایرانیون کو قاتلون
کے حوالے کیا جو اُنکی محلسرایون کی حفظ و حراست کے لیے متعین کیے گئے تھے - علی حزین نے
بیان کیا ہے جسکو سیر المتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا ہے کہ سات سو ایرانی مارے گئے
اور سکاٹ صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۱۰۷ مین اٹھہزار آدمی بیان کیے گئے ہین نادر شاہ نے اول
اول تو فساد کو دبانا چاہا اور اس بات کے دریافت ہونے سے کو نہ رنجیدہ ہوا کہ وہ فساد
رات بھر برپا رہا اور تنزل کی جگہ اُسکو ترقی حاصل ہوئی - باوصف اسکے صبح کو گھوڑے پر
سوار ہو کر اِس نظر سے باہر نکلا کہ اُسکو جیتا جاگتا دیکھ کر پھر امن و امان قائم ہو جائے
اور جبکہ وہ باہر نکلا تو اُسنے گلی کوچون مین اپنے ہموطن بھائیون کی لاشون کو پڑا ہوا دیکھا مگر
اسپر بھی اُسکو جوش نہ آیا یہان تک کہ لوگ ادھر اُدھر سے پتھر پھینکنے لگے اور چارون طرف سے
تیر اور بان اُسپر برسنے لگے اور یہ نوبت پہونچی کہ ایک سردار اُس کا جو اُسکے پہلو مین جاتا تھا
اس گولی کا نشانہ ہوا جو خاص اُس پر چھوٹ کر آئی تھی غرضکہ نادر شاہ نے جب یہ دست درازیان
دیکھین تو وہ بہت غصے ہوا اور قتل عام کا حکم سُنایا چنانچہ صبح سے بہت دن چڑھے تک وہ حکم
قائم رہا اور اُسکی بدولت وہ صورتین پیش آئین جو لوٹ مار اور پاداش و تدارک کی نظر سے
پیدا ہو سکتی ہین یعنی شہر کو چند مقامون سے ایسا جلایا پھونکا کہ وہ آتشبازی کا تماشا اور
خونریزی کا ویرانی کا نمونہ بن گیا خانزادے کاظم خان شیدا نے اس قتل عام کی تاریخ غم عام[۵۱] سے

[۵۱] دیکھو طبقات الشعرا مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق ۱۲

نکالی ہے جبکہ نادر شاہ قتل عام سے سیر ہوچکا تو محمد شاہ یا اُسکے وزیر کی شفاعت سے غصہ اُسکا ٹھنڈا ہوا اور قتل عام کی ممانعت کا حکم سُنایا گیا اور انتظام اُسکا ایسا معقول تھا کہ جسوقت قتل کی بندش کا حکم صادر ہوا تو اُسی وقت فوج نے تسلیم کیا اور کسی نے دم نہ مارا۔ قاتلون کے ہاتھ جہان سکے تہان رہ گئے۔

مگر دلّی والون کی تکلیفات اسپر موقوف نہوئین اسلیے کہ نادر شاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی چڑھائی سے یہ تھا کہ اُسکے مال و دولت سے اپنے آپکو مالا مال کرے اور جب سے اُس نے فتح پائی تھی تب ہی سے روپے کے اخذ و جبر کے رنگ ڈھنگ اُسنے ڈالے تھے جسکا وہ خواہان تھا چنانچہ پہلے مشیر اُسکے سعادت خان ہوے۔

نادر شاہ دلّی سے اتنا مال لے گیا

کرنال کے میدان مین بُرہان الملک سعادت خان نے نادر شاہ کو ترغیب دی کہ دہلی چلکر روپیہ وصول کرے اور شہنشاہی کارخانون اور خزانون پر ہاتھ مارے لیکن یہ بدنیتی اُن کو راس نہ آئی۔ دلّی کے پہونچنے پر تھوڑی مُدّت گذری تھی کہ وہ مرگئے یہان ایک اور تبہ کار نادر شاہ کے حضور مین پیش ہوگیا اس گھر کے بھیدی نے ہر ایک چیز اور ہر ایک مالدار کا پتہ بتاکر نادر شاہ کا دست تصرف دراز کرایا اور ذرا بھی کوئی مالدار نظر آیا تو اُسپر ایک رقم مقرر کرادی نام اِس شخص کا جگل کشور ہے اب تفصیل تمام زر نقد اور اسباب کی جو نادر شاہ نے لیا تاریخ تیموریہ سے نقل کرتا ہون۔

زر نقد یا مال و اسباب کہان سے لیا	قیمت یا تعداد روپیہ یا مال
(۱) خاص بادشاہی خزانون سے	ساڑھے تین کروڑ روپے نقد
(۲) جواہر خانۂ خاص سے جواہر	قیمتی پندرہ کروڑ روپے کا

(۳) مرصع اور سونے چاندی کے برتن وغیرہ۔	قیمتی ڈیڑھ کروڑ روپیہ
(۴) تخت طاؤس[۱] و تخت رواں۔	قیمتی تین کروڑ روپیہ
(۵) اسباب سلاح خانہ و فراش خانہ و آبدار خانہ و خوشبو خانہ و باورچی خانہ و کرکری خانہ و زین خانہ۔	تخمیناً پندرہ کروڑ روپیہ
(۶) شاہی ہاتھی خانے سے ہاتھی۔	پانسو
(۷) شاہی اصطبل سے گھوڑے۔	دو ہزار
(۸) نواب مظفر خان و خاندوران کا وہ مال و اسباب و زر نقد جو میدان جنگ مین اُنکے کیمپون کی لوٹ سے ملا اسی طرح برہان الملک کے لشکرگاہ کا مال و اسباب اور دلّی مین جو اُن سے زر نقد ملا۔	سات کروڑ روپے سے زیادہ کا
(۹) اہلکارون امیرون سوداگرون اور سردارون سے	دو کروڑ بارہ لاکھ روپیہ
(۱۰) آصف جاہ سے	ایک کروڑ روپیہ
(۱۱) اعتماد الدولہ وزیر اعظم سے	ایضاً
(۱۲) لطف اللہ خان سے	ایضاً
(۱۳) نواب محمد خان بنگش سے	نو لاکھ روپیہ

[۱] تحفۂ راجستان مین مولوی عبید اللہ فرحتی نے صرف تخت طاؤس کی لاگت سات کروڑ روپے لکھی ہے۔

(۱۴۳) رائے خوشحال چند پیشکار بخشی گری سے	پونے تین لاکھ روپیہ
شیخ سعد اللہ دیوان تن سے	اڑھائی لاکھ روپیہ
ناگرمل دیوان خالصہ سے	ساڑھے تین لاکھ روپیہ
سیتارام خزانچی خزانۂ عامرہ سے	تین لاکھ روپیہ
جگل کشور سے	اڑھائی لاکھ روپیہ
سبحان رائے وکیل ناظم دکن سے	ڈیڑھ لاکھ روپیہ
رائے نوند رائے پیشکار خالصہ سے	پونے تین لاکھ روپیہ

اسی طرح دوسرے اکابر وعلما وفضلا وقاضی القضات مین سے کسی کو نہ چھوڑا سب سے روپیہ وصول کیا ان لوگون پر سزاول اور چپراسی اور سپاہی نہایت سخت مزاج مسلط کیے جن سے خدا کی پناہ جو لوگ استطاعت اُس قدر روپے کے دینے کی نرکھتے تھے جس قدر اُن سے مانگا جاتا تھا تو انہین سے کسی نے زہر کھا لیا کسی نے ہتھیار سے خودکشی کر لی چنانچہ اللہ وردی خان قراول بیگی اور قمرالدین خان وزیر کے سالے کامیاب خان اور سعد اللہ خان دیوان تن کے بھائی ان تینون نے مسموم پانی پیکر جان دی اور شیر افگن خان نے خنجر سے خودکشی کر لی اور خالق یار خان نے پیش قبض مار کر جان دی۔

نادرشاہ اور حکیم علوی خان

نادرشاہ کی طبیعت دلی مین علیل ہو گئی تھی حکیم علوی خان نے علاج کیا شفا پائی نادرشاہ ان سے بہت خوش ہوا اور اس وعدے پر ان کو ہندوستان سے اپنے ساتھ ایران کو لے گیا کہ وہان سے حج کو رخصت کر دیگا چنانچہ نادرشاہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اُن کو حرمین کو روانہ کر دیا علوی خان حج سے فراغ کے بعد ہندوستان کو واپس چلے آئے

بیان الواقع کا مؤلف کہتا ہے کہ علوی خان اتنے دلیر تھے کہ علاج کے معاملے مین نادرشاہ کا رعب نہین مانتے تھے علوی خان محمد بن حنفیہ کی اولاد سے تھے جو حضرت علی علیہ السلام کے بیٹے ہین سواے جناب فاطمہ علیہا السلام کے ایک اور عورت سے اور آپکی ایسی اولاد کو اصطلاح مین علوی عین اور لام کے فتحون سے کہتے ہین۔

انکا نام ہاشم باپ کا نام حکیم ہادی دادا کا نام مظفرالدین حسین علوی ہے سنہ ہجری مین شہر شیراز ملک فارس مین پیدا ہوے تھے علم کی تحصیل اپنے والد اور مُلّا لُطف اللہ شیرازی اور اخوند مسیحا سے کی سنہ ۱۱۱۱ ہجری مین بعمر تیس سال وطن سے ہندوستان مین آئے اور قلعہ ستارہ کے پاس اورنگ زیب عالمگیر کی ملازمت حاصل کی خلعت و منصب ملا اور محمد اعظم شاہزادے کے پاس مُتعیّن ہوے حکیم محمد شفیع شوستری نے اُنکی نجابت اور کمالات پر نظر کر کے اپنی بیٹی اُنکے نکاح مین دی شاہ عالم بہادر شاہ بن عالمگیر کے عہد مین علوی خان خطاب ملا اور منصب مین اضافہ ہو کر جاگیر پائی جب محمد شاہ تخت نشین ہوے تو علوی خان نے اُن کے ایسے معرکۃ الآراء علاج کیے کہ بادشاہ اُنکی حذاقت مان گئے اور سونے اور چاندی کی برابر تُلوایا۔ اور ہشت ہزاری منصب دیا اور تین ہزار روپیہ مہینہ نقد بھی مقرر کر دیا اور معتمد الملوک خطاب بخشا با وصف اسکے کہ رات دن مطب جاری تھا ہزارون آدمی علاج کے لیے انسے رجوع کرتے تھے مگر تصانیف کا شغل نہ چھوڑا اسّی برس سے عمر گذر گئی تھی اُس وقت تک عینک کی ضرورت نہ پڑی اور قوت باہ اتنی قوی تھی کہ باوجود بڑھاپے اور نحافت جسمانی کے ہفتے مین دو تین بار غسل احتلامی کرتے تھے لیکن اتنی قوت جماع اور عورتون اور حرمون کی کثرت پر بھی کوئی اولاد پیدا نہوئی اور ۲۵ رجب سنہ ۱۱۶۲ ہجری کو دلّی مین مرض استسقا سے انتقال کیا اور اپنی وصیّت کے موافق حضرت شاہ نظام الدین کی درگاہ کے حوالی مین

مدفون ہوے۔

تاریخ وفات یہ ہے ع

برفلک رفت مسیحاے جدید

اپنی وفات سے ایک سال پیشتر اپنے کتب خانے کو وقف کرکے علی قلی خان کو اُس کا متولی کردیا تھا اور کہدیا تھا کہ جو کوئی پڑھنے کے لیے کتاب مانگے اُسے دیدی جائے اور انفراغ کے بعد واپس لے لی جائے چونکہ کوئی بیٹا نہ چھوڑا تھا اسلیے اوّل احمد شاہ بادشاہ بن محمد شاہ نے حکم دیا کہ اُن کا تمام مال واسباب ورزر نقد ضبط کرلیا جائے آخرش نواب صفدر جنگ وزیر کی تجویز سے یہ مقرر ہوا کہ تمام نقد وجنس اور جواہرات اور ہتھیار مرحوم کے حقیقی بھانجے علی نقی خان کے سپرد کردیے جائین وہ اُنکے ورثہ کو جو شیراز اور بنگالے مین ہین حصۂ فرائض کے بموجب تقسیم کردین۔ مفتاح التواریخ مین غلط لکھا ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کی اولاد سے تھے۔

بُرہان الملک کی وفات

آثرالامرا وغیرہ مین ذکر کیا ہے کہ برہان الملک اس لڑائی کے زخمونسے ۹ ذی الحجہ ۱۱۵۱ہجری روز شنبہ کی شب مین مرگئے اور مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ جس دن نادرشاہ دلّی مین داخل ہوا اُسکی صبح کو برہان الملک نے وفات پائی۔

تاریخ وفات

ہوئی جسدم کتاب ابجد عمر	ادیب مرگ کے ہاتھون سے ابتر
پئے تاریخ کی جو فکر شایان	ہوا سال اسم ہی سے اُنکے اظہر
قلم نے دال ملفوظی کے اعداد	کیے اسم سعادت خان سے باہر

دیگر

شد آن روزے کہ نادر شاہ ایران | بہ دہلی داخل و بر پا فغانش
بہ نواب سعادت خان کہ بودہ | وکیل مطلق از شاہ زمانش
مشقت در رسید و آمد بیفزود | شقاقولوس شد رنجش رسانش
ازان صدمہ بہ لیل عید اضحیٰ | روان در بیت جنت شد روانش
ز روے درد ہاتف این ندا داد | کہ فردوس جنان بادا آشیانش

دیگر

نہم ذی الحجہ را داخل بہ دہلی | چو نادر شاہ شد عالم بلرزید
وکیل مطلق از مرد و دولت | چو نواب سعادت خان بگردید
ازین رو اندران روز دو روش | مشقت در رسید و آمد فزائید
شقاقلس کہ در پا داشت از پیش | دران روز از تگ و دو بس خراشید
بپایان زین تعب و خستہ گشتہ | سوے جنت شتابندہ شب عید
سر آہے کشیدہ گفت ہاتف | خدا و ندا بہ جنت باد جاوید

سیر المتاخرین مین بیان کیا ہے کہ لڑائی سے چند روز کے بعد برہان الملک مرض سرطان کے صدمے سے جو انکے پانوں مین تھا راہی ملک آخرت ہوے۔ خزانۂ عامرہ مین مذکور ہے کہ نوین ذی الحجہ کو برہان الملک نادر شاہ کے حکم کے بموجب دن بھر اپنے گھر پر بادشاہی کام سرانجام دیتے رہے مگر شقاقلوس کا درد اور بے طاقتی بہت تھی کبھی غش آجاتا تھا کبھی افاقہ ہوتا تھا۔ عید قربان کی رات کو صبح سے پہلے انکی سانس نکل گئی۔ جس شب انتقال کیا نظام الملک آصف جاہ عیادت کے لیے گئے اور پیشتر سے ایک آدمی کو بھیجدیا کہ برہان الملک کے

منع کردے کہ وہ تعظیم کو نہ اُٹھیں انھون نے نہ مانا جب آصف جاہ پہونچے خدمتگارون کی اعانت سے تعظیم کو کھڑے ہوے۔ علی قلی خان والہ داغستانی اُنکے مرثیے مین کہتا ہے۔

رباعی

دوراز توسپہر واژگون مے گرید | بنگر کہ زمانہ بے توچون مے گرید
رفتی زجہان وپشت شمشیر شکست | با قامت خم ہمیشہ خون مے گرید

شیر جنگ جو کہ قزلباش سوارون کی جمعیت کے ساتھ نادر شاہ کی طرف سے برہان الملک کے پاس مامور تھا تاکہ دو کروڑ روپے جنکے نذر کرنے کا انھون نے وعدہ کیا تھا وصول کرے وہ اُن سوارون کو لیکر اودھ مین گیا اور صفدر جنگ سے وہ روپے وصول کرکے نادر شاہ کے پاس لایا۔

گیان پرکاش کے مؤلف نے برہان الملک کی وفات کا واقعہ اس طرح ذکر کیا ہے کہ ایکدن نادر شاہ نے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ کو چند سخت اور ناملائم الفاظ کہے۔ نظام الملک آصف جاہ ایک عیار آدمی تھا اُسنے سعادت خان سے کہا کہ اب زندگی بے لطف ہے اور ایک شربت کا پیالہ زہر کے بہانے سے پی لیا۔ نواب سعادت خان کہ نہایت غیور تھے اور مردمی کا طنطنہ رکھتے تھے واقع مین زہر کھاکر مرگئے۔ نادر شاہ ابھی دلی مین مقیم تھا۔ مگر عماد السعادت سے گیان پرکاش کی روایت کی تردید ہوتی ہے اُسکے مؤلف کا بیان یہ ہے کہ ایک دن نادر شاہ نے نظام الملک کو جسکی اولاد مین اب حیدرآباد والے نواب ہین طلب کرکے فرمایا کہ اے بوڑھے تونے ہمکو قندھار تحریر کیا تھا کہ اگر حضور اشرف ہندوستان تشریف لائینگے تو پچاس کروڑ روپے کا انتظام کردونگا اور جو کچھ بادشاہ وامراسے ہاتھ لگیگا وہ علاوہ ہوگا اب وہ روپے کہان ہین جا آج اور کل کی مہلت ہے پرسون تک اگر حاضر نہ کرسکے گا

تو تیری کھال کھچوا لونگا آصف جاہ نادر شاہ سے رخصت ہو کر برہان الملک کے پاس آیا اور
نادر شاہ کی ساری تقریر سُنا کر کہا کہ بھائی آج یہ آفت ہمارے سر پر ہے کل تمھاری خیر نہیں اب
کوئی صورت آبرو بچانے کی باقی نہیں ہے مین وہی آصف جاہ ہون کہ کئی بار دکن کو فتح کیا ہے
مدۃ العمر مین ۸۷ لڑائیان سر کی ہین تُف ایسی زندگی پر کہ بڑھاپے مین ایک گدلے قزلباش مجھ
بے نام و نشان اگر میرے ساتھ ایسا سلوک کرے مین تو اب اس بات کو بہتر جانتا ہون کہ اپنی
جان کو ہلاک کر ڈالون اور زہر کا پیالہ پی لون میرے اور نادر کے سوال و جواب قیامت مین
ہونگے برہان الملک صاف دل تھے اُنھون نے آصف جاہ سے کہا کہ آپ اپنے مکان کو تشریف
لیجائے کہ مین بھی ایسا ہی کرونگا۔ آصف جاہ رخصت ہو کر اپنے مکان کو گیا اور برہان الملک نے
ایک شربت کے پیالے مین زہر ملا کر پی لیا اور چادر تان کر سو رہے اور مر گئے مگر نظام الملک نے
زہر نہین کھایا آرام سے اپنے دیوان خانے مین سو گیا جب بیدار ہوا اور برہان الملک کی خودکشی
کی خبر سُنی تو بظاہر تاسف کیا اور باطن مین مسرور رہا۔ عماد السعادت کا مؤلف کہتا ہے کہ
یہ حکایت محض بے اصل ہے حقیقت حال یہ ہے کہ برہان الملک کے چند ماہ سے دُنبل نکلا تھا
اور کرنال کی جنگ مین وہ موجود تھا اُسی صدمے سے وہ مر گئے اُنکے اور آصف جاہ کے درمیان
ہرگز عداوت نہ تھی اور دلیل اسپر یہ ہے کہ آصف جاہ کا پوتا عماد الملک ایک شب اپنے ایک دوست
سے بیان کرتا تھا کہ برہان الملک بڑی خوبی کے آدمی تھے ہمارے دادا اُنکو قمر الدین خان وزیر سے
زیادہ عزیز رکھتے تھے کیونکہ قمر الدین خان تو ہمارے رشتہ دار تھے اور برہان الملک باوجود اجنبیت
کے پیسے بیٹے سے سلوک کرتے تھے عماد الملک جب یہ بات کہہ چکا تو اُسکے دوست نے کہا بھلا کوئی سلوک
بیان تو کرو اُسنے کہا کہ ایکبار محمد شاہ نے میرے والد کو بعض دشمنون کے اغوا سے پیش خانے کے
پیادون کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ تا حکم ثانی اسے قید رکھین۔ والد نے قمر الدین خان کو لکھا کہ آپ

اس وقت دستگیری فرمائین کیونکہ والد تو دکن مین ہین اور مخالف لوگ داؤن مین سے لگے ہین
اور بادشاہ کو غصّے کر دیا ہے آپ باپ کی جگہ ہین اُنھون نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت مختار اور
جان و مال کے مالک ہین ہم سب اُنکے غلام ہین وہ جو کچھ کرتے ہین خوب کرتے ہین ۔ مین
بندگان اقدس کی مرضی کے خلاف عرض کرنے کے طاقت نہین رکھتا ہون والد نے جب یہ
جواب سُنا تو زندگی سے قطع امید کی اور اس بات پر آمادہ ہوے کہ انگوٹھی سے ہیرا نکالکرا ور
پیس کر کھالین اس اثنا مین بُرہان الملک جو دربار مین آئے ہوے تھے اُنھون نے بھی یہ حال
سُن لیا آتش غضب بھڑکنے لگی اور بادشاہ کے پاس پہونچے تو خشم آلود اور چین بجبین کھڑے
رہے بادشاہ نے اس حال کا سبب دریافت کیا ۔ برہان الملک نے عرض کیا کہ غلام سخت حیران ہے
اور نہایت متعجب ہے کہ قلعہ کیون نہین منہدم ہو جاتا کہ آصف جاہ نے رکاب سعادت مین
بڑی مستعدی سے خدمات کین اور اُس کا بڑا بیٹا جو حضور کا جان نثار ہے ایک ادنیٰ آدمی
کی وجہ سے پیش خانے کے سپاہیون کے پاس نظر بند ہے جو کچھ اُسکے باپ نے خدمات کین اُن کو
اس طرح یک لخت بھلا دینے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس غلام کی داڑھی بھی عنقریب اپنے خون سے
رنگین ہوگی ۔ یہ بات کہی اور پیش خانے مین آکر میرے باپ سے کہا کہ تم یہان کیون بیٹھے ہو
تمھارا سسر نامرد ہے اُس سے کچھ توقع مت رکھو میرے ساتھ چلو دیکھون تو کون ایسی ہمّت رکھتا
ہے کہ مجھ سے تمکو چھڑا لے گا ۔ اُسنے بہت الحاح کیا کہ بادشاہ کے بے حکم اُٹھنا اچھّا نہین ۔ برہان الملک
نے نہ مانا اور اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین مضبوط پکڑکر اپنی پالکی مین بٹھا کر قلعہ سے نکالکر اُسکی حویلی
مین پہونچا دیا اور کہا کہ میرا سر آصف جاہ کے فرزندون پر نثار ہے ۔ اگر اب کوئی فوج قلعہ سے آئے
تو خدا کے لیے یہ نکرنا کہ خاموشی کے ساتھ اُسکے ہمراہ چلے جاؤ ۔ بلکہ مجھے خبر کر دینا اُسی وقت پہونچکر
تمھارے باپ کی اُن مہربانیون کا جو میرے اوپر ہین حق ادا کرونگا ۔ عماد الملک نے یہ قصّہ بیان

کر کے کہا کہ دادا صاحب اس حال کو سنکر برہان الملک کے بہت ممنون ہوے جب تھوڑے دنون کے بعد دکن سے دہلی کو آئے اور برہان الملک اُنسے ملنے کو گئے تو لب فرش تک استقبال کیا اور ایک مسند پر بیٹھے اور اُس دن سے دونون مین محبت بڑھگئی۔

برہان الملک کے طبعی عادات

برہان الملک عجیب سعید اور باوفا آدمی تھے اپنے تا دام الحیات یہ دستور رکھا کہ جب راہ نواب سربلند خان کی سواری ملتی تھی تو ہاتھی سے اُترکر اُنکو بڑے ادب سے سلام کرتے تھے جب مبارز الملک سربلند خان دلاور جنگ سنہ ۱۱۴۲ھ مین صوبہ داری گجرات سے معزول ہوا اور اُسکی جگہ مہاراجہ ابھے سنگھ پسر اجیت سنگھ والی جودھپور مقرر ہوا تو سربلند خان دلّی کیطرف لوٹا بادشاہ کے حکم سے آگرے مین ٹھہر گیا یہان سپاہ نے تنخواہ کے لیے اُسپر بلوا کیا سعادت خان نے مروت کی وجہ سے تنخواہ کو اپنے ذمّے لے لینا چاہا مگر سربلند خان نے نہ مانا اور اسباب فروخت کرکے سپاہ کی تنخواہ ادا کی۔

سعادت خان کی پیشانی پر یہ بدنامی کا داغ ضرور رہا کہ اُنھون نے نادر شاہ کے ہاتھون دلّی کو برباد کرادیا تاریخ مظفری مین ہے "روز دیگر فردوس آرام گاہ خلعت میر بخشی گری بنظام الملک فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خان برہان الملک کہ امیدوار این خدمت بود از حد کبیدہ خاطر گشت و نادر شاہ را بر رفتن دار الخلافۃ شاہجہان آباد ترغیب نمودہ داد نمکحرامی ادا کرد و خزائن و دفائن آنجا گوش زد کرد" مفتاح التواریخ مین بھی اس بات کی تصریح کی ہے "از گفتن او نادر شاہ از میدان قتال کرنال بہ بہانہ ضیافت در قلعہ شاہجہان آباد داخل شدہ و الّا ارادۂ نادر شاہ چنین نبود چنانچہ تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد چنین یافتہ اند ع

بے سعادت نمک حرام بمرد

۱۱۵۲ھ ایک دن برہان الملک اور عمدۃ الملک محمد شاہ کے حضور مین حاضر تھے نواب نے امیر خان پر طعن کرکے کہا ؎

پسرِ نوح با بدان بنشست خاندانِ نبوتش گم شد

یعنی تو کہ شاہ نعمت اللہ کی اولاد مین سے ہے نامعقول وضع رکھتا ہے امیر خان نے جواب مین کہا سچ ہے ؎

سگِ اصحابِ کہف روزے چند پئے نیکان گرفت مردم شد

یعنی تم کہ گمنام تھے اِس مرتبے کو پہونچگئے عمدۃ الملک زنانہ اطوار رکھتا تھا آنکھون مین کاجل لگاتا تھا دانتون پر مسّی ملتا تھا ہاتھ پیرون مین مہندی لگاتا تھا انگوٹھی چھلّے اور تعویذ اور دونون کانمین بالے پہنتا تھا۔

برہان الملک نہایت کارطلب امیر تھے جبروت کے ساتھ رعیت پروری بھی مزاج مین تھی نہایت مدبّر شجاع اور منتظم تھے۔ مرتے وقت خزانے مین نقد نو کرور روپے چھوڑے جیساکہ عماد السعادت مین لکھا ہے مگر یہ سراسر مبالغہ ہے۔

طبیعت موزون تھی شعر بھی کہتے تھے امین تخلص کرتے تھے میر عبدالعلی طالع تخلص ایک غزل کے مقطع مین کہتا ہے ؎

طالع این مصرع نواب دل از دستم برد دل غمگین بکسے دادہ ام و یادم نیست

دوسرا مصرع امین کا ہے ریاض الشعرا مین علی قلی خان داغستانی نے اُنکے نام سے یہ شعر لکھا ہے ؎

زکدام رہ بیایم کہ بچشم تو در آیم کہ بگرد چشم مستت ہمہ نیزہ سپاہ ہست

نواب سعادت خان بُرہان الملک کا جانشین

قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب برہان الملک کے مرنے کے بعد اُنکے بیٹے کو جو چھوٹا تھا

بادشاہ کے ہان سے خلعت عطا ہوا۔ قضارا وہ عارضۂ چیچک یا کسی اور مرض مین بچپن ہی مین مرگیا تو مرزا مقیم کو جو نواب بُرہان الملک کے داماد تھے اصالۃً خلعت مرحمت ہوا جنھون نے اپنی یاوری اقبال سے صفدرجنگ کا خطاب پایا۔

اولاد نواب سعادت خان

نواب سعادت خان بُرہان الملک کے ہندوستان مین ایک بیٹا اور پانچ بیٹیان پیدا ہوئین بڑی بیٹی صدر جہان بیگم دوسری نور جہان بیگم تیسری ہما بیگم عرف بندی بیگم چوتھی محمدی بیگم پانچوین آمنہ بیگم۔ اور بیٹا برہان الملک کے بعد حالت طفلی مین مرگیا جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی تو اُنکی اول یہ منشا ہوئی کہ اپنے بھتیجے نثار محمد خان شیر جنگ سے بیاہ دین لیکن چونکہ وہ لونڈے بازی مین مصروف رہتے تھے اسلیے اپنی بڑی بہن کے بیٹے مرزا مُقیم ابن جعفر خان بیگ کو نیشاپور سے بلاکر صدر جہان کی اُنسے شادی کردی۔ انکا عرف نواب بیگم ہے۔ اور جب نواب کی دوسری بیٹی نور جہان بیگم عرف ہنگا بیگم دس برس کی عمر کو پہونچی تو اپنی چھوٹی بہن کو جو میر محمد شاہ میر کی زوجیت مین تھی مع اُسکے بیٹے نصیر الدین حیدر خان بیگ کے نیشاپور سے بلواکر نور جہان بیگم کی شادی اپنے اُس بھانجے سے کردی۔ نواب کی تیسری بیٹی ہما بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان سے منسوب ہوئی تھی جو اپنے باپ سیادت خان کے خطاب کے ساتھ مخاطب تھے چوتھی بیٹی محمدی بیگم کا ازدواج نواب محمد قلی خان ابن مرزا محسن برادر مرزا مقیم کے ساتھ ہوا۔ اور پانچوین بیٹی آمنہ بیگم کا بیاہ سید محمد خان سے ہوا جیساکہ قیصر التواریخ مین ہے اگر یہ وہی سید محمد خان ہے جو نواب کا بھتیجا ہے تو ہما بیگم کے انتقال کے بعد آمنہ بیگم اسکے نکاح مین آئی ہوگی اور اگر کوئی دوسرا شخص ہے تو خیر یا کاتبون کی غلطی سے نام بدل گیا ہے۔

انمین سے صدر جہان بیگم زوجۂ نواب صفدر جنگ خانم صاحبہ بنت نواب محمد تقی خان صوبہ دار

اکبرآباد کے بطن سے تھی اور باقی چار بیٹیاں بی بی صاحبہ سے تھیں بعض تواریخ میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن محمد فیض بخش نے فرح بخش میں والدہ شجاع الدولہ کی نسبت کہا ہے کہ "بعمر ہفت سال ہمراہ والدین در سنہ یکہزار و یک صد و بست از نیشاپور وارد شاہجہان آباد شدہ بودند"

منصب کی توضیح

برہان الملک کے بیان میں مذکور ہے کہ ایک بار انکو منصب ہزاری دوبارہ منصب ڈیڑھ ہزاری تیسری بار پنج ہزاری چوتھی بار ہفت ہزاری ملا۔ سمجھنے کے لیے ان منصبوں کی تھوڑی سی تفصیل آئین اکبری سے یہاں لکھتا ہوں۔ اس کتاب میں بیان کیا ہے کہ اکبر شہنشاہ ہندوستان نے دہ ہزاری تک منصب مقرر کیے تھے پھر اس میں ہر ایک کے باعتبار تنخواہ کے تین تین درجے تھے ان منصبوں میں سے پنجہزاری تک نوکروں کو ملتا تھا اس سے آگے بادشاہ کے بیٹوں کے واسطے مخصوص تھا۔ ہر ایک منصب والے کے لیے گھوڑے ہاتھی باربرداری اور تنخواہ خصوصیت کے ساتھ مقرر تھی۔ مثلاً۔

منصب ہزاری کے لیے گھوڑوں میں عراقی ۱۰۔ مجنس ۱۰۔ ترکی ۲۱۔ یابو ۲۱۔ تازی ۲۱۔ جنگلہ ۲۱۔ ہاتھیوں میں شیرگیر ۷۔ سادہ ۸۔ منجھولہ ۶۔ کرہہ ۷ پھندرکیہ دو۔ باربرداری میں اونٹ ۲۱ خچر ۴ گاڑی اور چھکڑے ۴۲۔ تنخواہ ماہانہ درجہ اول ۸۲۰۰ روپیہ درجہ دوم ۸۱۰۰ روپیہ درجہ سوم ۸۰۰۰ روپیہ۔

ڈیڑھ ہزاری گھوڑوں میں عراقی ۱۴ مجنس ۱۲ ترکی ۳۴ یابو ۳۴ تازی ۳۴ جنگلہ ۳۴۔ ہاتھیوں میں شیرگیر ۹ سادہ ۱۰ منجھولہ ۸ کرہہ ۷ پھندرکیہ ۲ باربرداری میں شتر ۳۴ خچر ۵ گاڑی اور چھکڑے ۵۰ تنخواہ ماہانہ درجہ اول دس ہزار روپیہ درجہ دوم نو ہزار آٹھ سو روپیہ

درجہ سوم نو ہزار سات سو روپیہ۔

ششہزاری اسپ عراقی ۳۴۴ مجنس ۴۴ ترکی ۶۸ یابو ۶۰ تازی ۷۶ جنگلہ ۶۶ ہاتھی شیرگیر ۲ سادہ ۳۰۵ منجھولہ ۲۰ کرہمہ ۲۰ پھندرکیہ ۱۰ اونٹ ۸۰ خچر ۲۰ چھکڑے اور گاڑی ۱۶۰

تنخواہ درجۂ اول تیس ہزار روپیہ درجۂ دوم انتیس ہزار روپیہ درجۂ سوم ۲۸ ہزار روپیہ

ہفت ہزاری اسپ عراقی ۴۹ مجنس ۹۴ ترکی ۹۰ یابو ۹ تازی ۸۰ جنگلہ ۶۰ فیل شیرگیر ۳۰ سادہ ۳۴ منجھولہ ۲۷ کرہمہ ۲۷ پھندرکیہ ۱۱۲ اونٹ ۱۱۰ خچر ۲۷ گاڑی چھکڑے ۲۴ ماہانہ ۴۵۰۰۰ روپیہ

نسب مرزا مقیم المخاطب بہ نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ

قبل اسکے کہ اس خاندان کے حسب و نسب سے بحث کی جائے یہ امر ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ والیان اودھ قوم کے مغل نہ تھے بلکہ انکی قوم ترکمان قبیلہ قرا قوئیلو تھی قوم مغل اور قوم ترکمان میں فرق کیا ہے اسکے سمجھنے کے واسطے یہ واقعات کہ تقسیم اقوام کہانسے شروع ہوئی قابل لحاظ ہیں ملک تاتار جسکو زمانہ قدیم میں سفدیا (سدیا) کہتے تھے جو بحر الکاہل سے بحیرہ خزر (جھیل کسپین) چین ہندوستان اور ایران کے شمال میں پھیلا ہوا ہے اس میں بہت سی خانہ بدوش قومیں آباد تھیں اور وہ قومیں ان چار بڑے طبقوں پر منقسم ہوئیں جن سے یہ جُداجدا قومی سلسلے قائم ہوئے۔

(۱) ٹنگس یا (مانچو) وہ ہیں جو مشرقی حصہ یعنی مانچوریہ میں آباد تھے اور جنھوں نے چین فتح کرکے دوبارہ سترھویں صدی عیسوی سے اپنی سلطنت قائم کی۔

(۲) تنگت یا تبتی وہ قوم ہے جو ہندوستان کے شمال کی جانب تبت مین رہتی تھی اور جسنے ساتوین صدی عیسوی مین مذہب بودھ اختیار کیا۔

(۳) مغل وہ ہین جو مانچوریہ سے مغرب کی طرف مغلستان (منگولیا) مین رہتے تھے جو بڑے جنگجو تھے۔

(۴) ترک وہ لوگ ہین جو منگولیا کے مغرب سے بحیرۂ خزر اور کوہ یورال تک آباد تھے۔ جنھون نے خراسان۔ ماوراالنہر شام روم و مصر وغیرہ پر حکومت کی چنانچہ سلجوق۔ اتابک خوارزم شاہی بادشاہ اور انکی تمام شاخین اور ہندوستان کے وہ تمام مسلمان خاندان جو محمد غوری سے ابراہیم لودھی تک ہند پر حکمران رہے۔ ترکمان بھی انھین مین سے ہین بعض نے وجہ تسمیہ ترکمان کی یہ لکھی ہے کہ جب ترکون نے توران و روم سے ایران مین نقل مکانی کی تو انکی اولاد ایرانین ترکمان کہلانے لگی اور صاحب حبیب السیر نے لکھا ہے کہ چونکہ یہ لوگ بہ نسبت ترکون کے کم رتبہ ہین اسلیے ترکمان کہلاتے ہین مان تشبیہ کا فائدہ دیتا ہے یعنی ترکون کی مانند ترکمانون مین دو قومین ہین ایک سفید اور دوسری سیاہ پہلی کو آق قوینلو اور دوسری کو قراقوینلو کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ جنکے جھنڈون اور پھریرون پر سفید بھیڑ کی تصویرین ہوتی تھین وہ سفید بھیڑ والے ترکمانون کے نام سے مشہور ہوے اور جنکے جھنڈون اور پھریرون پر سیاہ بھیڑ کی تصویرین ہوتی تھین وہ سیاہ بھیڑ والے ترکمان کہلاتے تھے ابوالمنصور خان صفدر جنگ قرا یوسف بن قرا محمد بن بیرم کی اولاد سے ہین جو سیاہ بھیڑ والے ترکمانون مین سے تھا مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ قرا یوسف بن قرا محمد کے اسلاف خانہ بدوش تھے اور ترکستان کے جبال عارف مین رہتے تھے سلطان اویس جلائر بغدادی نے قرا یوسف اور اسکے باپ اور دوسرے رشتہ دارون کو اپنے چوپایون کے چرانے اور انکی نگہداشت و خدمت کے کام پر مقرر کر دیا تھا۔ امیر تیمور کی ملک گیری

کے زمانے مین قرا یوسف کو بھی ملک گیری کی ہوس ہوئی اور ترکمانون کو جمع کرکے لوٹ مار شروع کی اور آذربائجان و آرمینا وغیرہ بعض ملکون پر قبضہ کر لیا امیر تیمور نے اُسپر اور سلطان احمد پسر سلطان اویس جلائر پر چڑھائی کی اس وقت مین جیسا کہ کتاب ہفت اقلیم مین لکھا ہے بایزید ایلدرم نے جو سلاطین عثمانیہ روم کے اجداد مین سے ہے ان دونون کی حمایت کی اور آخر کار مقابلے مین قید ہوا اور وہ دونون بھی مصر کی طرف بھاگ گئے حبیب السیر کی جلد سوم کے جزو سوم مین مذکور ہے کہ جس زمانے مین قرا یوسف ترکمان مصر مین پناہ گزین تھا تو وہان اُس کے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام پیر بداق ہے احمد جلائر بغدادی بھی ان دنون وہین پناہ گزین تھا جسنے اُس لڑکے کو اپنی فرزندی مین لے لیا یہ لفظ غین معجمہ سے بداغ بھی آیا ہے چنانچہ اس سجع سے کہ اُس کا نتیجۂ فکر ہے ظاہر ہے ؎

نامم بداغ بندۂ با داغ حیدرم ہر جا شہے ست درہمہ عالم غلام ماست

سنہ ۸۰۸ھ مین امیر تیمور کی وفات کے بعد قرا یوسف نے پھر سر اُٹھایا اور قلعۂ آذربائجان کو فتح کر لیا تیمور کے انتقال کے بعد مرزا ابوبکر بن میران شاہ اور اُسکے بھائیون مین باہم جنگ و جدل شروع ہوئی تو قرا یوسف اور سلطان احمد جلائر نے ملکر کردستان مین بھی اپنی حکومت قائم کر لی سنہ ۸۱۰ ہجری مین قرا یوسف نے لشکر عظیم لیکر تبریز پہ یورش کی اور یہان امیر تیمور کے بیٹے میران شاہ کو قتل کیا سنہ ۸۱۳ ہجری مین سلطان احمد جلائر کو قرا یوسف کی ملک گیری پر حسد پیدا ہوا اور اُسنے بغداد سے قرا یوسف پر حملہ کیا جسمین وہ شکست کھا کر مارا گیا۔ جس سے خاندان جلائر کا خاتمہ کر دیا۔ قرا یوسف نے بغداد کو بھی فتح کرکے اپنی سلطنت مین شامل کر لیا سنہ ۸۱۴ھ مین قرا یوسف پر شاہ رُخ مرزا بن امیر تیمور نے چڑھائی کی قرا یوسف ساز و سامان کے ساتھ مقابلے کو تبریز سے نکلکر مقام اوجان مین آیا اور ابھی دونون لشکر لڑائی مین مصروف

نہین ہوسے تھے کہ قرا یوسف کو ہیضہ ہوا اور درد شکم کے صدمے سے انتقال کیا۔ بایسنغر بن شاہرخ مرزا نے تبریز پر قبضہ کر کے شاہرخ کے نام کا خطبہ پڑھا جب شاہرخ فتح تبریز سے فارغ ہو کر واپس ہوا تو قرا یوسف کے بیٹے اسکندر نے جو شاہرخ کی فوج سے بھاگ گیا تھا پھر آذربائجان پر قبضہ کر لیا شاہرخ نے دوبارہ چڑھائی کی تو اسکندر ۲۹ رجب ۸۲۴ھ ہجری کو شکست کامل پاکر روم کی طرف بھاگ گیا اور ۸۳۸ھ ہجری تک بالکل کمزور ہو گیا اور اپنے بیٹے قباد کے ہاتھ سے ۸۴۱ھ ہجری مین مارا گیا۔ آخرکار شاہرخ نے اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے جہان شاہ برادر اسکندر کو ملک واپس دیدیا بایسنغر جب تک زندہ رہا جہان شاہ زور نہ پکڑ سکا یہ شخص شاہرخ مرزا کا بیٹا اور بابر کا باپ تھا یہ اُسکا شعر ہے ؎

گدائے کوئے جانان بادشاہیست　　گدائے کوئے او شد بایسنغر

بایسنغر کی وفات کے بعد جہان شاہ نے بڑا عروج پایا۔

مفتاح التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے بیٹے کا نام بھی پیر بداغ تھا اور آخر مین اپنے اس بیٹے سے ناراض ہو گیا تھا وہ باپ سے ڈر کر شیراز سے بھاگ کر بغداد کو چلا گیا جہان شاہ نے اسکا محاصرہ کر لیا پیر بداغ نے عاجز ہو کر اطاعت کی لیکن ۲۴ ذیقعدہ ۸۷۱ھ ہجری کو باپ کے حکم سے مارا گیا۔ بعد اسکے جہان شاہ نے دیار بکر کی تسخیر کا ارادہ کیا وہان ستر برس کی عمر مین ۸۷۲ھ ہجری مین امیر حسن بیگ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس موقع پر اسکے سب اُمرا اور اولاد ہلاک ہو گئے اس واقعے کے بعد سے قرا یوسف کی ثروت مستاصل ہو گئی بعض کہتے ہین کہ بداغ جہان شاہ کا بھتیجا تھا۔ عماد السعادت۔ قیصر التواریخ کی جلد اول اور وزیرنامے وغیرہ مین لکھا ہے کہ جہان شاہ کے بعد حسن علی مرزا اپنے باپ کا جانشین تخت ہوا۔ ۸۷۲ھ ہجری مین سفید بھیڑ والے ترکمانون کا سردار اوزون حسن اس بادشاہ کو شکست دیکر

نصف حصۂ ملک پر قابض ہو گیا اسی سنہ مین حسن علی شاہ کے انتقال کے بعد شاہ ناصر مرزا
تخت آبائی پر جلوہ افروز ہوا۔ مگر صرف ایک سال سلطنت کی تھی کہ انتقال ہو گیا افضل التواریخ
مین اس بادشاہ کا نام چھوٹ گیا ہے ۸۵۵ھ مین شاہ منصور مرزا ابن شاہ ناصر مرزا
تخت نشین ہوا مگر اسکے عہد مین خاندان صفویہ کا ایران مین دور دورہ شروع ہو چکا تھا
عنان حکومت شاہ اسمعیل صفوی کے ہاتھ مین تھی خاندان صفویہ کا اقبال کمال عروج پر تھا
چنانچہ پندرھوین صدی عیسوی کے شروع شروع مین شاہ صفوی نے ترکمانون کی قوت
کا استیصال کرنا چاہا اور منصور مرزا پر چڑھائی کر دی یہ شخص دور اندیش تھا یہ سمجھکر کہ مین
تاب مقاومت نہ لا سکونگا مقابلہ کرنا مناسب وقت نہ سمجھا بلکہ جس وقت شاہ اسمعیل داخل
مملکت تبریز ہوا منصور مرزا نے نہایت تپاک کے ساتھ اسکا استقبال کیا اور بلا عذر
عنان حکومت اُسکے ہاتھ مین دیدی بعض کہتے ہین کہ شاہ عباس اول نبیرہ شاہ طہماسپ
صفوی تبریز کو تسخیر کر کے منصور مرزا کو اپنے ساتھ نیشاپور کو لے گیا اور اُسکے لیے جاگیر مقرر کر دی
لیکن اس قول کی صداقت مین کلام ہے اسلیے کہ شاہ عباس ماضی نے جب تبریز پر
چڑھائی کی تو اُس وقت وہ سلطنت عثمانیہ کے قبضے مین تھا نہ منصور مرزا کے چنانچہ جلد ہشتم
روضۃ الصفا مین ذکر فتوح آذربائجان و تبریز کے ضمن مین لکھا ہے کہ آذربائجان اور تبریز پر
سلطنت عثمانیہ کا قبضہ تھا اور روم کی طرف سے علی پاشا یہان حاکم تھا۔ اُس سے اور
غازی بیگ کرد سے اس زمانے مین جھگڑا پیدا ہو گیا علی پادشا نے اروان اور نخچوان اور
تبریز کا لشکر جمع کر کے غازی بیگ پر چڑھائی کی اُسنے اپنے بیٹے ابدال کو شاہ عباس ماضی
کے پاس استمداد کے لیے بھیجا۔ شاہ نے اس موقع کو نہایت غنیمت جانا کیونکہ اسوقت مین
تبریز رومیون سے خالی تھا اور تیاری کر کے ارادۂ سفر مازندران کی شہرت دیکر ربیع الثانی

۱۲ ۱۰ھ ہجری کو اصفہان سے کوچ کیا اور حدود قزوین سے گذر کر چھ دن مین تبریز پہونچگیا اور گیارھوین دن تبریز سے ۳ فرسنگ کے فاصلے پر مقام کیا۔ رعایا یہان کی تمام شیعہ تھی اسلیے وہ شاہ عباس کے آنے سے بیحد خوش ہوئی اور سہل طور پر اُسے وہان قبضہ میسر ہوگیا تبریز نہایت خراب و ویران ہو رہا تھا اسلیے کہ عرصۂ بیس سال تک عثمانیہ فوج کے صدمات اُٹھاتا رہا علی پاشا غازی بیگ سے صلح کرکے عباس کے مقابلے کو آیا اور شکست پائی تبریز پر شاہ عباس کا قبضہ مستقل ہوگیا اب ہم اصل سلسلۂ بیان کی طرف رجوع کرتے ہین اور انھین معمولی تواریخ اودھ کی سند سے لکھتے ہین کہ منصور مرزا کا بیٹا محمد قلی خان بیگ ہوا۔ اس کا بیٹا جعفر خان[۱] بیگ تھا اور اسکا بیٹا محمد قلی خان[۲] بیگ ثانی ہوا اس محمد قلی خان بیگ دوم کے دو بیٹے تھے (۱) بڑا محمد شفیع خان بیگ (۲) چھوٹا جعفر قلی خان بیگ۔ بعض لوگ اس شخص تک منصور مرزا کی اولاد کو والی نیشاپور لکھتے ہین اور اسکی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی۔

بہرصورت مرزا شفیع خان بیگ پسر محمد قلی خان بیگ کی چار بیٹیان تھین انمین سے ایک بیٹی مرزا مسیح سے بیاہی گئی جس کی سیادت مین کلام ہے۔ اس لڑکی کے مرزا مسیح سے دو بیٹے پیدا ہوے ایک کا نام محمد علی خان اور دوسرے کا مرزا رحیم خان تھا محمد علی خان ابن مرزا مسیح کے بیٹے مرزا حسین خان کی شادی نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی اور وہ لاولد فوت ہوا اور محمد علی خان کی ایک بیٹی بھی تھی جو نواب سالار جنگ کے فرزند سے منعقد ہوئی تھی اور اسکی اولاد عالم طفولیت مین مرگئی۔ مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین ایک بیٹی ایک بیٹا پیدا ہوا

---

[۱] اس نام کو کہین جعفر بیگ خان لکھا ہے ۱۲ [۲] اس نام کو کہین محمد بیگ قلی خان لکھا ہے اور کہین محمد قلی بیگ خان بھی آیا ہے ۱۲ [۳] اس نام کو کہین جعفر بیگ خان ثانی لکھا ہے ۱۲

بیٹی مرزا مینڈھو پسر نواب شجاع الدولہ سے بیاہی گئی اور مرزا رحیم خان کے بیٹے کا نام مرزا مسیح تھا
جن کی پنشن ریاست لکھنؤ اور سرکار انگریزی سے سو سو روپیہ ماہوار کی مقرر تھی۔ سرکار انگریزی
مین اُنھون نے ضلع آگرہ مین تحصیلداری کی خدمات انجام دی تھین جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی
سے پنشن پاتے تھے اور فساد لکھنؤ سے قبل مر گئے۔ شفیع خان بیگ کی دوسری بیٹی ہما بیگم کا
میر عبداللہ سے بیاہ ہوا تھا جسکے بطن سے میر عبداللہ سے تین بیٹے پیدا ہوے نصیر الدولہ
نواب عبدالمطلب خان اور مرزا حیدر علی خان اور مرزا اکبر علی خان یہ سب بے اولاد مر گئے
بجز مرزا عبدالمطلب خان کے جنکی ایک بیٹی تھی جو مرزا مسیح ابن مرزا رحیم خان سے بیاہی گئی
میر عبداللہ کا نسب امام حسن علیہ السلام تک پہونچتا ہے اور تیسری بیٹی جو اپنی تمام بہنون سے
چھوٹی تھی مرزا یوسف سے منعقد ہوئی افضل التواریخ مین لکھا ہے کہ یہ مومنہ نجف گڑھ مین
خیمے کی چوب کے صدمے سے ہلاک ہوئی اس سے چار بیٹے پیدا ہوے تھے (۱) سید محمد خان
(۲) مرزا شاہ میر خان (۳) مرزا امیر خان جیسا کہ افضل التواریخ مین ہے (۴) مرزا جعفر
چوتھی بیٹی مرزا شفیع خان نے اپنے بھتیجے عزت الدولہ مرزا محسن سے بیاہی جو میر محمد امین
سعادت خان برہان الملک کے بھانجے اور مرزا مقیم المخاطب بہ صفدر جنگ کے بڑے
بھائی تھے۔

جعفر قلی خان بیگ ابن محمد قلی خان بیگ کی شادی میر محمد امین المخاطب بہ نواب
برہان الملک کی حقیقی بہن سے ہوئی تھی جن کے دو بیٹے پیدا ہوے بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن
تھا اور چھوٹے کا مرزا مقیم تھا یہی صفدر جنگ ہوے۔ مرزا محسن ابھی چار برس کے تھے اور
مرزا مقیم چھ مہینے کے جو انکی ماں نے انتقال کیا۔ مرزا مقیم کو اُنکی خالہ نے جو محمد شاہ میر پسر میر
محمد یوسف کے ساتھ منعقد تھی اپنا دودھ پلا کر پرورش کیا تھا اور یہ دونون بھائی اپنی

خالہ کے گھر مین جوان ہوے۔

مرزا محسن (جنھون نے ۲۹ ذی الحجہ ۱۱۶۳ہجری شب چہارشنبہ کو عارضۂ ہیضہ مین انتقال کیا تھا) اُنکی شادی اُنکے چچا محمد شفیع خان بیگ کی بیٹی سے ہوئی تھی جیسا کہ اوپر بیان ہوا جس سے اُنکے دو بیٹے اور دو بیٹیان پیدا ہوئین بڑے بیٹے کا نام جعفر قلی خان عرف مرزا بزرگ تھا۔ اور چھوٹے بیٹے کا نام محمد قلی خان عرف مرزا کوچک تھا اور انھین آغا بابا بھی کہتے تھے۔ مرزا محسن کی دونون بیٹیونمین سے بڑی بیٹی لاولد فوت ہوئی اور چھوٹی بیٹی مرزا ابوتراب خان بن مرزا ابوطالب خان سے منعقد ہوئی جو نواب صفدرجنگ کے پھوپی زاد بھائی تھے اور نسب اُن کا سادات حسینی تھا اور اُنکے دادا مرزا فخرالدین محمد خان مشہد مقدس مین حضرت امام رضا کے روضے کے متولی تھے۔ مرزا ابوتراب خان داماد مرزا محسن کے دو بیٹے پیدا ہوے۔ بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد ابراہیم خان اور عرف مرزا سید تھا اور چھوٹے کا مرزا ابوطالب خان نام تھا۔ ابوطالب خان کا بیاہ نصیرالدولہ محمد علی شاہ بن نواب سعادت علی خان بن نواب شجاع الدولہ خلف نواب صفدرجنگ کی حقیقی بہن فاطمہ بیگم نامی کے ساتھ ہوا اور اُنکے تین بیٹے پیدا ہوے جنکے یہ نام ہین مرزا ابوتراب خان اور مرزا ابوالقاسم خان اور مرزا ابوالحسن خان عرف مرزا امین انمین سے مرزا ابوتراب خان کی شادی غازی الدین حیدر خان بن نواب سعادت علیخان کی نواسی حاجی بیگم سے ہوئی اور مفخرالدولہ ابوالقاسم خان حاجی بیگم کی دوسری بہن زہرہ بیگم سے بیاہے گئے یہ دونون لڑکیان نواب محسن الدولہ کی حقیقی بہنین تھین جو پوتی بیگم بنت غازی الدین حیدر کے بطن سے تھین۔ مرزا منیرالدولہ ابوالحسن عرف مرزا امین نصیرالدولہ محمد علی شاہ بن نواب سعادت علی خان کی چھوٹی بیٹی نواب روشن آرا بیگم سے بیاہے گئے مرزا محسن کے بڑے بیٹے

جن کا نام جعفر قلی خان اور عرف مرزا بزرگ تھا میر شاہ میر کی چھوٹی بیٹی سے جو چھوٹی بی بی کے نام سے مشہور تھی بیاہے گئے انکے ایک بیٹا مرزا شفیع خان نامی پیدا ہوا تھا جب مرزا شفیع خان نیشاپور سے ہندوستان مین آئے تو نواب شجاع الدولہ نے اُنکو اپنی سپاہ مین رسالہ دار کردیا اور آمنہ بیگم کی بیٹی کے ساتھ جو میر محمد امین المخاطب برہان الملک کی نواسی تھی اُنکی نسبت ہوئی لیکن ابھی رخصت عروس نے نہپائی تھی کہ نواب شجاع الدولہ نے انتقال کیا اور مرزا شفیع خان دلی کو چلے گئے نجف خان ذوالفقار الدولہ کے انتقال کے بعد دلّی کے امیر الامرا ہوے محمد بیگ خان ہمدانی نے دغا سے مار ڈالا مرزا بزرگ کے ایک بیٹا اور بھی تھا جو چھوٹی بی بی کے علاوہ ایک اور عورت کے بطن سے تھا اسکا نام زین العابدین خان تھا جو مرزا شفیع سے عمر مین بڑا تھا زین العابدین خان کا ازدواج نواب محمد قلی خان کی بیٹی بڈھن بیگم کے ساتھ ہوا تھا۔ بڈھن بیگم برہان الملک کی بیٹی محمدی بیگم کے بطن سے تھی زین العابدین خان کے بڈھن بیگم کے بطن سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوے۔ بیٹی بن بیاہی مرگئی بیٹے کو مرزا بزرگ کہتے تھے اُنکا عقد نکاح نواب شجاع الدولہ کی بیٹی سے ہوا مگر اس بیگم کے بطن سے مرزا بزرگ کے کوئی اولاد نہ تھی البتہ دوسری بی بی سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوے اور وہ خود حالت جنون مین مرگئے بیٹے کا نام قائم علی خان تھا جو مرزا برہان الدین حیدر عرف مرزا جنگلی کی پوتی سے بیاہے گئے تھے اور قائم علی خان کی بہن مرزا جنگلی کے بیٹے نواب مرزا کے ساتھ منعقد ہوئی تھی جس کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوے اور نواب محمد قلی خان عرف مرزا کوچک بن مرزا محسن جو اپنے چچا صفدر جنگ کی طرف سے الہ آباد کے ناظم تھے اور شجاع الدولہ کے ہاتھ سے مارے گئے پہلے محمدی بیگم بنت نواب برہان الملک کے ساتھ بیاہے گئے تھے اُنسے ایک بیٹی بڈھن صاحبہ نامی پیدا ہوئی جس کا بیاہ زین العابدین پسر مرزا بزرگ بن مرزا محسن کے ساتھ ہوا۔ محمدی بیگم کے مرنے کے بعد محمد قلی خان نے

میر شاہ میر پسر میر محمد یوسف کی بڑی بیٹی عرف بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشاپور مین منسوب ہو چکے تھے اُس سے ایک بیٹا مرزا جعفر نامی پیدا ہوا۔ محمد قلی خان کا ایک بیٹا اور بیوی سے بھی تھا جس کا نام محمد علی خان ہے۔ محمد علی خان مرزا جعفر سے دو برس بڑا تھا محمد علی خان کا بیاہ نہوا مگر بیبیان بہت تھین محمد علی خان کے ۵ یا ۶ بیٹے اور چار بیٹیان تھین بڑا بیٹا مرزا احمد علی خان جسکی شادی ننھی بیگم بنت نواب سعادت علی خان سے ہوئی دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان پوتی بیگم بنت غازی الدین حیدر سے جو بادشاہ بیگم کے بطن سے تھی منسوب ہوا۔ پوتی بیگم کا انتقال نواب سعادت علی خان کے عہد مین ہو گیا ایک بیٹا محسن الدولہ اور دو بیٹیان حاجی بیگم اور زہرہ بیگم چھوڑین محسن الدولہ کی شادی نصیر الدولہ محمد علی شاہ کی بڑی بیٹی نواب سلطان عالیہ بیگم سے غازی الدین حیدر کے عہد حکومت مین ہوئی تھی۔ محسن الدولہ کے ایک بیٹے مرزا علی قدر کی شادی علی نقی خان وزیر واجد علی شاہ کی بیٹی سے ہوئی اور محسن الدولہ کی دونون بہنون کو بادشاہ بیگم زوجہ غازی الدین حیدر نے پرورش کیا تھا جنکی شادیان مرزا ابو تراب خان اور مرزا ابو القاسم خان ابنائے مرزا ابو طالب خان کے ساتھ ہوئین محمد علی خان کا تیسرا بیٹا اکبر علی خان ہے جس کی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے جو غازی الدین حیدر کے بڑے مقرب تھے ہوئی۔

فائدہ مفتاح التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا محسن کے نکاح مین نواب نجف خان ذو الفقار الدولہ کی بہن بھی آئی تھی اور خطاب ان کا نواب عزت الدولہ تھا مرزا مقیم خلف جعفر خان بیگ کو اُنکے مامون برہان الملک نے نیشاپور سے ہندوستان مین بلایا تو وہ حسب الطلب وطن سے روانہ ہند ہوے۔ سعادت خان برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کا عقد اُن سے کر دیا اور تھوڑے دنون کے بعد اپنے صوبے کی نیابت پر مقرر کر دیا۔ برہان الملک کی سفارش سے

محمد شاہ نے انھین ابوالمنصور خان صفدر جنگ خطاب عطا کیا[ف] اس خاندان مین نواب صفدر جنگ اپنی بیاہتا بیوی نواب صدر جہان بیگم بنت سعادت خان برہان الملک کے سوا مدت عمر مین کسی عورت سے واقف نہوے یہ بیگم نواب عالیہ کہلاتی تھین صفدر جنگ کے اکلوتے بیٹے کا نام جلال الدین حیدر تھا جنکو صفدر جنگ نے پہلے پہل احمد شاہ بن محمد شاہ سے توپخانے کی داروغگی دلاکر نائب میر آتش کر دیا تھا یہ شجاع الدولہ کے خطاب کے ساتھ مشہور و معروف ہین۔

فائدۂ جلیلہ یہ تمام حالات بیان کرنے کے بعد یہ بات بھی لکھنے سے چارہ نہین کہ فرست نامہ مین صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے کہ پدر منصور علی خان کا سہ سازے بود کئی کتابون مین دیکھا گیا ہے کہ ابوالمنصور خان کی جگہ منصور علی خان لکھا ہے اور یہ سہو ہے۔

صفدر جنگ کی مسند نشینی

جب برہان الملک نے انتقال کیا اور وہ دفن ہو چکے تو انکے بھتیجے شیر جنگ نے طہماسپ خان جلایر کے ذریعہ سے نادر شاہ کے حضور مین ایک عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ مین سعادت خان کے بڑے بھائی کا بیٹا ہون اور انکی جانشینی میرا حق ہے اور ابوالمنصور خان صفدر جنگ انکے بھانجے ہین بھتیجے کے موجود ہوتے بھانجے کو میراث نہین پہونچتی اسلیے امیدوار ہون کہ اپنے بھائی محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرمادین تاکہ صوبہ داری اودھ کی سند فدوی کو مرحمت ہو جائے اس اثنا مین راجہ لچھمی نرائن پسر راجہ ہر نرائن وکیل نواب برہان الملک نے ایک عرضی اس مضمون کی تیار کی کہ نواب برہان الملک کو شیر جنگ کے ساتھ صفائی دلی حاصل نہ تھی اگر صفائی دلی حاصل ہوتی تو وہ اپنی بیٹی صفدر جنگ کو نہ دیتے۔ برہان الملک کے مال و اسباب کے مالک صفدر جنگ

[ف] دیکھو جامع التواریخ ۱۲

ہین نہ شیر جنگ ملازمان بادشاہی مالک ہین۔ جسکو چاہین بخشین۔ صفدر جنگ مرد متین اور خدا ترس اور صاحب لیاقت اور وعدے کے پابند ہین اور تمام سپاہ اُنسے راضی ہے اور دو کرور روپیہ حضور مین پیش کرنے کو اُنھون نے مہیا کیا ہے۔ یہ عرضی عبدالباقی خان زنکیہ کے توسط سے نادرشاہ کے حضور مین بھجوا دی نادرشاہ نے دونون عرضیان ملاحظہ فرماکر محمد شاہ سے صفدر جنگ کے واسطے خلعت حاصل کر کے اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ اودھ کو صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اپنے یہان کے دوسو سوار بھی روانہ کیے تاکہ صفدر جنگ سے وہ زرپیش کش وصول کر لائین چنانچہ وہ خلعت صفدر جنگ کے پاس پہونچگیا اور دو کرور روپے داخل خزانۂ نادری ہوے اور صفدر جنگ صوبۂ اودھ کی حکومت پر مستقل ہو گئے [۵۱]

تاریخ تقرر یہ ہے ؎

سعادت خان چو شد مخلوہ جنت	فشرد اختر نگر را دل بحسرت
ابوالمنصور خان وقتیکہ مامور	بجائش شد مع الخیر و سعادت
فروغ تازہ تراختر نگر یافت	ز نور نظم و نسق ماہ طلعت
ز تاریخ جلوسش ہاتف غیب	رقم کردہ زہے زیبائے خلعت [۵۲]

لیکن جہانکشائے نادری اور درّۂ نادرہ مین لکھا ہے کہ برہان الملک کے مرنے کے بعد اُسکے خزانۂ اودھ سے ایک کرور روپیہ اور قیمتی جواہرات اور دوسرا عمدہ اسباب اور ہاتھی نادرشاہ کے پاس آئے اور بیان الواقع مین بیان کیا ہے کہ نادرشاہ نے نواب شیر جنگ کو برہان الملک کا خزانہ لانے کے لیے اودھ مین ابوالمنصور خان کے پاس بھیجا چنانچہ وہ وہان سے ایک کروڑ تیس لاکھ روپے نقد لائے اور بیس لاکھ روپے جو دلی مین برہان الملک کے موجود تھے وہ ملاکر دو کروڑ کی رقم پوری کی اور مورد اشفاق ہوے۔

صفدر جنگ بہت ڈرپوک تھے

فرح بخش مین محمد فیض بخش نے لکھا ہے کہ نادر شاہ کے ہنگامے اور برہان الملک کی رحلت کے بعد سلطنت دہلی کے رعب وداب مین فرق آتے ہی چارون طرف ملک مین بدامنی پھیل گئی ہر طرف جھگڑے اور فساد کھڑے ہونے لگے ہر ایک زمیندار خودسری کا دعوے کرنے لگا ایک ادنی آدمی جو تلوار کا استعمال بھی نہین جانتا تھا وہ بھی انانیت کا دعوے کرتا تھا۔ اودھ مین لکھنؤ سے سات کوس کے فاصلے پر امیٹھی واقع ہے نصرت اللہ اور فرحت اللہ وہان کے زمیندار تھے اُنھون نے بھی فتنہ پردازی پر کمر باندھی اور ایک لاکھ گنوار جمع کر لیے اسی طرح حسنپور اور تلوئی اور گڑھ امیٹھی کے زمیندار اور جگدیس پور کے نومسلم بھی سرکشی پر آمادہ ہو گئے اور سب نے اتفاق کر کے صفدر جنگ کی حکومت کو اُٹھا دیا۔ نواب کے پاس مغلیہ فوج کثرت سے تھی توپخانہ بھی کافی تھا مگر بزدلی ذاتی کی وجہ سے سہم گئے اور اُن سرکشون کے تدارک کے لیے لکھنؤ سے کوچ کرنے مین تامل کرتے تھے انکے میدان مین نہ نکلنے سے زمینداران باغی کی اور بھی ہمّت بڑھ گئی اور اب یہانتک نوبت پہونچی کہ حکومت کے حق مین حقارت آمیز الفاظ علانیہ بولنے لگے نواب کی بیگم نے انکو سمجھایا اور بہت کچھ غیرت دلائی اور اُن زمیندارون کی سزادہی کیلیے آمادہ کیا بیگم کی تاکید سے خیمے باہر نکلے نواب نے سپاہ کے ساتھ کوچ کیا اور بہت جلد اُن بدمعاشون کا کام تمام ہو گیا۔

بن جی زمیندار کے بیٹے اور بھائیون کا بغاوت کرنا صفدر جنگ کا اُنکی تنبیہ کے لیے عزیمت فرمانا

عزیز القلوب سے مستفاد ہوتا ہے کہ بن جی نام ایک بہت بڑا زمیندار اودھ کے علاقے مین

تھا اور یہ شخص ساختہ و پرداختہ اسی خاندان کے ہاتھ کا تھا جب تک وہ زندہ رہا نہایت مطیع رہا اسکے بعد اُسکے بیٹے اور بھائیون نے اس نعمت کی قدر نجانی اور کفران نعمت پر کمر باندھی مخالفت کرنے لگے صفدر جنگ نے اُنکی سزادہی کا قصد کیا وہ نہایت مضبوط قلعون مین رہتے تھے اسلیے اطاعت پر مائل نہوے صفدر جنگ نے بارہ شبانہ روز اُنسے لڑائی جاری رکھی اور آخر کار اُنکے قلعے مفتوح ہوگئے اور اُنکے تمام ساتھی منہزم ہوے اور بن جی کا بھائی ایک معرکہ مین کام آیا اور دوسرا گرفتار ہوا اور تمام ہاتھی گھوڑے اور توپین نواب کے قبضے مین آئین۔

اسی زمانے مین مرہٹون کی آمد آمد کی شہرت ہوئی نواب نے اُنکے مقابلے کے لیے انتظام کیا اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کو بھی لکھا اُسنے صفدر جنگ کو جواب دیا کہ اگر وہ ادھر کا قصد کرینگے تو مین ضرور اُنسے جنگ کرکے سزا دونگا۔

صفدر جنگ کا بادشاہ کے حکم سے بنگالے کو جانا

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ سراج الدولہ کے باپ الہ وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کو مرہٹون کی مہم پیش آئی اور وہ تمام فوج کے ساتھ اُنکے مقابلے کے لیے روانہ ہوا۔ نواب امیر خان عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد نے محمد شاہ کو متواتر عرضیان اس مضمون کی بھیجین کہ ان دنون مہابت جنگ دکھنیون کی مہم مین مبتلا ہے بنگالے کی تمام فوج اُسکے ساتھ ہے حضور صفدر جنگ کو حکم دین تو وہ اپنی فوج کے ساتھ اُس ملک پر قبضہ کرلین اور ایسا ملک وسیع اولیاے دولت کے قبضے مین آجائے اگر حضور اُس ملک کی نیابت صفدر جنگ سے متعلق فرما دینگے تو صفدر جنگ سال بہ سال زر خراج بخوبی ادا کرتے رہینگے اور اگر وہ ملک کسی دوسرے امیر شاہی کے سپرد ہوجائیگا تو وہ بھی ایسا ہی کریگا۔ بادشاہ نے عمدۃ الملک کا معروضہ پسند کیا اور صفدر جنگ کو حکم دیا کہ وہ بنگالے کو فوج لیکر چلے جائین۔

لیکن جام جہان نما اور مآثر الامراسے ثابت ہے کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو ۱۱۵۵ ہجری

مین مہابت جنگ کی مدد کے لیے بھیجا تھا جسکا قافیہ مرہٹون نے تنگ کر رکھا تھا اور اس مہم کے صلے مین قلعہ رہتاس اور قلعہ چنار گڑھ بادشاہ نے صفدر جنگ کو مرحمت کیا تھا بہر صورت صفدر جنگ آدھی فوج نولراے کی ماتحتی مین کر کے اور اُسے صوبۂ اودھ کے انتظام کے لیے چھوڑ کر خود ۱۱۵۵ہجری مین عظیم آباد کو روانہ ہوے۔ اُن دنون اسد الدولہ ہدایت علیخان سہارنپوری مہابت جنگ کی طرف سے عظیم آباد مین نیابت کے طور پر صوبے کا کام کرتا تھا اُس کی فوج کم تھی وہ صفدر جنگ کی آمد آمد سے گھبرا گیا اور پرتاب نرائن معروف بہ پرتاب سنگھ ابن دیوان آتارام سے خط و کتابت کر کے اُسکی معرفت صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی نواب نے اُسکے حال پر مہربانی کی یہان روایت کی دو صورتین ہین بعض کہتے ہین کہ صفدر جنگ کی فوج عظیم آباد مین داخل ہوئی تھی اور بعض کہتے ہین کہ عظیم آباد کے باہر رہی تھی لیکن نزدیک تھا کہ داخل ہو اسلیے کہ کوئی مانع و مزاحم باقی نہ رہا تھا۔ مہابت جنگ کو جبکہ وقائع نگار کی تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو مرہٹون سے صلح کر کے عظیم آباد کی طرف لوٹا اور صفدر جنگ کو لکھا کہ مجکو عرصۂ دراز سے آپکے ملنے کا اشتیاق ہے الحمد للہ کہ خود بدولت بہ نفس نفیس تشریف لائے اگر اُس جگہ یاد کرتے تو بندہ خود حاضر ہو جاتا اب امیدوار ہون کہ میرے پہونچنے تک وہانسے روانہ نہون۔ نواب صفدر جنگ نے یہ تحریر دیکھ کر سمجھ لیا کہ مہابت جنگ دھمکی دیتا ہے اسلیے راجہ نولراے کو ایک شقہ لکھا کہ تم وہان کا انتظام کر کے تمام فوج کے ساتھ فوراً ہمارے پاس چلے آؤ کہ مہابت جنگ سے لڑائی درپیش ہے بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو انھون نے صفدر جنگ کو ایک شقہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ مہابت جنگ سے جنگ کرنا ہماری مرضی کے خلاف ہے بہت جلد اپنے صوبے کو لوٹ جاؤ بادشاہ نے ایک شقہ مہابت جنگ کو بھی اسی مضمون کا

---

[۱] دیکھو جام جہان نما ۱۲

بھیجا۔ ”چونکہ ہمکو مرہٹونکی مہم درپیش ہے اور تمام سپاہ کے ساتھ اُنکے مقابلے کے لیے اپنے مقام
سے کوچ کیا ہے مگر ہمکو یہ خبر ملی تھی کہ بنگالے مین سوائے فوج پیادہ محافظ شہر عظیم آباد کے
اور سپاہ نہین اسلیے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ مُبادا مرہٹے وہان پہونچکر غارت گری کرین پس
صفدر جنگ کو اُس ملک کی حفاظت کیلیے مامور کیا تھا تاکہ مرہٹے اُدھر کا رُخ نکرین اسلیے تم کو
انکا مقابلہ نکرنا چاہیے بلکہ اُنسے محبت سے پیش آنا چاہیے“۔ صفدر جنگ اِس شُقّے کے پہونچنے کے بعد
وہین مقیم رہے جب دیکھا کہ مہابت جنگ مرشد آباد مین ٹھہر گیا اور جس عجلت کے ساتھ اُدھر
آرہا تھا اب نہین آتا تو اودھ کی طرف واپس ہوے اِسکے بعد مہابت جنگ عظیم آباد کو آیا اور
بادشاہ کا شُقّہ اپنے خط کے ساتھ صفدر جنگ کو بھیجدیا مہابت جنگ کے خط کا مضمون یہ تھا
کہ ”آپ کی فوج کے دبدبے سے مرہٹے بادشاہی ملک مین دخل نہین کرسکے بلکہ خاص آپکی آمد کی
وجہ سے صلح کرکے چلے گئے پھر آپنے اتنی جلدی کیون مراجعت کی اِتنا ضرور ٹھہرنا چاہیے تھا کہ مین
دہان پہونچ جاتا اور مراسم شکر گذاری بجالاتا اب مجکو نہایت شرمندگی ہے“۔ غرضکہ صفدر جنگ
نو مہینے کے بعد اپنے صوبے مین داخل ہوگئے۔ سید ہدایت علی خان سہارنپوری ہمراہ تھا۔

لیکن سید ہدایت علی خان کے بیٹے نے سیر المتاخرین مین جو کچھ لکھا ہے وہ بیان عماد السعادت
کی اس روایت سے بہت کم ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب رگھوجی بھوسلہ نے بھاسکر پنڈت کو بنگالے
پر یورش کے لیے بھیجا تو مہابت جنگ نے بادشاہ کی خدمت مین لکھا کہ ایسے وقت مین کوئی سردار
میری مدد کے لیے متعین فرمایا جائے۔ اگر خدانخواستہ فدوی تباہ ہوا تو سلطنت کی شان و شوکت
مین بل آجائے گا محمد شاہ نے اپنے اُمرا سے مشورہ لیا اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا
سب نے عرض کیا کہ ضرور مدد دینی چاہیے بادشاہ نے نہایت جلد ایک شُقّہ خاص اپنے قلم سے
ابو المنصور خان صفدر جنگ کو لکھا اور تاکید کی کہ جلد مہابت جنگ کی مدد کے لیے بنگالے کو چلے جاؤ

اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا کہ جس طرح ممکن ہو ابوالمنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے وہ حیلہ نہ کرنے پائے بہ تعمیل حکم صفدر جنگ نے آخر شوال یا اول ذیقعدہ ۱۱۵۵ ہجری مین فوج مغل اور ہندوستانی اور کسی قدر بازماندہ مغلیہ فوج نادری کے ساتھ جس مین مغل سات ہزار کے قریب ہونگے اور ہندوستانی دس بارہ ہزار تھے اور دوسرا سامان توپخانہ وغیرہ ہمراہ لے کر اپنی دار الامارت فیض آباد سے کوچ کر کے عمدۃ الملک کو لکھا کہ مین بادشاہ کے حکم سے مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہون۔ مگر مرہٹون سے لڑنا آسان نہین ہے۔ میرا صوبہ مفسد اور بد معاش زمینداروں کا آرام گاہ ہے۔ اُنکی وجہ سے ناموس کے باب مین بڑا اندیشہ ہے نہ تو اُنکو صوبۂ اودھ مین چھوڑ سکتا ہون۔ کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبے مین نہین ہے اور نہ ہمراہ لے جاسکتا ہون پس اُمیدوار ہون کہ قلعہ رُہتاس اور چنار گڑھ عنایت ہون تاکہ عیال و اطفال کی طرف سے دلجمعی کر کے مرہٹون کی سزا دہی مین مصروف ہون۔ عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کر کے لکھا کہ بادشاہ سے عرض کر کے اجازت حاصل کرلو اور اس بارے مین مین بھی بادشاہ کے حضور مین تحریک کرونگا۔ جب بادشاہ کی خدمت مین عرضی گئی تو اُنھون نے قلعہ رُہتاس اور چنار گڑھ کی قلعہ داری صفدر جنگ کے حوالے کی اور قلعہ دارون کو حکم بھیجا کہ ان قلعون کو صفدر جنگ کے حوالے کردین صفدر جنگ بنارس تک پہونچکر پل باندھکر دریاے گنگا سے اُترے اور اپنے عیال و اطفال کو لیکر قلعہ چنار گڑھ مین آئے اور اُس کو دیکھ کر پسند کیا اور اپنی جانب سے اُس کی محافظت کے لیے آدمی مقرر کر کے آپ بہ کمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقین کو عظیم آباد ہمراہ لے گئے اس ارادے سے کہ اگر عظیم آباد کے گرد و نواح مین مرہٹون سے مقابلہ ہو جائے گا تو بہر صورت متعلقین کو قلعہ مذکور مین پہونچا دیا جائے گا۔ مہابت جنگ نے سید ہدایت علی خان نائب عظیم آباد کو لکھا

کہ صفدر جنگ مدد کو آتے ہین جب کہ پہونچین تو استقبال کرنا چاہیے تاکہ اُنکو کسی طرح کا
ملال نہو عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج مغلیہ کی آمد آمد سے عجیب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ
پڑرہا تھا گویا ایک قیامت برپا تھی۔ کیونکہ یہان کے لوگون نے دلّی مین قتل عام نادری کی
خبر سُن رکھی تھی۔ سید ہدایت علی کے پاس جسقدر سپاہ اور سامان جنگ تھا صفدر جنگ کے
سازوسامان اور فوج کی آن بان کے روبرو اُسکی کیا حقیقت تھی سیّد ہدایت علی چونکہ صفدر جنگ
سے پہلے سے شناسائی نہین رکھتا تھا حفظ آبرو کے خیال سے مرید خان کو ملاقات کے لیے
واسطہ بنایا۔ یہ مرید خان چونکہ محمد شاہ کے اُمرا مین سے تھا اسلیے صفدر جنگ سے تعارف
رکھتا تھا۔ مرید خان صفدر جنگ کی ملاقات کو گیا اور سید ہدایت علی کی ملاقات کے لیے
تقریب کی اور صفدر جنگ کی طرف سے ایک پروانہ تشفی اور دلاسے کے مضمون کا لے کر سید
ہدایت علی کے پاس پہونچا۔ سید ہدایت علی گھاٹ منیر تک اپنے ضروری سامان کے ساتھ
استقبال کو گیا۔ صفدر جنگ نے اُسپر بہت مہربانی کی بعد اسکے صفدر جنگ عظیم آباد کو آئے
اور سید ہدایت علی کے طرز عمل سے بہت خوش رہے۔ صفدر جنگ نے عظیم آباد پہونچکر حکم دیا
کہ قلعہ مہابت جنگ کے اسباب اور بال وغیرہ سے خالی کردینا چاہیے بلکہ اس حکم کے پیشتر ہی اُنکے نوکر
قلعہ کے دروازہ پر بیٹھ گئے تھے۔ آدمیونکا نکلنا اور اسباب کا باہر آنا متعذر ہوا۔ سید ہدایت علی نے
حکم کی تعمیل کی۔ صفدر جنگ بڑے کروفر سے شہر عظیم آباد مین داخل ہوے اور قلعہ کو بنظر اجمالی
ملاحظہ فرماکر چند ہمراہیون کو متعیّن کیا اور خود اپنے نانا کی قبر پر واسطے فاتحہ کے گئے جو عظیم آباد
مین مدفون ہین۔ یہ جگہ سعادت خان کے باپ کے مقبرے کے نام سے مشہور ہے اور وہان سے
باقی پور مین جہان اُن کا لشکر مقیم تھا گئے۔ تمام منصب دار اور اُمرا اور زمیندار اُن کے سلام کو
حاضر ہوے صفدر جنگ مین غرور و نخوت بہت تھی اکثر عالی شان آدمیون سے نہایت بے التفاتی

سے پیش آئے جس سے وہ لوگ بیدل اور ناراض ہوے۔ کچھ عمدہ ہاتھی اور بڑی بڑی توپین
مہابت جنگ عظیم آباد مین اسلیے چھوڑ گیا تھا کہ اگر مرہٹے ادھر کا رخ کرین تو اُنکے مقابلے مین
کام آئین صفدر جنگ نے اُنکی تعریف سُنکر سید ہدایت علی سے فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپین ہمین دیدو
اور اُنکی قیمت ہم سے لے لو ہدایت علی خان نے جواب دیا کہ نہ تو میرا آقا سوداگر ہے اور نہ مین
اُس کا گماشتہ ہون وہ بھی امیر ہے اور حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطۂ اتحاد ہے پس اُس کا
اور آپ کا مال و اسباب جُدا نہین جو چاہیے تصرف مین لائیے مگر مین اپنی طرف سے بدون اجازت
مالک کے نہین دے سکتا۔ صفدر جنگ نے اس جواب پر کچھ التفات نہ کیا اور دو تین ہاتھی
تین چار توپین اپنی سرکار مین داخل کر لین اور یہ بات بالکل اُنکی شان کے لائق نہ تھی جب
یہ خبر مہابت جنگ نے سُنی تو اُسپر بہت شاق گذرا اُسنے خیال کیا کہ صفدر جنگ کی وضع مخالفانہ
ہے اسلیے صفدر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ مرشد آباد کو نہ آئیے اپنے صوبے کو معاودت فرمائیے
اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کی مدد کی حاجت نہین باقبال حضور
جو کچھ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا اُمیدوار ہون کہ صفدر جنگ کے نام واپسی کا حکم
صادر فرمایا جائے ورنہ میری اور اُنکی صحبت موافق نہ آئے گی" بادشاہ نے بموجب گذارش
مہابت جنگ کے صفدر جنگ کے نام شقۂ خاص جاری کیا کہ بہت جلد اپنے صوبے کو لوٹ جاؤ
اور اُنکے وکلا کو بھی تاکید سخت ہوئی ابھی صفدر جنگ کے پاس بادشاہ کا شقہ معاودت کے باب
مین نہین پہونچا تھا کہ اُنکے وکلا نے اُنکو پیشتر سے اس امر کی اطلاع کر دی کہ مہابت جنگ کی
عرضی موصول ہونے پر بادشاہ نے معاودت کے واسطے آپکو لکھا ہے اور صفدر جنگ کو اُن کے
ہرکارون کے ذریعے سے یہ بھی خبر پہونچی کہ حسب الحکم بادشاہ بالاجی راؤ مہابت جنگ کی
کمک کے لیے بھاسکر کے مقابلے مین اپنے مقر دولت سے روانہ ہوا ہے چونکہ باجی راؤ اور برہان الملک

سے ۱۱۴۹ہجری مین جھگڑا ہوا تھا اور چند مرہٹہ سرداروں کو برہان الملک نے میدان معرکہ مین گرفتار کیا تھا کہ وہ ابتک صفدر جنگ کی قید مین تھے۔ اسلیے صفدر جنگ بالاجی راؤ سے اندیشہ رکھتے تھے اسلیے اُنھون نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کرکے گھاٹ مُنیر پر پل باندھکر اُتر گئے اور مُنیر سے سید ہدایت علی کو رخصت کردیا صفدر جنگ نے محمد خان بنگش کو بھی لکھا کہ آپ مرہٹون کو ادھر آنے سے روکین۔ اگر ان ممالک مین پہونچگئے تو اُنکے ہاتھ سے بڑا نقصان پہونچیگا جس کا جواب محمد خان نے یہ دیا کہ "ہواخواہ کی دوستی سے ہر طرح آپ اپنے دلکو مطمئن رکھین۔ کیونکہ کفار کے ہنگامے مین تمام مسلمانون پر واجب ہے کہ متفق اللفظ والمعنیٰ ہون اور چونکہ ہمارے اور آپکے درمیان مراتب ہمسائگی کے علاوہ اتحاد دلی متحقق ہے پھر کس طرح کفار کی شورش کے وقت علٰحدہ رہ سکتا ہون" اور پھر صفدر جنگ کے دوسرے خط کے جواب مین محمد خان یون لکھتا ہے کہ مرہٹون کی تنبیہ اور گوشمالی ساز و سامان سے تعلق رکھتی ہے اور خدا کے فضل سے آپ ہر طرح کا سامان اور اقتدار رکھتے اور توپین اور جزائل آپکے پاس ایسی ہین کہ اگر ان گمراہون کے ایک لاکھ سے زیادہ سوار مقابلہ مین آئینگے تو اُنکے صدمے سے مثل زاغان کمان دیدہ کے ٹھہر نہین سکینگے۔ اگرچہ میری خانہ نشینی اور بےسامانی کی کیفیت چھپی ہوئی نہین ہے لیکن پہلے اس سے بھی مکرر آپکو لکھا گیا اور اب پھر تحریر کرتا ہون کہ مین ہر طرح آپ کا شریک ہون اگر فرض کرلیا جائے کہ مرہٹے جمنا کو عبور کرینگے تو اول اُن کا مقابلہ میرے ساتھ واقع ہوگا اور خدا کی عنایت سے اُن کو سزا یہین ایسی اچھی طرح دیدیجائے گی کہ پھر اُن کو گنگا کے عبور کرنے کی مجال نرہے گی۔[۵]

[۵] دیکھو عزیز القلوب ۱۲

عمدۃ الملک کی تحریک سے بادشاہ کا صفدرجنگ کو دہلی مین بُلانا

(جام جہان نما مین ذکر کیا ہے کہ) عمدۃ الملک امیر خان نے قمرالدین خان وزیر اعظم کی نیش زنی کے خوف سے جسکی وجہ سے اُسکو دلّی چھوڑ کر الہ آباد کی صوبہ داری پر جانا پڑا تھا صفدرجنگ سے دوستی پیدا کر لی تھی ۱۱۵۶ ہجری مین بادشاہ نے عمدۃ الملک کو دلی مین طلب کیا تو اُسنے بادشاہ سے عرض کر کے صفدرجنگ کو بھی اودھ سے بُلوایا۔ ابتدائے رجب ۱۱۵۶ ہجری مین بادشاہ کا شُقّہ صفدرجنگ کی طلب مین پہونچا (سیر المتاخرین مین ہے کہ) بعد ورود شُقّۂ بادشاہی صفدرجنگ نے جو کہ سابق سے عمدۃ الملک سے دوستی پیدا کر کے اپنے آپکو اس کا متوسل خیال کرتے تھے اُس سے حاضری کے بارے مین رائے لی۔ عمدۃ الملک نے ایسے مقتدر کا اتفاق اپنے ساتھ بادشاہ کے حضور مین ضروری سمجھ کر ترغیبات دین صفدرجنگ اُسکے ایماسے روانگی پر آمادہ ہوئے راجہ نولرائے کو جو سابق مین صفدرجنگ کی سرکار مین ادنی درجے کا مُلازم تھا اور بتدریج ترقی کر کے اعلیٰ درجے پر پہونچ گیا تھا اپنی نیابت پر تجویز کیا اور چند روز افسران فوج اور اپنے سردارون اور معتمدون کے حاضر ہونے اور سامان سفر تیار کرنے کے لیے ٹھہرے رہے اور عمدۃ الملک سے اپنی حاضری کا وعدہ کیا عمدۃ الملک صفدرجنگ کی روانگی سے قبل الہ آباد سے کوچ کر کے رمضان ۱۱۵۶ ہجری مین دلّی پہونچ گیا تھا۔

وسط شعبان مین صفدرجنگ تمام سامان تیّار کر کے چلنے کو تیار ہوئے جب تمام فوج اور سامان روانگی کو تیار ہوا تو ایک گھڑی تک سمیع بیگ خان کے مکان مین ٹھہرے اور عبدالرحیم خان منجم باشی نے آفتاب کو اصطرلاب مین دیکھ کر ساعت روانگی کی خبر دی۔ صفدرجنگ سوار ہو کر

اپنے پیش خیمہ مین داخل ہوے جو تھوڑی مسافت پر استادہ تھا یہان چند روز قیام کرکے اوائل ماہ رمضان مین کوچ کیا اور مع اہل وعیال کے روانۂ دہلی ہوے (گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ) سواری فیض آباد سے سات آٹھ کوس پر نکلی تھی کہ وہان یعنے اثنا ے راہ دہلی مین شجاع الدولہ کی ولادت کی خبر سُنی تمام رسالہ دارون اور جماعہ دارون اور امیرون نے مبارکبادی کی نذرین دکھائین۔ ایک شخص نے تاریخ تولد اس طرح نظم کرکے نذر کی ؎

بدولتخانۂ نواب منصور　　　برآمد آفتاب از مطلع نور

نواب نے ناظم کو پانچہزار روپے نقد دیے اور پانچ گانون جاگیر مین عطا کیے۔ اور جس مقام پر یہ خبر سُنی تھی وہان مبارک گنج آباد کیا۔ اس شعر کے دوسرے مصرع سے گیارہ سو چوالیس نکلتے ہین اور یہ سفر گیارہ سو چھپن مین واقع ہوا تھا گیان پرکاش کے مؤلف سے غلطی ہوئی حقیقت مین شجاع الدولہ ۱۱۴۴ہجری مین پیدا ہوے تھے لیکن یہ وہ زمانہ تھا کہ صفدر جنگ ابھی مسند نشین نہین ہوے تھے۔ برہان الملک زندہ تھے۔ صفدر جنگ نے نانامئو گھاٹ واقع پرگنۂ بلہور[1] ضلع کانپور پر پہونچکر چار روز تک مقام کیا اور کشتیون کا پل بندھوا کر گنگا کو عبور کیا۔ شمشیر خان چیلہ نواب محمد خان والی فرخ آباد کی طرف سے پرگنات موسلے نگر۔ بلہور۔ اکبر پور اور قنوج کا عامل تھا اُسنے کہا کہ جب تک اُس نقصان کی بابت جو فصلون کو پہونچے معاوضہ نہ دیا جائے تب تک میری عملداری کی حدود مین صفدر جنگ کے خیمے کھڑے نہون یہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار گذرا اور انھون نے ایک سانڈنی سوار اس مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بھیجا۔

[1] یہ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہے ۱۲

نواب نامدار سلامت ۔شمشیر خود را در میان بکن وگرنہ آب نخواہد ماند۔

محمد خان نے اپنے دیوان صاحب رائے کو جواب ترکی بترکی لکھدینے کا حکم دیا۔منشی نے اُس خط کی پشت پر اسطرح جواب لکھا۔

''نواب نامدار سلامت۔این شمشیر مردان در معرکہ میدان بخون جشیدہ بمیان نمی آید''

صفدر جنگ نے یہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھ مقابلہ کرین لیکن اُنکے مشیرون نے اُنکو لڑنے کی رائے نہین دی اور یہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا سبب ہوگا اور لوگون نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوے تو کہا جائے گا کہ چیلے کے ساتھ لڑے تھے اور اگر خدانخواستہ نوع دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کے لیے بدنامی کا ٹیکا آپکے ماتھے رہے گا چنانچہ وہ اُس قرب وجوار سے فی الفور روانہ ہوکر دہلی چلے گئے۔شمشیر خان کے اشارے سے اُن کی خاص فوج کا اسباب لُٹ گیا کہتے ہین کہ اسی نزاع کی وجہ سے لکھنؤ کے حکام اور محمد خان کے خاندان مین باہم ملال پیدا ہوگیا یہ بیان آرون صاحب کی تاریخ کے مُطابق ہے مگر عزیز القلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب محمد خان بنگش اور صفدر جنگ مین اُس وقت تک نہایت دوستی اور تپاک تھا اور نواب محمد خان بنگش کی عین خوشی یہ تھی کہ صفدر جنگ اثنائے سفر مین فرخ آباد مین بھی نزول اجلال فرمائین اور صفدر جنگ کا بھی ابتدا مین یہ ارادہ تھا مگر پھر محمد شاہ بادشاہ کی تاکید کی وجہ سے وہ فرخ آباد کو نہ جا سکے جسکی معذرت اُنھون نے محمد خان کو لکھی تو اُسنے شمشیر خان اور افضل خان کو مراتب اشتیاق گذارش کرنیکے لیے صفدر جنگ کے لشکر مین بھیجا تھا بلکہ جب صفدر جنگ کے دہلی کو روانگی کے ارادے سے گنگا کو عبور کرنے کا حال محمد خان کو معلوم ہوا تو خود اُس کا جی چاہا کہ فرخ آباد سے چلکر صفدر جنگ کے پاس ملنے کو جائے مگر بوجہ علالت کے خود تو نہ جا سکا اپنی طرف سے عطاء اللہ خان کو

صفدر جنگ کے لشکر مین انکی خیر و عافیت کے استفسار کے لیے بھیجا چنانچہ محمد خان کے تین خطو ئمین اس کا ذکر ہے جنکو عزیز القلوب سے یہان نقل کیا جاتا ہے۔

خط اوّل انچہ بجہت تشریف بردن بحضور انور مکنون خاطر بودہ باشد مطلع باید ساخت لیکن یک مرتبہ تشریف بردن بہ پیش گاہ فلک کارگاہ اصلح واصوب ست کہ درین صورت ہم نظام مہام مغلوبی ومنکوبی مخالفان وہم سرمۂ گلوے تحریر سخن طرازان خواہد بود و بہ فضل آلہی ایتلاف قلوب ومجبتہاے روحانی آنقدر استحکام واسلوب پذیر یست کہ شمۂ ازان تقریر وتحریرنے توان نمود انچہ بہ بنیان اتحاد مؤکد باشد اہتمام تمام بر آن لازم وضرور وبپاس این مراتب بروقت احتیاج از جانبین مراسم اعانت ہمدگر از قوت بفعل رسد یعنی خدا نخواہد اگر در نواح مفوضہ کارپردازان شریف شورے بروے کار آید ازین طرف بہ فرستادن فوج وغیرہ تشئید مبانی وداد لمعہ ظہور دہد وبر تقدیرے کہ درین ضلع غبار آشوبے برخیزد بہ نشاندن آن کارپردازان ایشان بہ مساہمت و موافقت پردازند۔

خط دوم۔ نواب صاحب مہربان سلامت۔ درین ہنگام نشاط آغاز بہجت انجام تشریف شریف این روے دریاے گنگ بعزیمت حضور پرنور مسامع افروز گردیدہ دل اتحاد منزل را افادۂ فراوان بہجت وسرور ساخت اگرچہ تمناے باطن آن بود کہ بہ صدور مناشیر مباہات تخمیر فوراً آستان بوس میمنت مانوس پرداز دلیکن بنابر کثرت عارضہ وقلت توانائی نشست وبرخاست لاچار چندے از دریافت این دولت عظمیٰ مقصر ومعذور ماند انشاء اللہ المتعال قسمے کہ درین روزہا طبیعت رو بہ بہی وارد ہمین کہ از قرار واقع رفع مرض مے شود وناتوانی بتوانائی ابدال مے پذیرد بر جناح استعجال شتافتہ کامیاب ویرین آرزو کم

احراز سعادت قدمبوس اقدس اعلی عبارت از ان ست سے شود و بگرامی دریافت ذخیرہ اندوز ابتہاج می گردد بالفعل سیادت و رفعت پناہ سید عطاء اللہ را روانہ ساختہ کہ حالات خجستہ سمات را بہ چشم خود بلا واسطہ معائنہ نمودہ بر نگارد و مترقب کہ تا انقضائے ایام مباعدت مدام بارقام خیریتہا قرین مسرت و شادمانی ہا یاد داشت۔

خط سوم زبانی رستم بیگ آنچہ حوالہ شدہ بود باز نامبردہ دریافت شد اگر تشریف آوری شریف باین راہ اتفاق می شد لوازم ضیافت قسمے کہ دل می خواست بعرصۂ ظہور می رسید لیکن چہ توان کرد بنا بر تاکید حضور انور عزیمت سامی از ہمان راہ صورت گرفت باین مسافت رسیدن طعام پختہ متعذر بود لہذا رفعت پناہ شمشیر خان و افضل خان را فرستادہ شد مراتب اشتیاق را گذارش خواہند آورد امید کہ ہنگام مواصلت مسرت مسالمت ہموارہ بہ صحائف نشاط آگین انبساط تزئین خاطر دوستی دوست را مسرور و منبسط یاد داشت۔

اب ہم پھر اصل بیان کی طرف رجوع کرتے ہین کہ نولراے جو صفدر جنگ کے ساتھ تھا اُسکو صفدر جنگ نے گنگا کے گھاٹ سے اودھ کو رخصت کر دیا اور سید ہدایت علی کو خیر آباد کی فوجداری دیکر نولراے کے ہمراہ کیا اور کہا کہ تمنے سفر کا رنج اُٹھایا ہے چند روز آرام کرو اگر راجہ سے صحبت برآمہو تو ہمارے پاس چلے آنا۔ مگر سید ہدایت علی نے راجہ کی ماتحتی قبول نہ کی اور صفدر جنگ کے ہمراہ رہے کوہ جالیسر کے نواح مین عید آئی صفدر جنگ نے وہان مقام کیا مراسم عید ادا ہوے پھر کوچ کر کے دہلی کے نزدیک پہونچے۔ نثار محمد خان بہادر شیر جنگ ولد سیادت خان برادر سعادت خان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کے ماموں کا بیٹا تھا اور بجاے خود ایک امیر تھا مع راجہ لچھمی نرائن وکیل صفدر جنگ کے دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ دریاے جمنا کے کنارے پہونچے اور یہان مقام کیا اور

اپنی فوج مغلیہ و ہندوستانی کو تیار کرکے جنکے پاس باناتی وردی اور ولائتی گھوڑے نقرئی سازسے آراستہ تھے اور ہاتھیون کو زری کی جھولون اور گنگا جمنی حوضون سے سجا کر بڑے تجمل اور شوکت سے اپنے مقام سے سوار ہوکر قلعہ شاہی کی طرف روانہ ہوے صفدر جنگ کے ہمراہ دس بارہ ہزار آدمیون سے کم ہجوم نہ تھا صفدر جنگ قلعہ بادشاہی کے مقابل پہونچکر حسب ضابطۂ دیوان خاص کے طلائی برج مثمن کے سامنے جو خورشید کی طرح دمکتا ہاتھی سواری سے اُترے اور آداب تسلیمات اربعہ بجالاکر تھوڑی دیر کھڑے رہے اور پھولون کا ہار لیکر جو بادشاہ نے کسی خواجہ سراے محلی کے ہاتھ بھیجا تھا سوار ہوکر اپنے قیام گاہ کو لوٹ آئے بادشاہ صفدر جنگ کی طرز سواری سے نہایت محظوظ ہوے جمعرات کے دن ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جبکہ ملازمت کا وقت تھا قلعہ بادشاہی کے پاس جمنا کے کنارے پر دو درجے کے خیمے برپا ہوے اور صفدر جنگ تمام خدم و حشم اور فوج و سامان کے ساتھ کشتیون کے پل پر سے عبور کرکے اپنے خیمہ گاہ مین جا اُترے۔

وزیر اعظم قمرالدین خان چین بہادر نصرت جنگ استقبال کو آئے خیمۂ اول ملازمان صفدر جنگ سے بھرا ہوا تھا حکم دیا کہ یہ سب آدمی خیمے سے نکلکر میدانمین زین پوشون پر بیٹھ جائین اور خیمے کو ہمراہیان وزیر کے لیے خالی کردین وزیر کے ہمراہیون نے اُس خیمے مین پہونچکر ہجوم کیا وزیر صفدر جنگ کے خاص خیمے کے دروازے پر پہونچکر وہان ذرا ٹھہرے اور چند مصاحبون اور اُمرا کو ہمراہ لیکر اندر گئے صفدر جنگ بھی چند مصاحبون کے ساتھ خیمے مین انتظار کرتے تھے جب وزیر کو دیکھا تو مسند سے اُٹھے اور وسط صحن تک استقبال کرکے بعد معانقہ ایک مسند پر آبیٹھے گھڑی بھر اختلاط رہا پھر عطر و پان کی مدارات ہوکر جواہرات اور کپڑون کے خوان اور ہاتھی گھوڑے پیش کش مین دیے گئے اِسکے بعد وزیر رخصت ہوکر شہر چلے

اور اُنکے پیچھے سے صفدرجنگ بڑے کر و فر کے ساتھ سوار ہو کر شام کو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور مستفیض کورنش ہو کر دارا شکوہ کی حویلی مین داخل ہوے۔ یہ حویلی برہان الملک کے عہد سے بادشاہ کی عنایت سے اُنکے قبضے مین چلی آتی تھی۔ آخر بتدریج تمام لشکر اور فوج شہر مین داخل ہو گئی۔

نول راے کا حال و انتظام

یہ نول راے صفدرجنگ کا دیوان یعنی بخشی تھا اور سکسینہ کایستھ چکوا اور پراسنا خاندان سے تھا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانون گو تھا۔ اپنی خوش لیاقتی سے صفدرجنگ کا دیوان ہو گیا تھا۔ اوّل اوّل رتن چند دیوان اعظم عبداللہ خان و حسین علی خان قاتلان فرخ سیر کی نظر عنایت اُسکی جانب زمانہ ۱۷۱۶ء مین ہوئی تھی۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ جب نواب صفدرجنگ محمد شاہ کے پاس چلے گئے تو نول راے نے اودھ مین سپاہ کو ترقی دی عدالت گستری کے ساتھ حکم چلایا مزاج مستقل رکھتا جو بات مُنھ سے نکالتا اُسپر جم جاتا قوم مغل اور ہندوستانی کو ایک نظر سے دیکھتا تمام ملازمین کو ماہ بماہ تنخواہ دست بدست تقسیم کراتا۔ اُسکی سرکار مین پانچ ہزار خوش اسپہ و چہار اسپہ ملازم تھے اور پیادوں کی فوج بھی بھاری تھی اور توپخانہ اور شترنال اور زنبورچی اور شیر بچے بہت کثرت سے رکھتا تھا۔ جزائل انداز اور بان انداز اور کمان انداز بھی کثرت سے جمع کیے تھے جب کبھی اُسکو یہ خبر پہونچتی کہ فلان جگہ کے زمیندار نے سرکشی کی ہے تو فوراً دو منزلیان کرتا ہوا وہان پہونچتا اور اُسکو قرار واقعی سزا دیتا زر تحصیل مین اُسنے نہایت آسانی کر دی تھی اور تنخواہ سب کو خزانے سے نقد دیتا تھا اور ماہ اساڑھ مین ہر ایک پرگنے اور گانون کی تشخیص کراتا اور تشخیص سے ایک حبّہ زیادہ نہ لیتا رعایا اور آبادی کی کوشش مین رات دن کوشان رہتا مال ملک مین بڑھاتا اُس کے عہد حکومت مین سب خوش تھے۔

اُسکے انصاف کی ایک حکایت یہان بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار نول رائے کا مقام پرگنہ سانڈی مین قصبے سے چار کوس کے فاصلے پر ہوا اُسکے سفر کا یہ قاعدہ تھا کہ بھیر اور سامان اور تمام لشکر کو رات سے روانہ کر دیتا اور خود غسل اور پوجا کرکے اور کھانا کھا کر پہر دن چڑھے سوار ہوتا تھا ہن دن اپنی ضروریات سے فرصت پاکر کمر باندھکر ہتھیار لگا کر خیمے سے نکلکر ہاتھی پر سوار ہونا چاہا کہ اُسی وقت پرگنہ سانڈی کی رعایاے اہل حرفہ نے آکر دُہائی دی اور فریاد کی کہ سلام اللہ چودھری نے ڈاکہ مارا ہے ہمارا مال لوٹ لے گیا ہے راجہ نے حکم دیا کہ سلام اللہ کو فوراً حاضر کرین غول سے دو شتر سوار نکلے اور اُسکے لانے کے لیے شتر دوڑا کر گئے ابھی راجہ کھڑا تھا کہ فراشون نے فرش بچھا کر کرسی اور مونڈھے اور فرش لا کر بچھایا راجہ اور رسالہ دار و جماعہ دار و مصاحب گھوڑونسے اُترکر بیٹھے اور بادشاہون کا تذکرہ باہم ہونے لگا ایک پہر نہ گذرا تھا کہ سلام اللہ کو شتر سوار لے آئے راجہ نے اُس سے بلند آواز کے ساتھ کہا کہ "یہ آدمی تمپر فریادی ہین تمنے کیون ان کو لوٹا ہے" سلام اللہ نے عرض کیا کہ غلام گنہگار ہے حکم ہوا کہ راضی نامہ لاؤ اُسی وقت سب کے سامنے عاجزی کرکے راضی کیا اور اُنسے راضی نامہ حاصل کرکے نذر کیا نول رائے نے رعایا سے دریافت کیا کہ راضی ہو گئے عرض کیا کہ مہاراجہ کی بدولت اپنی داد کو پہونچے۔ اُس وقت راجہ سوار ہوا نقارہ آگے تھا نقارچی نے ڈنکے پر چوٹ ماری۔ غرض کہ راجہ نول رائے ایسا داد گستر تھا کہ رعایا اور سپاہ دونون اُس سے راضی تھے۔

صفدر جنگ کو توپخانے کی افسری اور کشمیر کی صوبہ داری ملنا

عمدۃ الملک کی سفارش سے، صفر ۱۱۵۷ہجری روز یکشنبہ کو اول روز مین بادشاہ نے

صفدر جنگ کو میر آتشی یعنی توپخانے کی افسری کا خلعت عطا کیا اس موقع پر بادشاہ نے وفاداری اور حقوق نمک خواری کی بقا اور توقعات کے الفاظ اپنی زبان سے ارشاد کیے صفدر جنگ نے اپنا پیش خانہ جو میر آتش کے لیے ضروری ہوتا تھا قلعہ مین آراستہ کر کے اپنی سکونت وہان قرار دی اور سید ہدایت علی کی بادشاہ سے سفارش کر کے چکلہ سکندرہ کی سند اُسکو دلادی اور بادشاہ کی کورنش سے مشرف کرایا اور خدمت کروڑ کا خلعت دلوایا ۲۷ شعبان ۱۱۵۵ ہجری کو بادشاہ نے اسد الدولہ اسد یار خان کو صوبہ داری کشمیر سے معزول کر کے یہ خدمت صفدر جنگ کو عطا کی جنھون نے اپنے امون کے بیٹے شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور ہندوستانی کے وہان کے بندوبست کو روانہ کیا۔ شیر جنگ نے وہان پہونچکر میر اللہ کو جو بڑا بہادر اور متمرد تھا جھوٹے عہد و پیمان کے ساتھ دلجوئی کر کے اپنے پاس بلالیا اور قید کر دیا اور تھوڑے دنون وہان رہ کر انتظام کر کے صفدر جنگ کے ایک رفیق افراسیاب خان نامی کو صفدر جنگ کے حکم سے اُس صوبے کی نیابت پر چھوڑ کر خود دلی کو لوٹ گیا۔

نواب سید محمد علی المخاطب بہ نواب علی محمد خان
معروف بہ روہیلہ

(۱) نواب موصوف ۱۱۰۸ ہجری مین پیدا ہوے تھے۔

(۲) داؤد خان بڑیچ نے جنھون نے روہیلکھنڈ مین روہیلون کی ریاست قائم کرنا چاہی تھی بوجہ لاولدی کے چھٹپن مین آپکو متبنے کیا یہ ہونہار لڑکا داؤد خان کے سائے مین پرورش پانے لگا اور بڑا ہو کر ایسا نکلا کہ مورخ اُسکی اولوالعزمی جوانمردی اور

تدبر کی گواہی دیتے ہین

(۴۳) نسب ان کا سادات بارہہ کو پہونچتا ہے جیسا کہ عماد السعادت تاریخ مالوہ مؤلفہ سید کریم علی۔ اور آئینہ محمدی مؤلفہ شاہ آل احمد صاحب خلف شاہ حمزہ صاحب سجادہ نشین مارہرہ وغیرہ سے مستفاد ہوتا ہے تاریخ سادات بارہہ مؤلفہ سید مظفر علی خانصاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفر نگر مین آپکا آبائی شجرہ اسطرح لکھا ہے۔

نواب سید علی محمد خان بن سید دلاور علی بن سید یعقوب علی بن سید دلدار علی بن سید یونس بن سید ابراہیم بن سید فتح محمد بن سید احمد بن سید حمزہ بن سید یوسف عرف سید گدن بن سید ابی طالب بن سید تاج الدین بن سید حسین عرف سید حسنے بن سید علی بن سید ہادی عرف سید ہدیا بن سید فخرالدین بن سید محمد بن سید علاءالدین بن سید ابوالحسن بن سید ابوالفتح بن سید ابوالفضل بن سید ابوالفرح واسطی بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحییٰ بن سید زید ثالث بن سید عمر بن سید زید ثانی بن سید علی بن سید حسن بن سید علی عراقی بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسیٰ مؤتم الاشبال بن زید شہید بن جناب امام زین العابدین علیہ السلام بن جناب امام مظلوم سید معصوم حسین شہید کربلا علیہ السلام بن جناب امیرالمومنین شیر یزدان شاہ مردان علی علیہ السلام۔

(۴۴) راجہ کماؤن کے حکم سے داؤد خان کے مقتول ہونے کے بعد بیس سال سے کچھ زیادہ عمر مین نواب سید علی محمد خان اُنکے قائم مقام ہوے اور اپنے خداداد جوہر قابلیت کی بدولت ایکدم سے روہیلون پر حکومت کرنی شروع کردی اور تمام ملک کٹھیر کی تسخیر کا آہنگ کیا اور آنولہ اور اُسکے قرب وجوار پر بزور شمشیر قبض و تصرف کرکے آنولے کو اپنا

دار الحکومت قرار دیا یہان تک کہ قمر الدین خان وزیر اعظم سے بھی تعارف حاصل ہوگیا اور اپنا بہت سا خالصے کا علاقہ اور امرا کی جاگیرین نواب کو ٹھیکے مین حاصل ہوئین اور زر مستاجری کو ایسی خوش درہندی سے ادا کیا کہ تمام ملک مین آپکی ساکھ بندھ گئی اور امارت کا سامان جمع ہونے لگا اور بادشاہی اُمرا سے خط وکتابت کر کے تحفے تحائف بھیجکر اپنی طرف متوجہ کرلیا۔

(۵) ۱۱۵۵ہجری مین اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر ہندوستان نے اپنے بھائی عظیم اللہ خان کی ماتحتی مین سیف الدین علی خان رئیس جانسٹھ برادر حسین علیخان امیر الامرا پر بادشاہی فوج روانہ کی تو نواب سید علی محمد خان کو بھی دو ہزاری منصب اور علم ونقارہ بادشاہ کے حضور سے بھجوا کر اُنکی رفاقت مین جانے کا حکم دیا جیسا کہ منتخب العلوم مین ہے اور اس مہم کے فتح ہونے کے بعد وزیر اعظم نے نواب سید علی محمد خان کو جلادت وجانفشانی کے صلے مین محمد شاہ کی جانب سے نوابی کا خطاب اور نوبت اور طوغ[1] وعلم اور ماہی مراتب اور منصب پنجہزاری ذات اور پانچہزار سوار کا بھیجا جیسا کہ جلد سوم تنقیح الاخبار فی آثار الادوار مین ہے۔

(۶) نواب سید علی محمد خان چونکہ صاحب عزم وارادہ تھے ہر ایک تقریب اور تدبیر کے ساتھ محالات قرب وجوار کو مسخر کرنے لگے آرام طلب جاگیر دارون اور وزیر سے ٹھیکے مین علاقہ لے لیا ہزارون پٹھان اطراف قندھار کے افواج ایرانی کی یورش کی وجہ سے اپنے ملک سے نکل آئے تھے وہ نواب ممدوح کے پاس آکر جمع ہوگئے کیونکہ اُنکی شجاعت اور افغانی دوستی کا حال دُور دُور مشہور ہوگیا تھا اور سید علی محمد خان کی جمعیت دہیلون

[1] طوغ بواو مجہول وغین معجمہ بمعنی نشان فوج ۱۲

کے نام سے مشہور ہوئی ۱۷۳۵ء مین اُنکی قوت بہت زیادہ ہوگئی کیونکہ سلطنت کی حکومت دم بدم انحطاط پر تھی جو مجرم سلطنت کے خوف سے بھاگتا تھا وہ اُنکے پاس آکر پناہ گزین ہوتا تھا ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۹ء مین نادر شاہ کی چڑھائی کے وقت دہلی لٹ لٹا کر سلطنت کی حالت بہت ضعیف ہوگئی ایسی ابتری کے وقت مین نواب سید علی محمد خان کو اپنے ملک کی ترقی اور اپنی قوت کی درستی کا بڑا موقع ملا اس بدنظمی سلطنت کے باعث بہت سے پٹھان دہلی سے بھاگ کر اُنکی فوج مین شامل ہونے لگے۔

(۷) بظاہر نواب سید علی محمد خان کے حالات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ بادشاہ اور وزیر کے مکرر بُلانے سے دہلی چلے جاتے اور وہان دربار مین حاضر باشی کرتے تو بادشاہ کے ولکو عمدۃ الملک امیر خان اور صفدر جنگ اور برہان الملک سعادت خان اور صمصام الدولہ اور نظام الملک آصف جاہ اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان کی طرح پیارے ہوتے کیونکہ جبکہ اُنکو گھر بیٹھے پنجہزاری تک منصب ملگیا تو وہان رہنے اور آنے جانے سے اور بھی محبت اور درجۂ امارت و تقرب شاہی بڑھتا لیکن جب ہم غور سے دیکھتے ہین تو اُن کا وہان نہ جانا اور ٹالے بالے بتا دینا ہی بہتر ہوا کیونکہ اُس بذلہ سنجی اور لطیفہ بازی کے دربار مین عیش و عشرت کی بہار تھی وہان امیر خان جیسے شخص کی باتون کی قدر تھی اور نواب سید علی محمد خان نبرد آزمائی و کشور کشائی کے جوہرون کے آدمی تھے اُنھین بھلا ایسی باتین کہان بنانا آتین کہ بادشاہ اور اہل دربار کو ہر وقت ہنساتے رہتے اُنھون نے تو ملک گیری اور ملک داری اور صوم و صلوۃ کی پابندی کے اوصاف سے پورا پورا حصہ پایا تھا وہ ایسے آدمیون مین جو شراب و کباب اور عیاشی مین مستغرق رہتے ہون کیسے نبھ سکتے۔

(۸) ابو المنصور خان صفدر جنگ کو نواب سید علی محمد خان سے دلی عداوت تھی

اُنھون نے نواب موصوف کی شکایات محمد شاہ کے حضور مین کین بادشاہ نے قمرالدین خان
وزیر اعظم سے فرمایا کہ روہیلون کی تدبیر کرنی چاہیے قمرالدین خان نے ۱۱۵۸ہجری
مین اس مہم پر راجہ ہرنند نامی کھتری کو مامور کیا اور اسباب جنگ جیسے توپخانہ اور بارود
کا ذخیرہ اور دوسرا سامان اپنی سرکار سے دیکر حکم دیا کہ جتنی فوج کی ضرورت سمجھے اور
انتظام صوبہ مذکور کیلیے ضروری ہو نوکر رکھ لے ہرنند سنگھ نے اطراف وجوانب کے راجون کو
بھی کمک کے لیے بلا لیا اگرچہ نواب کو اپنی فوج کی دلاوری پر اعتماد کلی تھا اور خدا کی
برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمنون پر غالب رہتے تھے مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ مین
شبہہ رہا کرتا ہے اسلیے وہ لڑائی سے پہلو بچاتے تھے اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد سے
اس امر کی درخواست کی کہ آپ ہمارے اور راجہ ہرنند کے درمیان مین پڑکر تصفیہ کرادین
مگر خدا کو تو منظور اُنکے دشمنون کی نخوت وغرور کا توڑنا اور اُنکا قدم اس ملک مین جمانا تھا
اسلیے وزیر نے نہ مانا اور بادشاہی توپخانہ راجہ کی کمک کے لیے بھیجدیا اور اپنے بیٹے
میر معین الدین خان کو بادشاہ سے اجازت لےکر ایک بھاری لشکر کے ساتھ راجہ کی مدد کو
روانہ کیا۔ نواب نے صلح سے مایوس ہوکر ہرنند پر ایسے زور شور کے ساتھ حملہ کیا کہ اُس کی
تمام قوت کا شیرازہ بکھر گیا اور اُسکی قریب پچاس ہزار کے سپاہ میدان جنگ مین نواب
کے ہاتھ سے پامال اور مغلوب ہوگئی اور راجہ کے عین میدان جنگ مین مارے جانے نے اِس
فتح کی عظمت کو دوبالا کر دیا اس فتح کے بعد نواب نے قریب قریب تمام روہیلکھنڈ پر قبضہ
کر لیا۔ آخر کار اراکین سلطنت بےبسی کی حالت مین نواب سید علی محمد خان سے صلح کا ہو جانا
مثل فتح کے سمجھے نواب نے اس طرح کی فتوحات سے سلطنت مغلیہ کے اُمرا کو مغلوب کر دیا تھا۔

(۹) واقعۂ ہرنند سے چھ ماہ کے بعد نواب سید علی محمد خان نے راجہ کمایون پر

فوج کشی کرکے داؤد خان کا انتقام لیا اس پہاڑ پر ابتک مسلمانی ریاست قائم نہین ہوئی تھی اور نہ کسی مسلمان بادشاہ نے اسپر حملہ کیا تھا نواب نے اس ملک کو فتح کرکے پہاڑ کے اوپر کا ملک تین لاکھ روپیہ کے خراج پر راجہ سری نگر کے حوالے کرکے کاشی پور اور رُدرپور کو اپنے ملک مقبوضہ مین شامل کرلیا۔

(۹۰) اسوقت نواب سید علی محمد خان کا اقتدار بہت بڑھ گیا مراد آباد سنبھل بریلی پیلی بھیت۔ آنولہ وغیرہ بہت ملک انکے قبض و تصرف مین آگیا اور تیس چالیس ہزار پٹھان اُنکے پاس جمع ہوگئے اُنکے حق مین شاہ حمزہ صاحب کشف الاستار مین لکھتے ہین "عجب کسے بود داستان سخاوت وشجاعت وعدالت او بر زبانہا ست درین اوراق گنجائش نہ پذیر نیست"

(۱۱) نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کے خطوط کو انکے میر منشی بھگوان داس نے جمع کرکے اُس کا نام عزیز القلوب رکھاہے۔ اسمین وہ خط بھی ہین جو اُنھون نے راجہ ہرنند اور نواب سید علی محمد خان کی جنگ ہونے سے قبل دہلی کے وزیر اعظم قمرالدین خان کو صلح کی تحریک مین لکھے تھے اور نواب سید علی محمد خان کو انکے خطوط کے جواب مین تحریر کیے تھے انکے دیکھنے سے نواب سید علی محمد خان کی نیک خیالی او صلح جوئی اور ارکان سلطنت کی فتنہ پردازی اور جنگ وجدل کی شعلہ افروزی کا پتا چلتا ہے مین اُن خطوط کو یہان نقل کرتا ہون کیونکہ ایسی کمیاب کتابین ہر جگہ کہان ملتی ہین۔

بنام قمرالدین خان وزیر۔ نواب صاحب مشفق مہربان سلامت دربن ولا از خطوط قائم خان بہادر دریافت شد کہ میر معین الدین خان بہادر از خدمت سامی برائے پشت گرمی راجہ ہرنند دستوری مے یابند۔ نواب محمد علی خان بہادر از متوسلان سامی ہستند و بہ ضمیر رافت پذیر مبرہن ست کہ باوصف قرب وجوار درین مدت گاہے بکار دستدار نیامدہ اند۔

لیکن امسال شورش مرهٹه بیشتر از بیشتر دریافت مے شود درین وقت آویزش و ستیزش
این دو فوج اسلام که هر دو از ان سامی سرکار اند مناسب نمے نماید. فوج نواب محمد علیخان بهادر
همیشه و هر سال بمقتضاے فدویت بخدمت گذاری شریف حاضر مانده و در وقت شتافتن
عظیم الله خان بهادر بسمت بارهه خودش بجمعیت همراهی رسیده مصدر ترددات شایسته
دا لحال نیز مطیع و منقاد اند شخصے که این قدر خدمت نماید در اندک مقدمات استیصال و اخراج
فرمودن فی الحقیقت دیگر عبودیت کیشان را مایوس نمودن ست و معهذا استیلاے شورش
کفار باین درجه درچنین وقت افواج اسلام را هم گرچپقلش نمودن و کشته و خسته شدن
چه مناسب بر تقدیر یکه از نواب محمد علی خان بهادر امر بیجا هم بوقوع رسیده باشد این مرتبه
عفو جرائم شان باید فرمود۔ و براجه هرنند اجازت شود که معاملت نموده آتش جدال
و قتال را منطفی سازد۔

ایضاً بسامی مفاوضه در مقدمه نواب محمد علی خان بهادر خبر وصول یافت پیش از وصول
رحمت خان و شاه اختیار را فرستاده شده بود که فیما بین مشار الیه و راجه هرنند سلوک معاملت
نموده رفع مخاصمه نمایند. رحمت خان بممانعت راجه مذکور پیش او شتافت و شاه اختیار
نیز نزد راجه مذکور رفت در انجا که شاه اختیار موافق گفته نامبرده که از نزد این جانب
دو کس معتبران بیارد که معاملت صورت پذیرد پیش درستدار رسیده فی الفور مقیم خان
و عبد الله خان را مع شاه اختیار و خریطه سامی مفاوضه بجنسه روانه ساخت و ایشان تا
بدایون رسیده بودند و پیشتر ازین رحمت خان نیز فرستاده مخلص نزد راجه هرنند رسیده
و شش روز در فوجش قیام داشته آماده برغبت معاملت و رفع منازعت مے کرد
هرنند این را هم رخصت نموده به سه چهار کوچ جمعیت کرده راه طے کرده نزدیکی فوج نواب

علی محمد خان بہادر کہ ہفت ہشت کروہ پیشتر از آنولہ سکونت داشت رسیده باوجود این حالت
سزاولان دوستدار نواب محمد علی خان بہادر را نمے گذاشتند کہ از آنولہ برایند بسبب
کررسیدن خطوط مردم آن فوج متضمن اضطراب بے اختیار در فوج خود رسیدند و مشیت ایزدی
آویزشے برروے کار آمد وانچہ پیش نہاد خاطر انبود بعرصۂ ظہور رسید الحال ہم نواب
محمد علیخان بہادر مراتب رسوخ و خلوص خود بسامی خدمت مے نویسند کہ درین مقدمہ
تقصیر بندہ نیست۔ ہر چند بجہت معاملہ و آشتی خواستم۔ زمینداران اخراجی راجہ ہرنندرا
بر سر مصالحت آمدن نداوند لاچار بحفظ جان و ناموس ایستادم و سابق ہم برائے خدمتگذاری
نواب وزیر الممالک حاضر بودم و الحال نیز درصورت عفو تقصیر و بودن بر مکان و وطن دلے
بہ خدمتگذاری نواب جان نثاری خواہم نمود معہذا انچہ مرضی سامی باشد بر آن اطلاع رود۔

ایضاً۔ پیش ازین دو قطعہ رقائم یکے پیش از وقوع محاربہ بنواب محمد علی خان و ہرنند
و دویمی بعد رو داد ستیز و آویز بسامی خدمت ابلاغ یافتہ تا حال خاطر دوستی فخائر بعز وصول
جواب آن انتظار دارد۔ شاید کہ خطوط مذکور از دست قاصدان بعرصۂ تلف درآمده یا آنکہ
بکوتاه دستی نامہ بران مزین مطالعہ لامعہ نشد و الاچہ احتمال کہ جواب آن رقم پذیر خامۂ
اشفاق طراز نگردد دوستدار دربارہ نواب محمد علی خان بہادر اصلا گاہے عرضداشت
بقدسی جناب ارسال نداشتہ مگر دو دفعہ در مقدمہ شان بسامی خدمت متصدع شده
کیفیت شورش روبکار و استیلا و غلبۂ کفار بر ضمیر منیر روشن و مبرہن اول نواب محمد علیخان بہادر
از اہل اسلام و معہذا از متوسلان قدیم آن مہربان اند اگر رقم عفو بر صفائح جرائم شان
کشیده شود و بجاے و مکان خود سکونت پذیر توانند ماند بمقتضاے صدق رسوخ
کہ از دل و جان بسامی خدمت متحقق دارند روزے بکار شریف خواہند آمد و جان نثار یہا

خواہند نمود۔

بنام نواب سیّد علی محمد خان۔ القاب کے بعد لکھتے ہیں رقیمۂ مرسلۂ سامی موصول مطالعہ گردید۔ حقیقت مندرجہ حرف بہ حرف پیرایۂ انضیاح پوشید نوشتہ بودند کہ ہرنند باوجود دادن فارغخطی خریف الحال کہ ارادہ پرخاش دارد باعث آن دریافت نمے شود اگر بہ طبق ایمائے نواب وزیر الممالک بہادر ست ازینجا بہ نواب موصوف نگارش رود۔ پیشتر در باب دست بر داشتن از خلش براجہ ہرنند مکرر مرقوم گشتہ و بہ نواب بہادر بدفعات اتمام رفتہ کہ بہ نواب وزیر الممالک بہادر ظاہر ساختہ نوشتۂ ممانعت از آویزش بہ ایشان بنام ہرنند رود بفرستند چنانچہ دیروز کہ چہارم محرم روز پنجشنبہ بود رقیمۂ نواب بہادر وصول یافت کہ ہرچند از نواب موصوف گفتہ شد ایشان خواہ مخواہ میر معین الدین خلف خود را از پیشگاہ والا بجہت پشت گرمی ہرنند رخصت دہانیدند و از نواب بہادر ہم برائے ہمراہ کردن جمعیت گفتند چون عذر قلت مردم درمیان آوردند گفتند کہ این جانب بنگارند کہ ازان طرف فوج برسد چنانچہ بر این ہمہ مراتب محمد دلیر را مطلع کردہ ہمراہ فلانے کہ از فلائے مدار مہمات ہرنند انتساب برادری و قرابت قریبہ دارد فرستادہ شد کہ بمبالغہ واستبداد فہمانیدہ ہرنند را از سر پرخاش باز دارد و بہ ترتیب معاملت آورد و بہ نواب وزیر الممالک بمبالغۂ کمال نوشتہ شد کہ این ہر دو فوج خود را کہ عبارت ازان مہربان و راجہ مذکور باشد درین وقت کثرت شورش کفار از گزند آویزش ہمدیگر مصئون داشتن مناسب ست و معہذا فلانے یعنی آن مہربان رسوخ صمیم با ایشان دارند و فوجہائے شان ہر سال برائے خدمتگذاری بخدمت مے رسد بہنگام محاربہ سیف الدین علی خان خود شان رسیدہ مصدر ترددگزیدہ بودند الحال کہ در جلدوے این ہمہ خدمتگذاریہا انتزاع ریاست و بر آوردن شان از وطن منظور خاطر گردیدہ جائے تعجب

وآینده دیگران را از نتائج خدمت مایوس نمودن بلکه از خدمتگذاری بازداشتن ست
زود به هر نهند باید نوشت که دشت از پرخاش بآستین کشد و معاملت نماید و به نواب بهادر
هم بتاکید نگارش یافته که اگر از قیام اینجا و اظهار ایشان نواب موصوف به سمع صفا جا دهند
خیر والا بوالاجناب ارفع و اعلی عرض نمایند که حضرت بدولت ازین عزیمت ممانعت فرمایند۔
آن مهربان هم بر قلیل و کثیر نظر نکرده و روپیه را عزیز نداشته بمعاملت پردازند و بهر نهج که
باشد سررشته سلوک و آشتی از دست ندهند۔

ایضاً۔ فوج همراهی ایشان گاهے بمعاینه در نیامده یقین ست که مردم خوب و محنتی خواهند بود
از رفاقت رفقا و تردد و محنت آن ها همه مقدمات رو به اسلوب مے آرد و کارها بخوبی سرانجام
مے پذیرد مکان ها استحکم و اجتماع جمعیت و لوازم محاربه درست باید داشت و فوجها که در تهانجات
داطراف و جوانب متفرق بوده باشد همه را یک جا فراهم و مجتمع باید ساخت که در صورت معاملت
کسے زمین را بر داشته نخواهد بود باز استحکام تهانجات مے تواند شد و اگر جمعیت جابجا منتشر
و متفرق باشد بنا بر بُعد مسافت بر وقت خبرگیری هم گر متعذر و معهذا اگر طرفے بیک فوج
چشم زخم برسد دیگر افواج را دل سردی روے مے دهد این قسم مقدمات خیلے بامتحان و تجربه
این جانب آمده ست لهذا بمبالغه و اغراق نوشته مے شود که اولاً بهر قسم که ممکن باشد
به سخنان آشتی آمیز و هم بزر ها رفع پرخاش نموده این آتش را فرو باید نشانید به ارسال الزمنافع
محالات طمع باید برداشت درصورتیکه این معنے صورت پذیر نه شود و خواه مخواه مقدمه به ستیز
و آویز کشد درصورت استعداد و مضبوطی باهم مصالحت و معاملت بآئین بهین میسر مے تواند شد
و هم مقدمه جنگ بآئین بهتر بعرصۂ ظهور مے تواند رسید زیاده چه نگارش رود۔

ایضاً رقیمه مرسله سامی متضمن رسیدن در الموڑه پنجم رمضان و دامن گرفتن کوهیان

آن طرف دریاے سرجو بنا بر یاس وہراس فوج اسلام ورسیدن زمیندار سری نگر سرمور بھٹ
بہ اجتماع و فرستادن او خسر پورہ خود را براے مصالحت و اینکہ بسبب ریزش برف بمقتضاے
مصلحت ومشورت یکدیگر از انجا مراجعت نمودہ در رُڈُر رسیدہ شدہ درچندے بہ آنولہ
مے رسند بمطالعہ در آمد حقیقت مندرجہ حرف بہ حرف بوضوح پیوست کیفیت سمیت آب و
ہواے کوہستان وقلت محاصل آن ملک پر ظاہر بود کہ پیش ازین ہم نگارش رفتہ اگر حفاظت
اماکن ماخوذۂ کوہستان از قرار واقع متصور باشد استحکام آن مضائقہ ندارد واگر ازنا موافقت
آب وہواے آنجا صورت بست این معنی متعذر باشد باز میندار آنجا دار مدار نمودہ اورا از خود
باید ساخت آن مہربان نظر بر مآل کار دخوشی ارکان حضور کہ دار مدار کردہ بفتح وفیروزی
معاودت نمودند وبمقتضاے مشورت وقت بکار پرداختند مستحسن ومناسب بحضور انور باید نوشت
کہ بر وفق مرضی اعیان حضور پر نور از مداخلت اماکن کوہستان دست در آستین کشیدہ
در آنولہ رسیدہ شدہ ۔ درین صورت حصول رضامندی ارکان حضور وہم ظہور انقیاد وفدویت
در پیش گاہ والا خواہد گردید فقط

ان خطوں کو کاتبوں نے بیحد غلط لکھا ہے اسلیے مطلب نکالنے مین وقت بہت ہوئی اور بعض الفاظ مین قیاس کو مداخلت دی اور غور وخوض سے لفظوں کو موقع پر جمانے کی کوشش عمل مین آئی ممکن ہے کہ اصل عبارتون کے بعض الفاظ بدل گئے ہون مگر مطلب ہاتھ سے نہین جانے دیا۔

مُلازمان نواب سیّد علی محمد خان کے ہاتھ سے دار وغۂ عمارات صفدر جنگ کو ہزیمت پہونچنا صفدر جنگ کا محمد شاہ کو

نواب موصوف سے ناخوش کردینا۔ بادشاہ کی نواب صاحب پر چڑھائی طول طویل محاصرے کے بعد نواب سید علی محمد خان کا بادشاہ کی اطاعت کرلینا۔

سنہ ۱۷۴۶ء مین داروغۂ عمارات نواب صفدر جنگ سال کے لٹھے کاٹنے کیلیے دامن کوہ کمایون مین آیا تھا نواب سید علی محمد خان روہیلہ کے ملازم تھانے مین متعین تھے اُنسے لڑائی ہوگئی اور کئی آدمی دونون طرف سے مارے گئے اور ملازمان صفدر جنگ بہت مغلوب کیے گئے داروغہ کارخانے کو جنگل مین چھوڑ کر دلّی پہونچا اور صفدر جنگ سے کہا کہ آپکی عمارت کا تمام کارخانہ روہیلون نے برباد کردیا اور نوکرون کو مار ڈالا صفدر جنگ کو بہت غیظ پیدا ہوا کہنے لگے کہ اب ہماری یہ ذلّت ہوگئی کہ روہیلون نے ہمارے کارخانۂ عمارت کو لوٹ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری رفاقت اس بات مین کرین اور بادشاہ کو نواب سید علی محمد خان کی سزادہی پر متوجہ کرین تو بہتر ہے ورنہ مین ضرور بادشاہ سے عرض کرونگا اعتماد الدولہ نے اگرچہ بظاہر آرسے بلے کردیا لیکن صفدر جنگ سے دلی عناد کی وجہ سے درپردہ نواب سید علی محمد خان کے طرفدار رہے۔ صفدر جنگ کو جب یہ بخوبی یقین ہوگیا کہ اعتماد الدولہ تہ دل سے نواب علی محمد خان کی جانب داری کرتے ہین تو عمدۃ الملک امیر خان اور غازی الدین خان فیروز جنگ اور محمد اسحاق خان اور حیدر قلی خان اور صمصام الدولہ بیرم خان اور کامیاب خان وغیرہ کو موافق کرکے ایک بڑا شکایت آمیز واقعہ بادشاہ کے سامنے پیش کرکے بادشاہ کو روہیلون کے استیصال پر متوجہ کیا چنانچہ محمد شاہ ایک لاکھ جمعیت کے ساتھ بذات خود اس مہم پر آمادہ ہوے آنند رام مخلص نے اس مہم کے سفرنامے مین لکھا ہے کہ ۲۴ محرم سنہ ۱۱۵۸ ہجری کو محمد شاہ دلّی سے

سوار ہوکر لونی باغ مین ٹھہرے وزیر الممالک اعتماد الدولہ اور عمدۃ الملک امیر خان اور
ابو المنصور خان میر آتش وغیرہ امرا ہمرکاب تھے۔ ماہ صفر مین بادشاہ نے امرا کو جمع کرکے
سید علی محمد خان کی تنبیہ کے لیے رائے قرار دی۔ لشکر کی ہراولی وزیر الممالک کو ملی ۱۲ صفر کو
پانچ گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے تخت روان شکاری پر سوار ہوکر فرحت افزا سے کوچ کرکے
دریاے ہیڈن کے پاس خیمون مین مقام کیا ۱۵ کو جشن نوروز کی محفل منعقد ہوئی جس کا رنگ
سبز پستی تھا اور وہ مراد ہے تحویل آفتاب سے بیت الشرف مین اور بیت الشرف ایسے برج کو
کہتے ہین جس مین کوئی سیارہ پہونچ کر شرف اور سعادت پاتا ہے پس ہر سیارے کے لیے
بیت الشرف علیحدہ علیحدہ ہے چنانچہ آفتاب کا بیت الشرف برُج حمل ہے۔ وزیر اور صفدر جنگ
اور عمدۃ الملک نے ایک ایک سو ایک ایک اشرفیان نذر دکھائین اور تہنیت کے آداب بجالائے
۱۹ صفر کو بادشاہ نے پرگنہ ڈاسنہ مین پہونچکر حکم دیا کہ میر بحر دریاے گنگا کے پل کی درستی کو
روانہ ہو اور بادشاہ رام گھاٹ ضلع بدایون کی راہ گنگا کو عبور کرکے پرگنہ گنور مین آپہونچے
اس وقت نواب سید علی محمد خان نے آنولہ کو چھوڑ کر بن گڑھ عرف یوسف نگر مین پناہ لی
۹ ربیع الاول سے ۱۶ ربیع الاول تک شہباز پور مین بادشاہ کا مقام ہوا ۱۷ کو آگے روانہ ہوئے
صفدر جنگ کے قزلباش ملازم گانؤن مین جاکر لوٹ مار کرتے تھے اور جانور اور آدمی پکڑ لاتے
تھے وزیر الممالک نے بادشاہ سے عرض کرکے کھیتون اور دیہات کی حفاظت کیلیے فوج مقرر کردی
اور حکم دیا کہ اب اگر کوئی قزلباش رعایا کو ستائے تو اُس کو سزا دینی چاہیے اور باندھکر لانا چاہیے
ایک دن صفدر جنگ کی سرکار کے چالیس ہاتھی کھیتون کے چارے سے لدے ہوے تیس
قزلباشون کے ساتھ لشکر مین آرہے تھے فوج محافظ انکو وزیر الممالک کے پاس پکڑ لائی
وزیر نے انکو بادشاہ کے حضور مین پیش کردیا حکم ہوا کہ ہاتھی جسکے ہین اُس کے پاس پہونچا دو

لیکن آیندہ ایسا ہوگا تو جملہ چیزین سرکار مین ضبط کر لی جائینگی صفدر جنگ نے اُن قزلباشون کو
اتنا پٹوایا کہ دو آدمی صدمے سے مرگئے۔ پہلی ربیع الثانی کو سنبھل سے بادشاہی فوج آگے بڑھی
۱۷ ربیع الثانی کو ایک مقام پر امرا بادشاہ کے پاس حاضر ہوے۔ جو کہ تھوڑے عرصے سے
صفدر جنگ اور قائم جنگ والی فرخ آباد مین ملال تھا اسلیے وزیر اعظم نے بادشاہ کے حکم سے
دیوان خاص کے خیمے مین بادشاہ کے پس پُشت دونون کے ملاپ کراکے بغلگیر کرا دیا۔ ۲۳
ربیع الثانی کو بادشاہی فوج بن گڑھ سے چار پانچ کوس کے فاصلے پر جا پہونچی سہ پہر کے وقت
نواب سید علی محمد خان کی فوج شاہی فوج پر حملہ کرنے کے لیے قلعہ سے نکلی اور آگے بڑھی —
عمدۃ الملک امیر خان اور صفدر جنگ حاکم توپخانہ اور نواب وزیر الممالک مقابلے کو روانہ ہوے
اور گولہ اندازی شروع کرائی۔ نواب سید علی محمد خان کی فوج پسپا ہو کر قلعہ مین گھس گئی ۲۶ ربیع الثانی
کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ نول رائے نائب نظامت صوبۂ اودھ بادشاہ کے حضور مین آتا تھا کہ اُسکی
اور سید علی محمد خان کی سپاہ سے لڑائی ہوگئی اور پائندہ خان سید علی محمد خان کا سردار مارا گیا
صفدر جنگ یہ خبر سُنکر مدد کو سوار ہوے۔ نواب وزیر نے اپنی سرکار کے بخشی اول صوفی بیگ خان نامی کو
حکم دیا کہ فوج لیکر صفدر جنگ کے ساتھ جائے اور وزیر آپ سوار نہ ہوے۔ اس لیے کہ ہرکارون
کی زبانی معلوم ہوگیا کہ لڑائی ہونے کی خبر غلط ہے۔ اصل اس واقعہ کی اس قدر تھی کہ نول رائے کی
آمد آمد کی خبر سُن کر صفدر جنگ اس خیال سے سوار ہوے تھے کہ مبادا نواب سید علی محمد خان اُس
کا راستہ روکین ان سب باتون کے علاوہ صفدر جنگ کی اصلی غرض یہ تھی کہ وہ بادشاہ سے
عرض کر چکے تھے کہ ملک اودھ کا نائب ایک بھاری جمعیت رکھتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہ تھا پس اُسکو
ہمراہ لانے مین اُسکے ہمراہیون کی تعداد کھُلے گی نہین مغالطہ باقی رہے گا اور یہ راے اُن کی
بہت صائب تھی غرضکہ صفدر جنگ نول رائے کو ساتھ لیکر سہ پہر کے وقت لشکر شاہی مین داخل ہوے

اُمرائے بادشاہی نے سید علی محمد خان کے مغلوب کرنے مین نہایت سستی اور کاہلی کا برتاؤ کیا۔ انندرام اس امر کی نہایت شکایت کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ معلوم نہین ہوتا کہ عمدہاے خلافت و برگزیدہاے دولت کے کیا مد نظر ہے بر۱۱۵۱ھ ہجری مین انکی بودی تدبیرون کی وجہ سے لشکر نادر شاہی ہندوستان پر مسلط ہوگیا اور اُسے تباہ کر دیا۔ نواب سید علی محمد خان پر بادشاہ نے بہ نفس نفیس چڑھائی کی اور اُنکے قیام گاہ سے تین کوس کے فاصلے پر پہونچگئے مگر وہ اتنک مطیع نہوسکے امراے شاہی روز حملے کے لیے سوار ہوتے ہین اور کچھ دور جاکر لوٹ آتے ہین اور اسی قدر پر ان سردارون نے کفایت نہین کی بلکہ ایک یہ افسوس کی بات ہے کہ بادشاہ کو بعض اُمراے بے سروپا اور تھوڑے سے خواص اور چند خواجہ سراکے ساتھ تنہا چھوڑکر خود آگے بڑھکر ڈیرے کر دیے ہین میر آتش کا یہ حال ہے کہ وہ توپخانے کے افسر ہین مگر سب سے زیادہ کاہل مزاج اور بے پرواہین۔ مآثر الامرا مین لکھا ہے کہ وزیر کے متصدی ہرنند کو نواب سید علی محمد خان نے تباہ کر دیا تھا مگر پھر بھی وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے برخلاف نواب سید علی محمد خان کی طرفداری کرتے تھے۔ سیر المتاخرین کا مؤلف بھی کہتا ہے کہ وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے ساتھ نفاق رکھتے تھے اسلیے نواب سید علی محمد خان کے در پردہ طرفدار تھے ان دونون امیرون نے بھی پٹھانون کی مہم کو وزیر کی مرضی پر چھوڑکر آپ ڈھیل ڈالدی تھی۔ بنگڑھ کے گرد اسقدر گنجان بانس بوئے ہوے تھے کہ کسی صورت سے گولہ اُنکے پار نہ جاسکتا تھا۔ ہان بڑے بڑے گولے شاہی توپون کے بن گڑھ مین پہونچتے تھے اور طول محاصرہ سے گھوڑون وغیرہ کو گھانس چارے کی تکلیف ہونے لگی تھی آخر الامر پٹھانون نے نواب سید علی محمد خان کو صلاح دی کہ صلح کر لینی چاہیے کیونکہ جو اپنے سلطان سے جنگ کرتا ہے اُسپر اُسکی عورت حرام ہو جاتی ہے۔ یکم جمادی الاولے کو نواب سید علی محمد خان نے نواب قائم خان والی فرخ آباد کی معرفت

بادشاہ کی خدمت مین اطاعت اور عفو قصور کی درخواست کی اور بادشاہ کے بعض شرائط کی بجاآوری پر راضی ہوے اور کہا کہ اپنی مقدرت کے موافق زر نقد بھی نذر کرونگا وزیرالممالک نے مورچون سے ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کے حضور مین بھیجی۔ بادشاہ رضامند ہوگئے اور وزیرالممالک کو اختیار دیا کہ جو تمھاری راے ہے اُسکے مطابق کارروائی کرو اور دوسرے دن سوال وجواب ہوکر صلح قرار پائی اور طرفین سے گولہ باری موقوف ہوئی۔ ۳ جمادی الاولے روز جمعہ کو نواب سیّد علی محمد خان بنگرھ سے بادشاہ کی قدمبوسی کے لیے سوار ہوے اس عرصے مین آندھی چلنے لگی پھر کچھ بوندا باندی ہوئی اُنکی سواری آہستہ آہستہ چلکر قائم خان کے خیمے کے پاس پہونچی وہان تھوڑی دیر قیام کیا اور اپنی گردآلود اور بھیگی ہوئی پوشاک بدلی رانند رام مخلص نے بنگرھ کے سفرنامے مین اسی طرح لکھا ہے۔ یہان ایک بات جان لینے کے قابل ہے کہ تاریخ فرخ آباد مین آرون صاحب نے بیان کیا ہے کہ نواب سید علی محمد خان صفدرجنگ کے ذریعہ سے حضور سلطانی مین حاضر ہونا چاہتے تھے اور نواب صفدرجنگ کے دیوان نولراے کے توسل سے معاملہ عہد وپیمان شروع ہوا تھا۔ قائم خان کی فوج صفدرجنگ کے داہنے ہاتھ کی طرف تھی ایک دن نواب سیّد علی محمد خان بارہ ہزار زرہ پوش پٹھانون کی ہمراہی مین صفدرجنگ کے پاس جاتے تھے جب اُنکی نظر قائم خان کے خیمے پر پڑی تو پوچھا کہ یہ خیمہ کس کا ہے جواب ملا کہ قائم خان کا تب اُنکے خاص خاص سردارون نے کہا کیا ضرور ہے کہ معاملہ صلح کا اعتبار ایک مغل اور اُسکے دیوان نولراے پر رکھا جائے یہان آپ کے ہم قوم نواب قائم خان موجود ہین اُن سے سفارش کے واسطے درخواست کیجیے نواب نے اس بات کو قبول کیا اور قائم خان کے پاس گئے قائم خان اُن سے نہایت تپاک سے ملے جب صفدرجنگ نے جو منتظر تھے یہ مضمون سُنا تو نہایت برہم ہوے اور تمام عمر نواب قائم خان سے بغض رکھا

یہ بیان انند رام کے بیان کے سامنے جس سے ہمنے اقتباس کیا ہے صحیح نہین معلوم ہوتا اور
نہ یہ قیاس مین آتا ہے کہ نواب سیّد علی محمد خان پہلے سے تخلیہ کیے بغیر یون ہی قائم خان کے ڈیرے
چلے جاتے خلاصہ کلام یہ ہے کہ نواب سید علی محمد خان نے اپنی فوج کو نواب قائم خان کے کیمپ
مین چھوڑا اور دو تین سو سوارون کے ساتھ نواب وزیر الممالک کے لشکر مین گئے۔ عمدۃ الملک
اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور قائم خان مورچون سے سوار ہو کر بادشاہ کے پاس
چلے گئے اور سہ پہر کے وقت نواب وزیر نواب سید علی محمد خان کو اپنے ہمراہ لیکر مورچون سے
سوار ہوے وزیر الممالک پہونچے تو بادشاہ حرم سرا سے نکلے اور دیوان خاص مین مسند زرین پر
بیٹھے اول عمدۃ الملک مدار المہام اور پھر دوسرے اُمرائے سلطنت باریاب مجرا ہوے۔ بعد اسکے
بادشاہ نے سید علی محمد خان کی حاضری کا حکم دیا انتظام الدولہ خلف وزیر اعظم اُنکے دونون ہاتھ
رومال سے باندھ کر حضور مین لے گئے بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو آزاد اور اسکی تقصیرات کو معاف کیا
اسکے ہاتھ کھول دینا چاہیئے۔ نواب سید علی محمد خان آداب بجا لائے اور ہزار اشرفیان نذر گذرانین
جو منظور ہوئین۔ نواب سید علی محمد خان کو رخصت کر دیا اور حکم دیا کہ بالفعل قائم جنگ کے پاس رہین
پانچ جمادی الاول یکشنبہ کو چھ گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے کوچ کر دیا تمام لشکر کے پیچھے
عمدۃ الملک تھے اور نواب سید علی محمد خان سو سوار اور سو پیادون کے ساتھ عمدۃ الملک کے ہمراہ تھے
اور اُنکے تمام علاقے پر فرید الدین خان بن نواب عظمت اللہ خان سابق حاکم مراد آباد مقرر کیے گئے۔
اور بادشاہ نے قائم خان کو قائم الدولہ خطاب عطا کیا۔ واپسی کے وقت گنگا کے پل کی تیاری
کا کام علی محمد خان جارچی ملازم صفدر جنگ کے سپرد ہوا تھا۔ پل کی تیاری مین بڑی دیر اور
وقت واقع ہوئی۔ سلخ جمادی الاول ۱۱۵۸ہجری کو بادشاہ دلی مین پہونچگئے۔ ابو المنصور خان
صفدر جنگ روہیلون کی خرابی کے نہایت درپے تھے چاہتے تھے کہ اُنمین کا ایک متنفس باقی نرہے

اِسلیے بادشاہ سے کئی بار عرض کیا کہ حضور نواب سید علی محمد خان کو میرے حوالے کر دین مگر وزیر اعظم اُنکے ہمیشہ آڑے آتے رہے اور صفدر جنگ کی کوئی بات نواب موصوف کے برخلاف بادشاہ کے حضور مین نہ چلنے دی[1]۔

شجاع الدولہ کی شادی

محمد شاہ نے اس خیال سے کہ صفدر جنگ اور نجم الدولہ مین قرابت پیدا ہو جائے ایک دن صفدر جنگ سے فرمایا کہ شجاع الدولہ کا کہان بیاہ کروگے۔ عرض کیا کہ میرے ماموں سیادت خان کی بیٹی آگے اُس سے نامزد ہوئی تھی مگر اُس لڑکی کی پیٹھ پر ایک خط منحوس ظاہر ہو گیا ہے اسلیے شجاع الدولہ کی ماں اس نسبت پر راضی نہین ہے۔ تھوڑے عرصے سے نسبت کا پیغام علی قلی خان داغستانی شش انگشتی کے گھر سے آتا ہے۔ اگرچہ علی قلی خان سید عباسی ہے اور حسن علی خان کا بھتیجا ہے جو شاہ طہماسپ صفوی کا وزیر تھا لیکن جو کہ اُسکی بیٹی گنا بیگم ایک کسبی کے بطن سے ہے اسلیے شجاع الدولہ کی ماں اس قرابت سے بھی راضی نہین اب دیکھیے کہان قرار پائے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ نجم الدولہ کی بھی ایک بہن موجود ہے اور اس کا سلسلۂ نسب حلیمہ مرضعۂ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ شجاع الدولہ کا بیاہ نجم الدولہ کی بہن کے ساتھ ہو جائے صفدر جنگ نے عرض کی حضور کا حکم غلام کے سر و چشم پر بادشاہ نے فرمایا کہ وہ لڑکی میری لڑکی ہے صفدر جنگ نے آداب تسلیم ادا کیا چنانچہ ۱۱۵۸ہجری مین شادی قرار پائی بڑی دھوم سے شادی ہوئی ۴۶ لاکھ روپے صرف ہوئے[2] صفدر جنگ نے اپنی خوشی اور بادشاہ کی خوشنودی کے لیے بڑا تکلف اور کرّوفر کیا تھا۔ یہان تک کہ ساچق کے دن ایک ہزار اور کئی سو گھڑے چاندی کے تیار کرا کے عروس کے گھر بھجوائے کہ ہر ایک گھڑا سو روپے سے کم مین تیار

[1] دیکھو تاریخ عالم شاہی ۱۲ [2] دیکھو عماد السعادت ۱۲

نہ ہوا تھا۔ بادشاہ نے عروس کی جانب سے عمدۃ الملک امیر خان کو کھڑا کیا تھا۔
آبحیات میں مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ معتبر لوگون کی زبانی معلوم ہوا کہ جب گنا بیگم دختر قزلباش خان امید کے حسن وجمال اور سلیقے اور سگھڑاپے اور حاضر جوابی اور موزونی طبع کی شہرت ہوئی تو نواب شجاع الدولہ نوجوان تھے اُس سے شادی کرنی چاہی بزرگون نے حسب آئین بادشاہ سے اجازت مانگی فرمایا کہ اُسکے لیے ہمنے تجویز کی ہوئی ہے ایک خاندانی سید زادی لڑکی کو حضور نے بنظر ثواب خود بیٹی کرکے پالا تھا اُسکے ساتھ شادی کی اور اس دھوم سے کی کہ شاید کسی شاہزادی کی ہوئی ہو یہی سبب تھا کہ شجاع الدولہ اور تمام خاندان اُنکی بڑی عظمت کرتے تھے دُلھن بیگم صاحبہ اُن کا نام تھا اور آصف الدولہ کی والدہ تھین۔
اس بیان مین بعض باتین غلط ہین اور غلطی اُنکی ایسی ظاہر ہے کہ تشریح کی احتیاج نہین۔

نجم الدولہ اسحاق خان بن موتمن الدولہ اسحاق خان کا حال

اسحاق خان موتمن الدولہ کا باپ شوسترسے ہندوستان مین آیا اور دلّی مین ٹھہرا محمد شاہ کے عہد مین بادشاہی نوکر ہوا اور غلام علیخان خطاب پایا۔ بکاولی کا تعلقہ اُسکے سپرد ہوا۔ اسحاق خان ہند مین پیدا ہوا محمد شاہ نے غلام علیخان کو خانسامانی کی خدمت دی مرزا حسن اُسکے باپ کا نام تھا۔ اسحاق خان نے کمالات مین خوب دستگاہ حاصل کی نظم ونثر عربی و فارسی مین مہارت کامل رکھتا تھا۔ محمد شاہ کی خدمت مین اس کا تقرب بہت بڑھ گیا موتمن الدولہ خطاب پایا۔ دیوانی خالصہ کی خدمت اُسکے سپرد ہوئی۔ اُسکے رسالے مین کئی ہزار سوار بادشاہی نوکر تھے جنکے گھوڑون کا داغ حرف ق مقرر تھا۔ جو اسحاق خان کے نام کا حرف آخر ہے۔ بادشاہ کو جس قدر اُسپر اعتماد تھا اُتنا کسی دوسرے امیر پر نہ تھا اُسکی ناک مین چند پھنسیان نکلین ورم آگیا

پانچ چھ روز تپ آئی ۲ صفر ۱۱۵۲ھ کو دوشنبے کے دن انتقال کیا یہ شعر اُسکا ہے ؎

زبسکہ در دل تنگم خیال آن گل بود   نفیر خواب من امشب صفیر بلبل بود

موتمن الدولہ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑی - ۹ صفر روز جمعہ کو تینون بیٹے بادشاہ کے سلام سے مشرف ہوے - موتمن الدولہ کی اس بیٹی کی شادی محمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ کرائی - بیٹون کے یہ نام ہین -

(۱) مرزا محمد یہ دونون بھائیون سے بڑا تھا بادشاہ نے اول اسکو اسحاق خان خطاب دیا جو اُسکے باپ کا خطاب تھا اور آخر مین نجم الدولہ خطاب پایا بادشاہ اسپر بیحد مہربانی کرتے تھے ایکبار مرزا محمد کو بادشاہ نے بطور سلاطین کے عہد طفلی مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ بٹھا لیا - کہتے تھے کہ اگر اسحاق خان کے ہان مرزا محمد نہ پیدا ہوتا تو مین نہین جانتا کہ میری نسبت کیونکر ہوتی - نجم الدولہ بخشی چہارم ہوا محمد شاہ کے انتقال کے بعد احمد شاہ کے عہد مین بھی بخشی گری کی خدمت پر رہا - اور دلی کے محاصلات پرمٹ کی خدمت بھی اُس سے متعلق رہی صفدر جنگ کے ہمراہ احمد خان بنگش بن نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کی لڑائی مین ۲۲ شوال ۱۱۶۳ھ ہجری کو مارا گیا اور دلی مین مدفون ہوا -

(۲) مرزا علی افتخار الدولہ -

(۳) مرزا محمد علی سالار جنگ یہ دونون بھائی عالمگیر ثانی کے عہد مین اودھ کو چلے گئے صفدر جنگ کا انتقال ہو چکا تھا شجاع الدولہ حکومت کرتے تھے پھر شاہ عالم ثانی نے سالار جنگ کو تن بخشی گری کا خلعت دیا - یہ واقعہ ۴ رجب ۱۱۷۵ھ ہجری کا ہے -

دریائے لطافت مین میر انشاء اللہ خان نے لکھا ہے کہ یہ تینون بھائی نہایت عیاش تھے اسلیے دلی کے لطیفہ گو اور خوش کلام اور بیری پیکر طوائف انکی صحبت مین رہتی تھین -

احمد شاہ ابدالی کے مقابلے کے لیے صفدر جنگ کا سرہند کو جانا اور قمر الدین خان وزیر اعظم کی مقتولی کے بعد کارنمایان دکھانا صفدر جنگ کی کوشش سے احمد شاہ کا شکست پانا صوبۂ الہ آباد بھی صفدر جنگ کو مل جانا

آثر الامرا مین لکھا ہے کہ ۱۱۵۶ ہجری مین بادشاہ نے صوبہ الہ آباد عمدۃ الملک سے نکالکر صفدر جنگ کے سپرد کر دیا۔ اور خزانۂ عامرہ مین ذکر کیا ہے کہ ۱۱۵۹ ہجری مین عمدۃ الملک اپنے ایک نوکر کے ہاتھ سے مارا گیا تو بادشاہ نے صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کے حوالے کر دیا۔

۱۱۶۱ ہجری مطابق ۱۷۴۸ء مین احمد شاہ دُرّانی نے صوبۂ لاہور و ملتان پر چڑھائی کی اور اُس ملک کو دل کھولکر لوٹا جب اُسکو سلطنت ہند کی بدنظمی اور دربار کی بیخبری کی خبر پہونچی تو دلّی کی تسخیر کا ارادہ کیا اور لاہور سے دلّی کی طرف کوچ جاری کیا۔ محمد شاہ نے احمد شاہ کے مقابلے کے لیے اپنی تمام فوج اور توپخانہ اپنے ولی عہد شاہزادہ احمد کے ساتھ کرکے اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور راجہ ایسری سنگھ ولد راجہ جے سنگھ سوائی والی جے پور وغیرہ کو اُسکے ہمراہ کرکے روانگی کا حکم دیا ایسری سنگھ نے اس وقت پر بادشاہ سے عرض کرایا تھا کہ قلعہ رنتھنبور مجھے عطا ہو جائے اور اُس قلعہ کے ملنے تک جانے مین ڈھیل کرتا تھا بہت سے امرا کی مرضی ہوئی کہ قلعہ راجہ کو دیدیا جائے مگر قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ نے کہا کہ ایسا قلعہ نہ دینا چاہیے اگر کبھی مخالفت ہو گئی تو راجپوتون کے ہاتھ سے اُس کا نکلنا مشکل ہوگا۔ ۱۸ محرم ۱۱۶۱ ہجری کو بادشاہ نے صفدر جنگ اور ذو الفقار جنگ اور معین الملک وغیرہ کو

پہر دن چڑھے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت فرمایا۔ اور نو گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے وزیر اعظم کے سر پر سرپیچ باندھا اور بادلہ کا طُرّہ اپنی دستار سے نکالکر اُنکی دستار مین لگا دیا اور ابدالی سے جنگ کرنے کے لیے رخصت فرمایا۔ تاریخ سلاطین متاخرین ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شجاع الدولہ صفدر جنگ کے ہمراہ نہین گئے تھے بادشاہ کے حضور مین رہے تھے۔

شاہزادہ احمد تمام لشکر اور امرا کے ساتھ سرہند سے گذر کر دریائے ستلج کے کنارے ماچھی واڑے مین پہونچا اور احمد شاہ ابدالی لودھیانہ کی راہ بالا بالا داخل سرہند ہوا اور ۱۳ ربیع الاول کو اُس مقام کو لوٹ لیا شاہزادہ یہ خبر سُن کر ابدالی کے تدارک کے لیے اُس طرف کو روانہ ہوا۔ اور اپنی فوج کا پڑاو ڈالکر ابدالی کے لشکر کے خوف سے اپنی سپاہ کے گرد خندق کھُدوائی۔ ۱۵ ربیع الاول سے ۱۸ تک لڑائی جاری رہی۔ کسی قدر رسد کی گاڑیان اور بانون کے چھکڑے اور توپون کی گاڑیان شاہزادے کے لشکر سے پیچھے رکھی تھین اُن پر ابدالی کے لشکریون نے قبضہ کر لیا۔ ہندوستانی فوج اور بہیر بہت تھی مگر افغانی فوج کے خوف سے خندق مین محصور تھی۔ ۲۲۔ ربیع الاول کو اعتماد الدولہ قمر الدین خان اپنے خیمے مین چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ابدالی کے لشکر مین سے ایک گولہ آکر اُنکے لگا اور وہین رہ گرائے مُلک بقا ہوئے راجہ ایسری سنگھ وغیرہ راجپوت سردار جنکے ساتھ بیس تیس ہزار آدمی تھے وزیر کے مقتول ہوتے ہی بھاگ نکلے۔ صفدر جنگ اور معین الدین عرف میر منو بن قمر الدین خان نے مع شاہزادے کے پائداری کی۔ ۲۸ ربیع الاول کو احمد شاہ ابدالی نے فوج ہند کے مورچے پر دھاوا کیا۔ معین الملک نے بڑی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کرکے مخالف کے اکثر آدمیون کو ملک عدم کو پہونچایا مگر ہندوستانی بہت کثرت سے کام آئے چونکہ افغانی فوج قریب آگئی تھی اس لیے قریب تھا کہ ہندوستانیون کو شکست عظیم ہو۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھ کر تھوڑی فوج شاہزادے کی کمک کیلیے روانہ کی

اور خود پیادہ پا ہو کر اپنی فوج کے ہکلے اور بان اور جزائل اپنے سامنے کر کے معین الملک اور ابدالی کے درمیان مین حائل ہو گئے اور بڑی دلاوری کے ساتھ لڑائی کی۔ اُدھر تو ابدالی کی فوج معین الملک کی جنگ کا صدمہ اُٹھا چکی تھی کہ یکایک صفدر جنگ بہت سی فوج اور توپخانۂ آتشبار کے ساتھ آگئے اور اس گرما گرمی مین ہندوستانی توپخانے کا ایک گولہ احمد شاہ ابدالی کے توپخانے مین جا گرا جس سے توپون کی گاڑیون مین آگ لگ گئی ہزارون بان چلنے لگے ابدالی کے بہت سے آدمی خاک پر لوٹ گئے اور اُسکی فوج کی ساری جوانمردی ختم ہو گئی یہان تک کہ میدان جنگ سے قدم اُٹھ گئے۔ رات کو احمد شاہ نے کچھ پیام صفدر جنگ کے پاس بھیجے اور صبح کو میدان جنگ سے کوچ کر گیا۔ محمد شاہ مژدۂ فتح و فیروزی اور وزیر کی جان نثاری اور صفدر جنگ کی جوانمردی اور کوشش کا حال سُنکر بہت مسرور ہوے۔

چونکہ بادشاہ کی طبیعت ان دنون علیل تھی اس لیے شاہزادے اور صفدر جنگ کو عجلت کے ساتھ اپنے پاس طلب کیا میدان جنگ سے شاہزادہ مع صفدر جنگ کے روانہ ہوا محمد شاہ کا مرض دم بدم زیادہ ہوتا تھا اسلیے شاہزادے اور صفدر جنگ کی طلب مین متواتر شقّے صادر ہونے لگے اور یہ لوگ جلدی روانہ ہوے ابھی پانی پت کے متصل پہونچے تھے کہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۶۱ہجری مطابق ۵۔ اپریل ۱۷۴۸ء کو محمد شاہ نے انتقال کیا۔ ۲ جمادی الاولے ۱۱۶۱ہجری کو صفدر جنگ نے مقام پانی پت مین چتر شاہی اور لوازم جلوس آراستہ کر کے بادشاہ کی نذر سے گذرانا اور سلطنت ہندوستان کی مبارکباد دی اور آداب بجالائے بادشاہ نے کہا کہ وزارت تمکو مبارک ہو[1]

اس بادشاہ کی حقیقی ماں کا نام اودھم بائی تھا جو ان خان قوال کی بہن تھی احمد شاہ نے

[1] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

اپنی تخت نشینی کے بعد اُسکو نواب بائی خطاب دیا۔ پھر کھوڑے دنون کے بعد نواب قدسیہ صاحب الزمان خطاب ہوا[۱]

نواب سید علی محمد خان کی مدد سے صفدر جنگ کو دلی کی وزارت ملنا

احمد شاہ اپنے باپ محمد شاہ کے جانشین ہوے وہ احمد شاہ دُرّانی کی قوت کی دھوم دھام ہونے سے ترسان اور لرزان رہتے تھے اور اُنھون نے فیروزمندون کی لوٹ مار سے سلطنت کو حفظ وحراست مین رکھنے کی غرض سے وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا مگر جب کہ آصف جاہ نے انکار کر دیا[۲] اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو جسکے بعد ہی اُسنے وفات پائی تو بادشاہ نے ناصر جنگ آصف جاہ کے جانشین کو اپنی امداد واعانت کے واسطے اُس فوج سمیت بلایا جو اُسکی سعی وہمّت سے فراہم ہو سکتی تھی مگر تھوڑے عرصے مین یہ بات دریافت ہوئی کہ احمد شاہ دُرّانی اپنی قلمرو کے مغربی حصّے مین مصروف ومشغول ہے چنانچہ اس خبر کو سُنکر احمد شاہ ہندوستانی کے اوسان درست ہوے اور انتظام اپنی قلمرو کا اپنی مرضی کے موافق پورا کرنا چاہا اور اب اُسکی مدد کی کچھ ضرورت نرہی۔ اس وقت جدید وزارت قائم کرنے کی تجویز درپیش ہوئی صفدر جنگ کو خلعت وزارت کی بڑی خواہش تھی اور طرح طرح کی کوششین اس کامیابی کے واسطے کر رہے تھے۔

نواب سیّد علی محمد خان کو جو ابدالی کے حملے کے موقع پر دوبارہ روہیلکھنڈ کی حکومت پر قائم ہو گئے تھے ایک خط اُنھون نے اس مضمون کا لکھا کہ احمد شاہ محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوے مگر ابتک عہدۂ وزارت کسی امیر بادشاہی کے نام قرار نہین پایا ہے بظاہر مدنظر بادشاہ کی میر بخشی ہے مگر اُمراے تورانی چاہتے ہین کہ خلعت وزارت انتظام الدولہ بن اعتماد الدولہ قمرالدین خان کو

---

[۱] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲ [۲] دیکھو الفنسٹن کی تاریخ ۱۲

مرحمت ہوا اگر آپ بھی تشریف لاکر ہمارے شریک ہون تو ہم آپکی اعانت قمرالدین خان سے
زیادہ کرینگے۔ نواب سید علی محمد خان ان دنون محمد شاہ کے مرنے اور نئے بادشاہ کے مسند نشین
ہونے کی وجہ سے یہ چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے کوئی آدمی دلی بھیج کر کسی رکن سلطنت کی معرفت
اپنے معاملے کی پختگی بادشاہ کے حضور سے کرالین صفدر جنگ کی تحریر کو غنیمت سمجھ کر اُن کو
اپنا طرفدار بنانا مناسب جانا مگر اس وقت نواب سید علی محمد خان کی یہ حالت تھی کہ مرض استسقا مین
مبتلا تھے۔ قوت سامعہ مین بھی بڑا خلل آگیا تھا دوسرے قوے بھی بیکار تھے اسلیے آپ نہ جاسکے
حافظ رحمت خان کو ہزار سوار دیکر دلی کو روانہ کیا حافظ صاحب دلی کے قریب پہونچے تو صفدر جنگ
نے جنکو بڑا انتظار تھا حافظ صاحب کے ورود کی خبر سنکر اپنے بیٹے شجاع الدولہ کو اسحاق خان
کے ساتھ استقبال کو بھیجا یہ دونون سردار حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ دلی مین لیگئے اور اُن
کے خیمے شیر جنگ کے باغ مین نصب کرائے صفدر جنگ نے تمام لشکر کے لیے ضیافت بھیجی
دوسرے دن صبح کو صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو اپنی ملاقات کے لیے بلایا اور بہت تعظیم وتکریم
سے گلے لگایا اور تخلیہ کرکے تورانیون کی مخالفت اور ایرانیون کی موافقت کی ساری داستان
بیان کی۔ حافظ صاحب صفدر جنگ سے یہ کہا کہ مین آپکی مرضی کا تابع ہون آپ جو حکم دینگے
اُسکی تعمیل کرونگا اور اپنے قیام گاہ کو لوٹ آئے اور روزانہ حافظ صاحب صفدر جنگ کی
ملاقات کو جانے لگے کئی دن کے بعد صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو طلب کرکے کہا کہ کل مین
خلعت حاصل کرنے کے لیے قلعہ کو جاؤنگا۔ پانچہزار تورانی انتظام الدولہ کے ہمراہ میرے روکنے
کی کوشش کے لیے قلعہ کے دروازے پر کھڑے ہونگے اور یہ چاہینگے کہ مجھپر سبقت کرکے
انتظام الدولہ کو خلعت دلوادین اس لیے کل صبح آپ اپنے سوارون کو ساتھ لے کر میرے پاس
آجائین چنانچہ دوسرے دن صبح کو کہ رجب کی چوتھی تاریخ اور دوشنبے کا دن تھا حافظ صاحب

تیاری کر کے صفدر جنگ کے دروازے پر پہونچے صفدر جنگ قبل سے اپنی فوج کو تیار کر کے
حافظ صاحب کے منتظر تھے اُنکے پہونچتے ہی نہایت تزک وشان کے ساتھ قلعہ کو روانہ ہوئے
تورانی قبل سے پانچ چھ ہزار کے قریب جمع ہو کر چاہتے تھے کہ قلعہ مین گھس جائین مگر جاوید خان
قلعہ دار نے جو صفدر جنگ کا طرفدار تھا اُنکو قلعہ مین داخل نہین ہونے دیا کہ اتنے مین صفدر جنگ
کی سواری جا پہونچی تورانی صفدر جنگ کی جمعیت دیکھ کر دم بخود ہو گئے اور کچھ نہ بولے
صفدر جنگ قلعہ کے دروازے پر پہونچے اودھم بائی المخاطب بہ قدسیہ بیگم والدۂ بادشاہ کے
حکم سے جاوید خان نے قلعہ کا دروازہ کھولدیا اور صفدر جنگ کو تھوڑے سے خدمتگارون
کے ساتھ قلعہ مین لے لیا حافظ رحمت خان دروازے پر تورانیون کے مقابلے کیلیے کھڑے رہے
بادشاہ نے صفدر جنگ کو خلعت ہفت پارچہ مع چارقُب وزارت وقلمدان مُرصع و دیگر جواہر
کے دیا اور جملة الملک[۱] مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر
صفدر جنگ سپہ سالار خطاب عطا کیا اور منصب ہشت ہزاری ذات اور ہشت ہزار سوار
کا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد صفدر جنگ خلعت وزارت ہندوستان پہنکر قلعہ سے نکلے اور اُس
جمعیت کے ساتھ اپنی حویلی کو چلے آئے تیسرے روز صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان کو احمد شاہ
کے دربار مین پیش کر کے خلعت اور نوبت اور خطاب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ دلایا
پھر باہم دوستی کا عہد و پیمان کر کے اپنی طرف سے خلعت گھوڑا ہاتھی حافظ صاحب کو دیکر
رخصت کیا اور نواب سید علی محمد خان کے لیے تمام روہیلکھنڈ کی حکومت کی منظوری کا حکم بھی
سلطنت کی طرف سے جاری کرا دیا۔ میر آتشی کا خلعت صفدر جنگ پر بحال رہا اور تھوڑے دنون
کے بعد اُنکی استدعا کے موجب میر آتشی کی نیابت کا خلعت اُن کے بیٹے شجاع الدولہ کو بادشاہ

[۱] دیکھو سیر المتاخرین لیکن ملخص التواریخ مولفہ فرزند علی و تاریخ مظفری مین جملة الملک کی جگہ عمدة الملک ہے ۱۲

نے دیا۔

صفدر جنگ کی ہلاکت کے لیے سازش ہونا اور اُن کا اُس حادثے مین صحیح و سالم رہنا۔ صفدر جنگ کا بادشاہ سے روٹھ جانا۔ بادشاہ کا اُن کو منانے کے لیے اُنکی حویلی پر آنا۔ اکبر آباد۔ ملتان۔ اجمیر اور الہ آباد کی حکومتون کا انتظام

سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین ایک عجیب سانحہ واقعہ ہوا وہ یہ کہ نواب صفدر جنگ عید الضحیٰ کے دن عیدگاہ سے لوٹ کر گھر کی طرف آ رہے تھے کہ قلعہ کے پاس چھتّے[۱] مین جو نکمود کے نام سے مشہور ہے جس قدر سر راہ مکانات پر چھپّر تھے اُنکو آگ لگ گئی اور اُس آگ مین بان اور گولے چلنے لگے

[۱] مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ در چھتہ کہ بہ نکمود مشہور است غرض راہ یکسر بقیہ چھپّر ہاے دست راست را آتش گرفتہ بان و گولہ و تمنچہ و تفنگ الی آخرہ اور احوال سلاطین متاخرین ہند مین یون لکھا ہے در اثناے راہ چھتہ نکمود یکبارگی آواز بان و طپانچہ و بندوق بیامد و گولہا افتادند و آتش ریخت اور تاریخ مظفری مین ہے در کلبہ ساباط نکمود قریب قلعہ بادشاہی از زمین بہ بلندی عماری فیل چون اسپ صفدر جنگ محاذی کلبہ مذکور آمد آنرا آتش دادند۔ ساباط سین مہملہ مفتوح الف ساکن اور باے موحدہ مفتوح اور طاے حطّی سے منتہی الارب مین پوشش گذر کے معنی مین لکھا ہے تاریخ مظفری کا مؤلف یہ لفظ چھتّے کی جگہ بولا ہے۔ چھتہ ایسے رستے کو کہتے ہین جو ڈھنکا ہوا ہو اکثر شہرون مین چھتّے کے بازار ہوتے ہین تاریخ مظفری مین ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ اس چھتّے پر سے ہو کر قلعہ مین پانی جایا کرتا تھا ۱۲

صفدر جنگ کی سواری کا گھوڑا اور دو تین خدمتگار اُنکے صدمے سے مرگئے اور صفدر جنگ گھوڑے سے گر پڑے مگر کوئی صدمہ نہ پہونچا بعد اسکے صفدر جنگ بڑی احتیاط کے ساتھ سوار ہوتے۔ بہت سی تحقیقات کی اس سانحہ کے متعلق کوئی راز نہ کھلا تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اس واردات کا گمان انتظام الدولہ خلف کلان قمرالدین خان کی طرف پیدا ہوا اور وہ چندروز کے بعد اس مظنہ کے رفع کرنیکے لیے وزیر کے گھر پہ معذرت کو آیا گو ظاہر مین صفائی ہو گئی مگر طرفین کے دل صاف نہوے۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ کے دل مین بادشاہ کی طرف سے کدورت پیدا ہو گئی اور تین مہینے تک بادشاہ کے مجرے کو نہ گئے بادشاہ نے مصلحت اسی مین سمجھی کہ صفدر جنگ کے مکان کو خود تشریف لیگئے اور ہر طرح سے مطمئن کر دیا مگر چونکہ جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ کے مزاج مین بہت دخل حاصل ہو گیا تھا اور بادشاہ نے اُسکو نواب بہادر خطاب دیا تھا بادشاہ کے تمام احکام اُسکی مرضی کے موافق صادر ہوتے تھے اسلیے صفدر جنگ کے دل مین کدورت بڑھتی رہی۔

تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ کے مخلع ہونے کے چندروز بعد ۱۴ رجب سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو آگرے اور الہ آباد کی صوبہ داری کا خلعت سید صلابت خان بہادر ذوالفقار جنگ خلف سادات خان فرخ سیری کو مرحمت ہوا اور روز چہارشنبہ ۲۰ رجب کو صوبہ داری اجمیر کا خلعت اور اودھ کی صوبہ داری کی مستقلی کا فرمان اور غسل خانے اور تسبیح خانے کی داروغگی علاوہ پہلی عطیات کے صفدر جنگ کو بادشاہ نے عطا کی مگر پھر یہ تجویز قرار پائی کہ صوبۂ اجمیر جو صفدر جنگ کو مرحمت ہوا تھا صوبۂ الہ آباد سے جو ذوالفقار جنگ سے متعلق تھا تبدیل ہو کیونکہ الہ آباد کو اودھ سے قرب تھا پس اودھ اور الہ آباد صفدر جنگ کے پاس رہے اور اجمیر و اکبر آباد امیرالامرا ذوالفقار جنگ کو مل گئے تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہے کہ بادشاہ نے

اپنے جلوس سے دوسرے سال صفدر جنگ کے مشورے سے شاہ نواز خان پسر دوئم عز الدولہ ذکریا خان کو صوبہ داری ملتان کا خلعت دیا۔ کیونکہ معین الملک سے صفدر جنگ کو ملال تھا شاہ نواز خان پندرہ سولہ ہزار پیادہ و سوار کی جمعیت سے لاہور کی طرف گیا ملتان کے متصل معین الملک کے نائب کوڑا مل کے ہاتھ سے شکست پائی اور مارا گیا۔

صفدر جنگ کا نواب قائم خان بنگش والی فرخ آباد کو روہیلون سے لڑا دینا قائم خان کا مارا جانا۔ صفدر جنگ کا ریاست فرخ آباد کو ضبط کر لینا۔ اور خاندان بنگش کی بربادی و بے عزتی مین فریب اور حیلے کام مین لانا۔

صفدر جنگ خاندان بنگش کے دشمن جانی تھے انھون نے ایک فرمان قائم خان کی طلبی مین جاری کروایا قائم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین رکھتا ہے وہ اُسکے خاندان کے دشمن ہین اس جواب سے بادشاہ اور وزیر دونون سخت ناراض ہوے وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اس کا انتقام کیونکر لینا چاہیئے اُس وقت صفدر جنگ کو یہ سوجھا کہ قائم خان کو روہیلون سے لڑا دو دونون مین سے جسکو شکست ہوگی اُس مین اپنا مطلب نکلتا ہے گا کیونکہ نواب صفدر جنگ روہیلون سے بھی دلی عداوت رکھتے تھے اور اپنے ملک کے قریب اُن کا جماؤ ہونا اُنکو پسند نہ تھا۔ قمر الدین خان وزیر اعظم اور نواب سید علی محمد خان جب تک نہ دے ہے صفدر جنگ اپنے دل کا بخار روہیلون سے نہ نکال سکے۔ جبکہ ۲۳ شوال ۱۱۶۲[1] ہجری مطابق ۱۴ ستمبر ۱۷۴۹ء نواب سید علی محمد خان کا آنولے مین مرض استسقا

---

[1] دیکھو تکملہ ذکر کو کہ مولفہ حاجی محمد شفیع الدین خان مرادآبادی اور کشف الاستار مین شاہ حمزہ صاحب لکھتے ہین کہ روز شنبہ ۳ شوال ۱۱۶۱ ہجری کی رحلت کی ۱۲

سے (نہ مرض سرطان سے جیساکہ سیر المتاخرین مین ناواقفی سے لکھدیا ہے) انتقال ہو گیا
تو صفدر جنگ کی راے سے روہیلکھنڈ کی گورنری کا فرمان قائم خان کے نام اس مضمون کا تیار
ہوا کہ ایک بڑا کار اہم تمھارے ذمے کیا گیا ہے یعنی بہت سے محال بریلی و مرادآباد کے جو محمد شاہ
کے زمانے مین تمھاری مدد سے حاصل ہوے تھے اُنپر دوبارہ نواب سعد اللہ خان ولد نواب سید
علی محمد خان روہیلہ نے قبضہ کر لیا ہے لہذا یہ ملک تمھارے حوالے کیا جاتا ہے اور حکم دیا جاتا ہے
کہ جاکر اُسپر قبضہ کر لو۔ یہ فرمان شیر جنگ ولد سیادت خان برادر کلان برہان الملک
سعادت خان کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔ شیر جنگ فرخ آباد کے قریب پہونچا اور دو کوس کے
فاصلے پر ٹھہرا قائم خان نے بڑے تزک و احتشام سے استقبال کیا فرمان اُسکو پڑھکر سُنایا گیا
قائم خان آداب بجالایا اور خلعت سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان قلعہ کو واپس آیا یہان شرفا
اور عہدہ دارون نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکباد دی۔ آروِن صاحب نے تاریخ فرخ آباد
مین لکھا ہے کہ اُدھر خُفیہ صفدر جنگ نے روہیلون کو اشارہ کر دیا کہ تم مقابلے مین کمی نہ کرنا
یہ حال تاریخ بیان الواقع سے بھی تصدیق کو پہونچتا ہے۔ لیکن اُس مین یہ عجیب بات لکھی ہے
کہ بادشاہ اور ارکان دولت نے سواے صفدر جنگ کے تو قائم خان کو روہیلون کے تباہ کرنے
کے واسطے کہا اور صفدر جنگ روہیلون کے طرفدار تھے بلکہ اُنکی مدد کے لیے اپنے نائب نولراے کو حکم
دیا تھا اُس مقام کی کتاب کی اصل عبارت یہ ہے جناب بادشاہ و ارکان دیگر قائم خان بہادر را
برین آوردہ کہ پسران نواب علی محمد خان روہیلہ را قتل و غارت و اسیر سازند کہ ملک متصرفہ آنہا
باختیار شما خواہیم گذاشت و نواب صفدر جنگ پسران نواب علی محمد خان را پشت گرمی دادہ
کہ با قائم خان بخاطر جمع محاربہ نمایند و بہ راجہ نولراے نائب نظامت صوبہ اودھ وغیرہ نوشتہ
کہ بہ تعجیل خود را بواسطۂ کمک سرداران روہیلہ رسانند مختصر کلام آنکہ نواب قائم خان حسب الارشاد

بادشاہ با افواج بیشمار از برائے تنبیہ و تسخیر روہیلہ بانہضت فرمودہ و سرداران قوم روہیلہ بہ مرہٹی گری نواب صفدر جنگ از مکان خود حرکت نمودہ متوجہ حریف شدند و چون فرخ آباد نزدیک بود ندکہ با سرداران روہیلہ ملحق شود قائم خان بہادر با رفقائے خود مشورہ نمودہ کہ درصورت اتفاق افواج نواب بار وہیلہ ہا مقابلہ دشوار خواہد شد انسب این ست کہ قبل رسیدن افواج نواب برسر ایشان بردیم۔

قائم خان کا ملک روہیلکھنڈ سے بالکل ملا ہوا تھا اس واسطے اُسکے اور روہیلوں کے درمیان بہت موافقت تھی۔ روہیلے نواب قائم خان کی طرف سے حملے کی صورت دیکھ کر خوفزدہ ہوے اور اس بلا کے ٹالنے کے لیے اُنھون نے نواب قائم خان کو لکھا کہ جتنے پرگنے دریاے گنگا کے کنارے پر واقع ہین چھوڑ دینگے اور ایک رقم معقول دینگے مگر نواب نے بخشی محمود خان کے بہکانے سے صلح نامنظور کی اور روہیلون کی سفارت ناکامی کے ساتھ آنولے کو واپس آئی روہیلے فوراً اپنی فوج جمع کر کے جس مین پچیس ہزار آدمی سے کم اور چالیس ہزار آدمی سے زیادہ نہین بتاتے ہین ڈوری رسولپور کے باغات مین جو بدایون سے چار میل جنوب و مشرق مین ہے خیمہ زن ہوے نواب قائم خان پچاس ساٹھ ہزار سپاہ اور بڑے توپخانے کے ساتھ آگے بڑھا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا دریاے گنگا کے کنارے قادر گنج مین پہونچا اور یہان کشتیون کے پل کے ذریعے سے گنگا کو عبور کر کے ضلع بدایون مین داخل ہوا روہیلون نے راہ فرار مسدود دیکھ کر اپنے خیمون کے گرد خندق کھودنی شروع کی۔ نواب قائم خان نے ۱۵ ماہ ذی الحجہ ۱۱۶۲ھ ہجری کو علی الصباح حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہن کر مع اپنے بھائیون اور خاص سردارون اور رشتہ دارون اور اُن راجون کے جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوا۔ روہیلون کی طرف سے بھی فوج مقابلے کو تیار ہوئی اور بہت بڑے کشت و خون کے بعد قریب ڈیڑھ گھنٹہ دن چڑھے قائم خان مارا گیا اور

اسکے باقی ماندہ سردار کچھ زخمی اور خستہ و خراب وہان سے بھاگے اور روہیلون نے قائم خان کے کیمپ پر قبضہ کر لیا اور قائم خان کی لاش کو تلاش کرکے پالکی مین رکھوا کر چند معتمدون کے ساتھ میدان جنگ سے فرخ آباد کو روانہ کیا۔ لڑائی سے تیسرے روز وہ لاش فرخ آباد پہونچی اور اُسکے باپ محمد خان کے پہلو مین دفن ہوئی۔

قائم خان کی تجہیز و تکفین کے بعد مالیہ بیگم عرف بی بی صاحبہ والدہ قائم خان نے نواب محمد خان کے گیارھوین بیٹے امام خان کو قائم خان کی جانشینی کے لیے نامزد کیا۔ جب قائم خان کی شکست و موت کی خبر دلی مین پہونچی تو اکثرون کو سخت صدمہ ہوا سواے ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے کہ وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوے اور خوب ہنسے اور کلمات ہزل آمیز زبان پر لائے کیونکہ صفدر جنگ قائم خان سے ابتدا سے عداوت رکھتے تھے اور وجہ عداوت کی یہ تھی کہ جب قائم خان محمد شاہ کی ملازمت کو جاتا تو دیوان عام مین گھوڑے پر سوار ہوکر آتا تھا۔ حالانکہ ہندوستان کا قاعدہ تھا کہ وزیر اور بخشی اور تمام اُمرا نقار خانے کے دروازے سے پیادہ پا دیوان عام مین داخل ہوا کرتے تھے محمد شاہ نے قائم جنگ کو یہ خاص اعزاز عطا کیا تھا[ل]۔ جبکہ صفدر جنگ اپنے بڑے مطلب یعنی روہیلون کی شکست سے مایوس ہوے تو اُنھون نے اپنی بدبختی کے نقصان کو یون پورا کیا کہ قائم خان مقتول کے ملک پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بدولت بہ نفس نفیس فرخ آباد کی طرف نہضت فرمائین تاکہ بقیہ سرداران بنگش کو عذر باقی نہ ہے اور سب مطیع ہوجائین اور اگر کوئی بندگی سے انحراف کرے یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اُس کا وہی انجام ہو جو قائم خان کا ہوا وہ سب بھگا دیے جائینگے اور اُنکی بنیاد ملک سے مستاصل کردی جائے گی[ط]۔ بادشاہ چونکہ وزیر کے بندے

ل دیکھو فرح بخش مولفہ شیو پرشاد ۱۲ ط دیکھو تاریخ ہندوستان مولفہ الفنسٹن صاحب ۱۲

ہو رہے تھے جو تدابیر وزیر نے پیش کین سب پر بے تامل راضی ہوگئے اور سلخ ذی الحجہ ۱۱۶۳ہجری مطابق نومبر ۱۷۴۹ء پنجشنبہ کو احمد شاہ دلّی سے روانہ ہو کر کوئل پہونچے اور صفدر جنگ نے بادشاہ کو اس مقام پر چھوڑا جو یہان سے دلّی کو لوٹ گئے اور خود تھانہ دریا گنج کی طرف بڑھے یہ تھانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ مین فرخ آباد سے ۳۵ میل کے فاصلے پر گوشہ شمال و مغرب مین واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی مغل تھے اور یہ سب اُنکے قرابت دارون مرزا نصیر الدین حیدر و نواب شیر جنگ و نواب اسحاق خان وغیرہ کے زیر حکم تھے۔ باوجود اسکے وزیر نے راجہ نولراے کو یہ حکم بھیجا کہ تم فی الفور آکر میرے شریک ہو نولراے نے صوبہ اودھ کو چھوڑ کر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶ محرم ۱۱۶۳ہجری مطابق ۱۵ دسمبر ۱۷۴۹ء کو مع رام نرائن کے جو دس ہزار جوانون کے ساتھ اُس سے آن ملا تھا دریاے گنگا کو عبور کیا اور دوسرے دن کالی ندی کے کنارے کی طرف جو اُس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلے پر واقع ہے روانہ ہوا۔ اسکے دوسرے روز نولراے اور بقاء اللہ خان ایک گھاٹ سے ندی کے پار ہو کر پاپیادہ کھڑے ہوے اور اپنے سپاہیون کو ہمّت دلانے لگے کہ خوب قدم جما کر لڑنا اور بڑی بہادری سے مقابلہ کرنا ندی اُس وقت بڑے جوش و خروش سے جا رہی تھی۔ پانی بشدّت برس رہا تھا اور ہواے شمال خوب سردی چمکا رہی تھی اور رسد کی نہایت قلت تھی غلّہ زعفران کے بھاؤ تھا ایک دن کپڑون اور اسباب کے خشک کرنے مین گذرا بعد اُسکے فوج نے خدا گنج کی طرف تین کوس کا کوچ کیا۔ یہان افغان مع فوج تعدادی ۲۹ ہزار و توپخانہ کے مقیم تھے نولراے کی فوج نے ڈیڑھ کوس کا اور کوچ کیا اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی۔ میر محمد صالح اور راجہ پرتھی پت پیش لشکر پر متعین تھے قلب لشکر خود نولراے کے زیر حکم تھا میسرہ نواب بقاء اللہ خان کے تحت مین اور میمنہ رام نرائن کے حکم مین تھا کل لشکر مین پچیس ہزار سوار

تھے اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر کا کچھ شمار ہی نہ تھا۔ خیمے پانچ چھ کوس کے میدان مین استادہ تھے بلکہ جہان تک نظر جاتی تھی خیمے ہی خیمے دکھائی دیتے تھے۔ شرائط عہد و پیمان باہم شروع ہوئین اور پٹھان فرخ آباد کو واپس گئے۔ ۲۳ محرم ۱۱۶۳ھ ہجری مطابق ۲۲ دسمبر ۱۷۴۹ء کو نولرائے خداگنج کو پہونچا۔ اُس وقت یہ مشہور ہوا کہ نواب وزیر کاسگنج مین پہونچ گئے ہین اور فرخ آباد کا محاصرہ کرنے کی گفتگو ہو رہی ہے۔

اب یہان فرخ آباد کے حالات مذکور ہوتے ہین اگرچہ قائم خان کے چھوٹے بھائی اور بہت سے کار آزمودہ چیلے زندہ موجود تھے۔ مگر ابتدا مین کوئی تیاری نہ کی گئی۔ مگر آخرکار چیلہ شمشیر خان کی کوشش سے کچھ آدمی فراہم ہوے اور کالی ندی کے کنارے پر خداگنج سے متصل شہرسے ۱۰ امیل کے فاصلے پر جنوب و مشرق کی طرف متعین کیے گئے تاکہ نولرائے کو بڑھنے سے باز رکھین مُقیم خان چیلہ شمس آباد کا عامل مقرر ہو کر دوسری سمت بھیجا گیا۔ داؤد خان۔ سعادت اللہ خان۔ اسلام خان اور دوسرے چیلے شب و روز شہر کے گرد گشت کرتے تھے اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باری تعالیٰ مین دست بدعا ہوتے تھے کہ بار خدایا ایسا ہو کہ بادشاہ بدنیت وزیر کی صلاح پر عمل کر کے ہمارا قصد کرے۔ اور محمد خان بنگش غضنفر جنگ کا ملک ہمارے خاندان سے چھین لے۔ از راہ پیش بینی بطور تقدم بالحفظ ایک تحریر دو ستانہ اس مضمون کی ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار کے ساتھ روانہ کی کہ زمانہ سابق مین یہ قاعدہ تھا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ مین مارا جاتا تھا تو اُسکے خزائن ضبط ہو جایا کرتے تھے مگر اُس کے مراتب بدستور اُسکی اولاد پر برقرار رکھے جاتے تھے۔ لہٰذا مراحم خسروانہ سے امید کی جاتی ہے کہ عرضی ان بیوہ کی درجۂ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان مشعر بعفو جرائم سابقہ وعطاے ریاست امام خان مرحمت ہو۔ وزیر نے اپنے لشکرگاہ مقام دریاگنج سے یہ جواب بھیجا کہ مین

قبل ازین ایک درخواست بہین گذارش خدمت سلطانی مین پیش کرچکا ہون اور جہان پناہ نے بفضل نامتناہی ایک فرمان بھی نسبت بعطاے ریاست بنام امام خان مزین بہ دستخط خاص عنایت فرمایا ہے وہ مین اپنے ساتھ لایا ہون اُس زمانے مین یہ دستور معین تھا کہ جس کسی کو ایسی غرض پیش آتی وہ وزیر کے قیام گاہ مین بذات خود حاضر ہوتا اور ایک قسم کی نذرانے کی پیش کرتا وزیر کو توکل اختیار حاصل تھا ہی فوراً فرمان شاہی اُسکے ذریعہ سے حاصل ہوجاتا بلکہ خلعت سرفرازی بھی ملتے تھے اور مراتب نواب سابق بحال ہوجاتے تھے صرف اُس وقت حسب مذکورۂ بالا اپنے تئین مطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تھی۔ خیر یہ اُس وقت کا قاعدہ تھا جو مذکور ہوا وزیر کے خط مین اور بھی مکر اور خوشامد کے الفاظ تھے یعنی اُنھون نے تحریر کیا کہ قائم خان کی وفات سے مجھکو کمال صدمہ ہوا مین اُس کو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا اب گویا میرا دہنا بازو ٹوٹ گیا۔ لیکن اگر فضل الٰہی شامل حال ہے تو مین روہیلون کا نام و نشان ملک ہندوستان مین باقی نہ رکھونگا بی بی صاحبہ نے اُنکی تحریر کو راست تصور کرکے اور اُنکے مواعید فرہبی پہ بھروسا کر کے اُنکے لشکرگاہ مین جانے کی تیاری شروع کی اور ایک شتر سوار شمشیر خان و جعفر خان کو خدا گنج سے واپس لانے کے واسطے دوڑایا یہان یہ دونون نولراے کو روکے ہوے تھے۔ ان دونون کو یہ بھی حکم بھیجا کہ نولراے سے بھی حتے المقدور اس باب مین کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہیے کیونکہ یہ شخص وزیر کے مزاج مین بہت دخیل ہے۔ یہان نولراے نے دیکھا کہ بے جنگ و جدل راستہ پانا بہت مشکل ہے فوراً اُسنے ایک تحریر اس مضمون کی شمشیر خان اور جعفر خان کے پاس بھیجی کہ مین غضنفر جنگ کے خاندان کا ہوا خواہ ہون اور جس وقت مین وزیر کے پاس پہونچونگا تابمقدور تمھاری بہت کچھ سفارش کرونگا اور تمھاری منشاے دلی کے حصول مین کوئی دقت واقع نہ ہوگی اُن جہلیون نے اپنی

صداقت شعاری کے سبب سے اُسکے سخنان فریب آمیز کو بھی سچ جانا اور چونکہ اس وقت اُنکو
یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ مین جانے کا قصد رکھتی ہین لہذا اور بھی
اُسکے اقرارون پر بھروسا کیا اور فی الفور خدا گنج سے کوچ کرکے فرخ آباد کو واپس آ گئے۔
اُنکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ نے مع اپنے چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کی طرف کوچ کیا۔
جس وقت مئو مین پہونچین سب پٹھان خدمت مین حاضر ہوے اور جس وقت وہان سے
روانہ ہوئین سب اُنکے جلو مین اُن کے ساتھ ہوے جب وزیر کے لشکرگاہ کے قریب پہونچین
سب پٹھان سردارون نے وہان مقام کیا وزیر نے جس دم بی بی صاحبہ کے آنے کی خبر سُنی
شیر جنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ جس وقت شیر جنگ قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اُترکر
باادب کھڑا ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور قائم خان کے قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا
وہ خوب رویا اس وجہ سے کہ وہ دونون ایک طور سے بھائی ہوتے تھے کیونکہ اُنھون نے باہم
پگڑی بدلی تھی۔ بی بی صاحبہ نے کہا کہ مین تمکو بجاے قائم خان کے سمجھتی ہون اس مصیبت کے وقت
میرے کام آؤ اُسنے جواب دیا مین بسر وچشم حاضر ہون جان تک دریغ نکرونگا بعد اس گفتگو
کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنی فرودگاہ کی طرف گئین اب توسط شیر جنگ
شرائط عہد و پیمان شروع ہوئین۔ تھوڑی دیر بعد نول راے وہان پہونچا جب وہ وزیر کے دربار
حاضر ہوا اُسنے اُن قول و قرار پر یہان بالکل عمل نہ کیا جو اُس نے خدا گنج مین کیے تھے بلکہ جو کچھ
وہان وعدہ کر آیا تھا یہان بالکل اُسکے خلاف گفتگو کی اور بجز برائی کے ایک بات بھی
خاندان بنگش کے حق مین بھلائی کی مُنھ سے نہ نکالی۔ چونکہ اسکو بمقابلے اور لوگون کے
وزیر کے مزاج مین زیادہ رسوخ تھا پس جو کچھ برائی اُسنے بیان کی وزیر نے تسلیم کر لی اُس وقت
شیر جنگ سے کچھ کام نہ ہوا اور معاملہ نول راے کے توسط سے شروع ہوا اُسنے شمشیر خان و جعفر خان

اور اور لوگون کو بلایا اور اُن سے کہا کہ ملک و معافی کی گفتگو شروع ہونے سے قبل ایک کروڑ روپیہ داخل خزانۂ شاہی ہونا چاہیے۔ تھوڑی دیر بحث کے بعد شمشیر خان و جعفر خان نے علیحدہ ہوکر باہم کچھ مشورہ کیا اور آکر نول رائے سے کہا کہ ہم تیس لاکھ روپے دینے کا اقرار کرتے ہین انہین سے نو لاکھ سردست کچھ نقد اور کچھ اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین اور باقی اکیس لاکھ تین سال کی مدت مین ادا کر دینگے مگر شرط یہ ہے کہ فرمان شاہی بعطاے حقوق نواب سابق و خلعت سرفرازی حاصل ہونا چاہیے۔ نول رائے وہان سے یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ جو کچھ تم کہتے ہو ویسا ہی ہو۔ مین وزیر سے اطلاع کیے دیتا ہون اور جو کچھ حکم ہوگا آج شام کو اُس سے مطلع کر دونگا یہ کہکر وزیر کے پاس گیا اور کل ماجرا بیان کیا۔ اُنھون نے باہم صلاح و مشورہ کرکے ناظر یعقوب خان کو بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا جس وقت بی بی صاحبہ کی نظر یعقوب خان پر پڑی اُن کو اپنا چیلہ یعقوب خان و خان بہادر یاد آیا اور اُن کو یاد کرکے خوب روئین ناظر نے یعقوب خان و خان بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی۔ بعد ازان جس پیغام کے واسطے آیا تھا اُسکا مذکور شروع کیا کہا وزیر نے فرمایا ہے کہ مین آپکو اپنی مان کی برابر جانتا ہون غضنفر جنگ اور قائم خان بڑے رتبے کے امیر تھے۔ اور ضرور ہے کہ اُنکے جانشینون کو بھی یہی مرتبہ حاصل رہے۔ بالفعل خزانۂ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہیے۔ بی بی بیچارین نے بے سمجھے بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کیے کہدیا کہ بی بی صاحبہ اس عالم مجبوری مین کیا کر سکین نصف کرور یعنی پچاس لاکھ روپیہ دینگی۔ ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ مع مُہر بی بی صاحبہ سے طلب کیا۔ اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع بھی شمشیر خان اور جعفر خان کو نہ کی اور کاغذ مُہر کرکے ناظر کے حوالے کر دیا ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا اور وزیر نے ساٹھ لاکھ روپے کا اقرار نامہ لکھدیا اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ اور ناظر یعقوب و جُگل کشور کو روپیہ

لانے کے لیے ساتھ کر دیا نولراے نے شمشیر خان و جعفر خان کو طلب کیا اور اُن سے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے ساٹھ لاکھ روپیہ دینے کا اقرار کیا ہے چنانچہ یہ رقم خزانۂ شاہی مین داخل کرینگی - تم جواب دِہ ہو اس کے عوض لقب اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہے - شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ کے پاس گئے اور شکایت کی کہ ہمنے تو تیس لاکھ روپے پر تصفیہ کر لیا تھا آپنے ساٹھ لاکھ کا اقرار کیون لکھدیا بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اِس مین اصلا میرا قصور نہین ہے جو کچھ کیا بی بی جچیا نے کیا خود کردہ را علاج نیست ناچار بی بی صاحبہ ہمراہی ناظر یعقوب خان و جگل کشور فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین - وہان پہونچ کر جو کچھ از قسم نقد و جواہر ہاتھی مویشی اسباب خانہ داری باورچیخانے کے برتن وغیرہ ہاتھ لگا سب نوابکے مختارون کے حوالے کیا وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا اور ہر شے کی نصف قیمت لگائی اور جو قیمت اسطور سے مشخص ہوئی اُس مین سے پچاس ہزار منہا کر لیا یہ سب اسباب ۱۶ لاکھ کا ٹھہرا تب مختارون نے باقی ۴۴ لاکھ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا مگر اُنھون نے یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ کو چلین جو کچھ سفارش وغیرہ ہونا ہو گی وہین ہوجائے گی دوسرے روز بی بی صاحبہ مع بیٹون اور چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوئین - جب مئو مین پہونچین پٹھان استقبال کو آئے اور وہان سے اُنکی جلو مین ہمراہ ہوے جب وزیر کے لشکر کے قریب پہونچین وہان اپنا پڑاؤ قائم کیا - دوسرے روز نولراے نے شمشیر خان اور دوسرے چیلون کو بلا بھیجا اور باقی رقم کا مطالبہ کیا اور تمام دن چکنی چپڑی باتون مین گذرا اور شام تک وہ اس اُمید مین بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہو جائے گا - اب نولراے بذریعہ ہرکارے کے اول اطلاع بھیجکر وزیر کے پاس گیا اور کُل حال بیان کیا - قریب دس بارہ ہزار ہرکارون کے ساتھ رہتے تھے یہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے چیلون کے مذکورین وزیر سے نولراے نے

یہ بھی ظاہر کردیا کہ بی بی صاحبہ کے ساتھ ایک انبوہ پٹھانون کا آیا ہے اُس وقت چیلون
سے کہلا بھیجا کہ آج رات تم یہین رہو تمھارا معاملہ کل پہ ملتوی کیا گیا ہے۔ اول نولراے
نے اس احتمال سے بنظر احتیاط کہ شاید پٹھان بمقابلہ پیش آئین بی بی صاحبہ کے خیمے کے رو برو
چند توپین زنجیرون سے جکڑی ہوئین تمام رات قائم رکھین رات کی تاریکی بیان سے باہر
ہے اب بی بی صاحبہ سے یہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ شرائط آئی ہین یا بقصد جنگ
اگر بہ ارادہ صلح آئی ہین تو ان مسلح افغانون کو جو آپکے ہمراہ آئے ہین اپنے اپنے مکانون کو
واپس بھیجدیجیے۔ بی بی صاحبہ نے ہر ایک تمن کے سردار کو بُلا کر حکم دیا کہ سب مئو کو واپس
جاؤ۔ پٹھانون نے عرض کیا کہ ہم مُلازم موروثی ہین ہم سے نہین ہو سکتا کہ آپکو اس صورت سے
دشمن کے قابو مین چھوڑ جائین کیونکہ تنہا چھوڑنے سے ہمین خوف ہے کہ کچھ آسیب آپکو نہ پہونچے
بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ کوئی عاقل رقم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر اُلجھاؤ بڑھانا
پسند نکرے گا جب پٹھانون نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم مین ہماری عرض کارگر نہوگی تو لاچار
مئو کو واپس گئے اور باغات مین بغرض حفظ اپنی جائداد و خاندان کے قیام کیا اور یہان
شب و روز مُسلح کھڑے رہتے تھے شمشیر خان اور دوسرے چار چیلون کو زیر حراست رکھنے
کا حکم دیکر وزیر نے مشرق کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ خبر فرخ آباد کے پٹھانون کو پہونچی کہ پانچ چیلے
گرفتار ہوگئے ہین اور وزیر مشرق کی طرف بڑھتے آتے ہین سب شہر کو چھوڑ کر مع متعلقین مئو کو
اُٹھ گئے اور ایک متنفس بھی شہر مین باقی نرہا جب وزیر مع لشکر مئو کے قریب پہونچے تو نول راے
نے اجازت چاہی کہ حکم ہو تو مین مئو کو جلا کر خاک سیاہ کردون کہ نام و نشان اس قوم کا
باقی نرہے ہر چند کہ وزیر کی دلی آرزو یہی تھی مگر از راہ دور اندیشی یہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانون
مین بہت زور باقی ہے۔ اور بہت کثرت سے ہین شاید اُن کو غلبہ حاصل ہو جائے اسلئے ابھی حملہ کرنا نہین چاہیے

اس ارادے کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے یہ بڑے شکر کا مقام ہے کہ قائم خان کی ماں اور اُس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھ آگئے ہین جب وزیر مئو کے قریب پہونچے تو جو اندیشہ کہ اُنھون نے اپنے دل مین تصور کیا تھا اُسکو بالکل صحیح پایا تمام افغان کیا پیدل کیا سوار سب تیر تبر بان اور بندوق سے مسلح پاپیادہ صفین باندھے کھڑے تھے وزیر اُنسے جنگ کی کوشش نہ کرکے مشرق کی طرف دریاے گنگا کے کنارے کنارے چلے گئے یہان تک کہ یاقوت گنج مین داخل ہوے یہ مقام فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلے پر جنوب و مشرق کی طرف واقع ہے۔ یہان وزیر نے پڑاو ڈالدیا۔ نول راے شمس آباد سے گذر کر فرخ آباد پہونچا اور قلعہ مین داخل ہوا اور وہان بوجہ چند مقام کیا جب اُسنے قلعہ اور مکانات کو دیکھا تو کہا کہ انھین مکانات کے بھروسے پر باون ہزاری بنے تھے قلعہ تو چھوٹے سے زمیندار کی گڑھی کی برابر بھی نہین ہے اور اسی طرح کے الفاظ تہتک آمیز زبان پر لایا۔ دوسرے روز کوچ کرکے یاقوت گنج مین وزیر سے جاملا جیسے کہ چڑیمار چڑیون کو دام مین لانے کی غرض سے دانہ ڈالتا ہے اُسی طرح وزیر بی بی صاحبہ اور چیلون کو طرح طرح کی نعمتین کھلاتے تھے اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کردی تھی اور تصفیہ معاملہ مین آج کل کرتے تھے اور بی بی صاحبہ وغیرہ کا ہر روز اسی امید مین گذرتا تھا کہ آج ہم بعطاے خلعت وخطاب رخصت کیے جاینگے ان بیچارون کے کئی روز اس اُمید موہوم مین کٹے ایک رات وزیر نے نول راے سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا چاہیے اُسنے راے دی کہ چیلون کو پابزنجیر کرکے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کی طرف روانہ ہون اور بعد آپکی روانگی کے مین بی بی صاحبہ اور اُنکے پانچون بیٹون کو گرفتار کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدونگا وزیر نے اس عرض کو منظور کیا اور دوسرے روز پانچون چیلون یعنی شمشیر خان وجعفر خان و مقیم خان و اسلام خان و سردار خان کو گرفتار کرکے ہاتھی پر سوار کیا اور فوج منزل بمنزل

محمود آباد دوسراے اگھت کی راہ سے دلّی کی طرف روانہ ہوئی وزیر کی روانگی کے بعد نولراے نے قائم خان کے پانچون بھائیون حسین خان۔ اسمٰعیل خان۔ امام خان۔ فخرالدین خان اور کریم داد خان کو طلب کیا اور اُنکے روبرو ازراہ کر اُنکے خاندان کی سخاوت و شجاعت وصولت ودبدبہ کی بڑی تعریف کی اور بعد اسکے خود کسی حیلے سے اُٹھا اور ایک معتمد سے یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادون کے واسطے خلعت لاؤ یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور فی الفور میر محمد صالح چند مُسلح جوان اور ایک لوہار لیکر مع زنجیرون کے آموجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا کہ میر صاحب کیا کوئی اور موجود نہ تھا کہ اس کافر نے یہ کام آپکے سپرد کیا جائے تعجب ہے کہ آپ سید ہوکر ایسے نالائق کام کو اختیار کرین کاش ہمارے ہتھیار ہمارے پاس اس وقت موجود ہوتے تو تلوار کا لُطف دکھاتے یہ کہکر پانون بڑھا دیا ہر ایک بھائی نے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑیان میرے پانون مین ڈالو۔ بعدازان ان کو زیر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدیا۔ جب انکی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانون کو بڑا انتشار پیدا ہوا۔

وزیر کا نول راے کو قائم خان بنگش کے مُلک پر اپنی طرف سے حاکم کرنا نولراے کا پٹھانون کو بڑی ذلّت پہونچانا

نواب وزیر کے حکم سے نولراے نے قنوج مین قیام اختیار کیا یہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب و مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریاے گنگا اور کالی ندی کے اتصال پر واقع ہے۔ یہ شہر اس وجہ سے پسند کیا گیا کہ صوبۂ اودھ والہ آباد اور ریاست فرخ آباد کے وسط مین واقع ہے نولراے نے موتی محل مین سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کی سراے کے بانی نے تعمیر کروایا تھا

اس مکان کو نولراے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تھا۔ خاص نولراے کے حکم مین چالیس ہزار سوار تھے اسکے سوا بہت سی فوج بقاءاللہ خان و امیر خان و عطاءاللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خان کوچک و مرزا نجف بیگ و مرزا مشہدی و آغا محمد باقر و مرزا قدرت علی خان دائی پوری و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھی وزیر نے تمام ریاست فرخ آباد کو خالصہ کر لیا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ موضع کے جو عہد فرخ سیر سے افاغنہ کے آل تمغا تھے قائم خان کی والدہ کے نام بحال رکھے[۱]۔ قنوج کے عامل و سزاول دوانہ کیے گئے کہ دہ کوچہ بکوچہ ہر ایک گانون مین افغانون کی شکست و مذلت کی منادی کر دین ان ملازمین نے اس حکم پر اور بھی حاشیہ چڑھایا کہ شہر شمس آباد و عطائی پور و قائم گنج کے علاقے مین جو بستیان ہین وہان سے جرمانہ بھی وصول کیا۔ فقط مئواس ظلم سے مصئون رہا۔ اور یہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت مین تھا کہ یہان بیشمار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوغہ و خٹک و غلزی و ورکزئی و گوجر و خلیل و مہمند بستے تھے یہ سب شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتے تھے مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تھے کہ مبادا دشمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچائین جو نولراے کے اختیار مین تھین

گیان پرکاش کا مؤلف اس مقام پر نولراے کے دبدبے اور سیاست کے متعلق ایک بات بیان کرتا ہے کہ راجہ اکبر یار خان کو فرخ آباد مین چھوڑ کر خود قنوج کو گیا معلوم ہوا کہ چورون اور ڈاکوؤن کے خوف سے شہر کے دروازے شام سے بند ہو جاتے ہین راجہ نے منادی کرا دی کہ جو کوئی دروازہ بند کرے گا وہ مجرم متصور ہوگا اور کوتوال کو یہ حکم دیا کہ اگر اب شہر مین چوری ہوئی تو سخت سزا دونگا۔ جب تک راجہ کا عمل و دخل رہا کسی شخص کا ایک پائی کا

[۱] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

نقصان نہوا۔

بی بی صاحبہ والدۂ قائم خان کی رہائی

پٹھانون نے بی بی صاحبہ کی رہائی کے لیے یہ تجویز کی کہ منشی صاحب راے قدیم ملازم بنگش کو جو دلّی سے نول راے سے شناسائی رکھتا تھا نول راے کے پاس روانہ کیا نول راے اور صاحب راے دونون ایک قوم کے تھے اُسنے نول راے کے پاس پہونچکر تھوڑے دنون مین اس قدر یارانہ بہم پہونچایا کہ صحبت مے نوشی مین بھی آنے جانے لگا۔ اور یہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام اُمور منصبی کے رنگ محل مین ہوا کرتی تھی۔ ایک دن صاحب راے نے رخصت کے بارے مین عرضی لکھکر ایک ذراسی جگہ چھوڑکر اپنے ہاتھ مین لیکر رات کو صحبت مے نوشی مین راجہ کو پیش کی اور عرض کیا کہ شادی درپیش ہے وارو غہ کے نام رخصت کی اجازت چاہتا ہون اُسنے حکم دیا کہ رخصت کردین اس طرح حکم لکھاکر رخصت ہوکر اپنے مکانپر آیا اور عرضی مین جو جگہ ذراسی سفید چھوڑی تھی وہان بی بی صاحبہ والدۂ قائم خان کا نام لکھکر دارو غہ کے پاس جاکر دو ہزار روپے بی بی صاحبہ کی طرف سے بطور انعام کے دیے اور پہر بھر رات باقی رہے رتھ پر سوار کرکے روانہ کیا۔ اور کہنے لگا کہ اپنی جان سے ہاتھ دھوکر یہ کام کیا ہے جب صبح کو راجہ نول راے دربار مین بیٹھا دارو غہ نے ماجرا عرض کرکے وہ عرضی دکھائی راجہ حکم اور دستخط دیکھکر دریاے حیرت مین ڈوب گیا اور سوچنے لگا کہ اگر یہ کہتا ہون کہ مغالطہ دیکر دستخط کرا لیے ہین تو بدنامی ہے اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے اُسنے اپنی جان سے ہاتھ دھوکر اپنے آقا کے ساتھ نمک حلالی کی ہے راجہ نے صاحب راے کو بُلاکر کہا کہ تیری نمک حلالی پر آفرین ہے کہ جان کا خوف نہ کیا ایسے آدمی جہان مین کم ہوتے ہین[۵]۔

---

[۵] دیکھو گلستان ہیرا پرکاش ۱۲

مگر آروِن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین اس حکایت کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے اُسنے لکھا ہے کہ ایک رات نول رائے بدمست ہوا اور گوکہ دھرم شاستر کا اُسکو ذرا بھی علم نہ تھا مگر اُس وقت حالت نشہ مین کچھ مذکور دھرم کا اور کچھ بڑائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحب رائے بھی اُس وقت متوالا ہنا اور اِس طرح سے گفتگو کرنے لگا کہ یہ سب صحیح ہے لیکن جب تک قول اور فعل یکسان نہون تو سب دھرم ہیچ ہے کیونکہ مین دیکھتا ہون تمھارے سب کام شاستر کے خلاف ہین نول رائے نے جواب دیا کہ مین نے آج تک کوئی کام ایسا نہین کیا جو شاستر کے خلاف ہو صاحب رائے نے کہا کہ اچھا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکھا ہے اور کس مُنی یا رشی کا قول ہے کہ بیگناہ بیوہ عورت پر ظلم روا ہے اگر کوئی اشلوک شاستر کا تم کو معلوم ہے تو سُناؤ۔ نولرائے نے جواب دیا کہ مین نے کسی عورت کو ایذا نہین دی ہے صاحب رائے نے موقع دیکھکر کہا کہ مین نے ایک پٹھانی کو قید مین دیکھا ہے اور لوگ کہتے ہین کہ اُس کا کچھ بھی قصور نہین ہے پھر یہ ظلم نہین تو کیا ہے اب جو تم دھرم کی باتین کرتے ہو سب فضول ہین۔ اور فرض کیا جائے کہ اُسنے قصور بھی کیا ہے لیکن ابتو تمام ملک تمھارے قبضے مین ہے اور تمنے امن بھی قائم کر لیا ہے پھر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو قید مین رکھنا کیا ضرور ہے صاحب رائے کی یہ تقریر نول رائے کو معقول معلوم ہوئی اُس وقت آدھی رات تھی اُس نے صاحب رائے سے کہا اچھا تم جاکر اُسکو چھوڑ دو صاحب رائے نے کہا کہ بغیر تمھارے تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے۔ فوراً نول رائے نے مدہوشی مین ایک تحریری حکم رہائی پر اپنی مہر ثبت کرکے صاحب رائے کے حوالے کیا صاحب رائے فی الفور پھاٹک پر پہونچا سپاہیون کو حکم دکھلایا اور انکو کچھ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہان سے نکالکر تاکید کی کہ فوراً اپنے رتھ پر سوار ہوکر جلدی یہان سے روانہ ہو اُنھون نے اِس قدر جلدی کی کہ اٹھ میل کا فاصلہ نو گھنٹون مین

طے کیا اور مئو پہونچکر ایک بیل گر کر مرگیا۔ جب قنوج مین صبح ہوئی تو صاحب رائے نے سب لوگونکو خاموش رکھنے کی غرض سے خود نول رائے سے پیشتر سے پوچھا کہ تمنے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ کی رہائی کا دیا ہے جب نول رائے نے انکار کیا تو اُسنے حکم تحریری نکالکر دکھلایا۔ اُس وقت نول رائے نے صاحب رائے کو بہت ملامت کی کہ تمنے اپنے دوست قدیم کو فریب دیا اُس نے جواب دیا کہ حق نمک حق دوستی سے بڑھکر ہے تب نول رائے نے خفا ہوکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلے جاؤ یہ کہکر اُسنے حکم دیا کہ پانسو سوار پٹھانی کو گرفتار کرلانے کے لیے فوراً روانہ ہون یہ سوار نبی گنج و کالی ندی تک گئے مگر اُسکو کہین نہ پایا۔ اب نول رائے نے کل ماجرا وزیر کو لکھ بھیجا مگر اسطرح بناکر لکھا کہ کسی طرح سے اپنے اوپر حرف نہ آئے۔

نول رائے کی حکومت کی سختی سے پٹھانون مین بغاوت کے خیالات پیدا ہونا

نول رائے کے اہلکارون و ملازمون کا ظُلم حد سے گذر گیا یہانتک کہ عاجز آکر افغانون نے مقابلے کی فکر شروع کی آخر ایک ایسی واردات ظُلم کی پیش آئی جس سے افغانون کو مجبوراً آمادۂ جنگ ہونا پڑا صورت اسکی یہ ہے کہ ایک روز کوئی عورت بازار مین سوت بیچنے کے واسطے گئی ایک ہندو ملازم نول رائے نے اُسکا سوت خرید کیا اور قیمت دیکر چلا گیا۔ عورت وہ روپیہ اپنے خرچ مین لائی۔ بعد ایک مہینے کے وہ ہندو سوت واپس لایا اور عورت سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام مجھے واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو مین واپس نہین دیسکتی ہون اور نہ زمانے مین ایسا دستور ہے کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جائے اسپر ہندو نے اُسے گالی دی اُسنے بھی جواب ترکی بترکی دیا تب ہندو نے پاؤن سے جوتا اُتار کر اُس غریب عورت کو مارا تب

وہ عورت سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی افغان رئیسون کے پاس گئی۔ اور کہنے لگی کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیان دیتا لعنت خدا کی تمپر کہ پگڑی باندھتے ہو اور تمھارے کیے کچھ نہین ہوتا کہ کوتوالی کے ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جورو کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہ ماجرا سُنا ان کو تاب نرہی اور رُستم خان ایک متمول آفریدی اور دوسرے افغان جو تن کے سردار تھے سب ملکر بی بی صاحبہ کی ڈیوڑھی پر گئے اور عرض کیا کہ اب ہم سے نولراے کے جور سہے نہین جاتے بی بی صاحبہ نے پوچھا کہ آخر صلاح کیا ہے تب اُنھون نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنے ایک بیٹے کو ہم پر سردار کرین تو ہم نولراے سے جنگ کرین اُس نے جواب دیا کہ یہ خیال اپنے دل سے دور کر دہین تمکو کیسے لڑاؤن میرے پانچ بیٹے توالہ آباد کے قلعہ مین ہین اور سپاہ خاص چیلے دہلی مین مقید ہین۔ جب رُستم خان نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کچھ خیال ہی نہین کرتین تو اُسنے دوسری تدبیر سوچی

نواب احمد خان غالب جنگ برادر قائم خان بنگش کی مسندنشینی اور نول راے سے جنگ کی تیاری

احمد خان نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کا دوسرا بیٹا تھا۔ جب وزیر بعد ضبطی ریاست فرخ آباد کے دلی کو واپس آئے تو اُس زمانے سے احمد خان نے اپنے گھر کے گوشۂ عافیت مین سکونت اختیار کی یہ مکان فرخ آباد مین واقع ہے اس وقت اُسے صرف اس قدر مقدرت تھی کہ اُس کی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے۔

کشف الاستار مین شاہ حمزہ صاحب کہتے ہین کہ ایک دن احمد خان خلف نواب محمد خان بنگش اُن سے کہنے لگا کہ مین ایک آرزو جناب اقدس (شاہ حمزہ صاحب کے والد) سے رکھتا ہون

لیکن آدمیون کے ہجوم کی وجہ سے کبھی تنہائی میسّر نہ آئی کہ عرض کرسکتا آپ اُن سے
عرض کرکے اجازت لیدیں شاہ حمزہ صاحب نے اپنے والد کی خدمت مین احمد خان کا پیام
بیان کیا اُنھون نے فرمایا کہ صبح کو آئیے اور کچھ تبرک بھی یہان کھائیے چنانچہ دوسرے دن احمد خان
بڑے سویرے پہونچا شاہ حمزہ صاحب کے والد اُسکو دیوان خانے مین لیگئے اور کئی قسم کے
کھانے دیے اور اُسکے حال پر بہت مہربانی فرمائی احمد خان نے کھانے سے فارغ ہوکر عرض کیا
کہ آپ ایسی تدبیر کریں کہ میرا بھائی قائم خان باقی نرہے تاکہ باپ کا قائم مقام مین ہوجاؤن
شاہ صاحب ہنسے اور کہا کہ تم لوگ پٹھانون کے فرقے سے ہو جن کا کام گایون کا ذبح کرنا آدمیون
کو مارنا اور قتل کرنا ہے فقیرون کو بھی تم مردم کشی کی تعلیم کرتے ہو تمھارے بھائی بیس کے قریب
ہین اور خدا کے فضل سے وہ سب صاحب لیاقت و شجاع و سخی ہین اگر قائم خان مر بھی گیا
تاہم مسند فرمانروائی تم کو کیسے پہونچ سکتی ہے احمد خان بہت عجز و زاری کرنے لگا اور
کہنے لگا کہ مین سوائے آپکی ذات بابرکات کے دونون جہان مین کوئی وسیلہ نہین رکھتا
میری ارادت سچّی ہے اس خاندان کا غلام ہون شاہ حمزہ صاحب بھی احمد خان کی حمایت
مین کھڑے ہوگئے اور سفارش کرنے لگے اُس وقت اُنکے والد بزرگوار نے ارشاد کیا کہ تمھارے
ندیم شیخ عاقل نے ترک دُنیا کی ہے ہمارا مرید ہوگیا ہے اُسکو تربیت کرینگے تکمیل مراتب کے بعد
اُسکے سپرد تمھارا کام کیا جائے گا وہ تمھارے مقاصد کی اصلاح کریگا خاطر جمع رکھو شاہ صاحب
نے اس شیخ عاقل کو اسرار اللہ کا لقب عطا کیا تھا احمد خان اس جواب سے خوش ہوا اور
سر شاہ صاحب کے قدمون پر رکھدیا بعد اسکے باہر آیا شاہ صاحب سے کہنے لگا کہ اب مجکو یقین آیا
کہ میری آرزوے دلی بر آئے گی اس وقت احمد خان کی عمر سولہ یا سترہ برس کی تھی نواب محمد خان
نے انتقال کیا تو قائم خان نے مسند نشین ہوکر احمد خان کو قید کرنا چاہا وہ بھاگ کر دلی مین نواب

ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے پاس چلا گیا اور شاہ حمزہ صاحب کے بھائی بندون کے توسط سے نواب موصوف سے ملکر سالیانہ وغیرہ حاصل کیا۔ نواب صفدر جنگ نے اُسکو فرخ آباد کی ریاست کا اُمیدوار بھی کیا آخر کار قائم خان نے احمد خان کے لیے ایک اچھی جاگیر اپنی ریاست مین مقرر کرکے اُسکی سند دکی مین اُس کے پاس بھیجی اور بلایا۔ اس وقت احمد خان کے پاؤن رہ گئے تھے اسلیے وطن کو لوٹ جانا مُناسب سمجھا۔ سفر کے دوران مین یاقوت گنج پہونچا یہان سے ایک نیازنامہ اپنی حالت زبون کے بیان مین شاہ حمزہ صاحب کے والد کی خدمت مین مارہرے کو بھیجا اور شاہ حمزہ صاحب کے واسطے شاہنامۂ باتصویر اور دوسری تصویرین لطور تحفے کے ارسال کین۔ اندنون شاہ اسرار اللہ یاقوت گنج مین رہتے تھے جو احمد خان کے ندیم قدیم تھے احمد خان ان سے ملکر رویا کہ تم عبث میرے احوال کی اصلاح کے لیے دردسری کر رہے ہو مین کام سے جاتا رہا اب زندگی وبال ہے چندروز اس تکلیف سے دُنیا مین بسر ہونگے۔ صبح کے وقت احمد خان شاہ موصوف کو ساتھ لیکر یاقوت گنج سے روانہ ہوا اور قصبۂ بدوان مین مقام کیا شاہ اسرار اللہ عصر کے وقت وضو کے واسطے چھت پر چڑھتے تھے کہ تلے آپڑے سینے مین سخت ضرب آئی اور مر گئے احمد خان بہت رویا اور اُنکی لاش کو پالکی مین رکھوا کر یاقوت گنج کو بھیجدیا اور شاہ حمزہ صاحب کے والد کی خدمت مین ایک عریضہ لکھا مضمون اُس کا یہ تھا کہ جس درویش کو میرے واسطے دعا کے لیے مقرر کیا تھا وہ بھی عالم آخرت کو سدھارا۔ میرے تمام بھائی مسلط اور تندرست ہین اور مین لنگڑا اور مُفلس ہون۔ شاہ صاحب نے جواب مین تشفی آمیز کلمات تحریر کیا اور مسند نشینی فرخ آباد کی مبارکباد دی اور خط مین مثنوی روم کا یہ شعر لکھ بھیجا ؎

بعد نومیدی بسے امیدہاست ۔۔۔ در پس ظُلمت بسے خورشیدہاست

اَروِن صاحب تاریخ فرخ آباد مین کہتے ہین کہ جولائی ۱۷۵۰ء مین پندرہ جوان مئو سے

اُسکے مکان کو گھوڑون پر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لیے ہوے عین دوپہر کے وقت پہونچے
اُنکو دیکھکر احمد خان نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اس وقت کس ضرورت سے آئے ہو اُنھون نے
نول رائے کے جاسوسون کے خوف سے کہ شب و روز شہر مین گشت کیا کرتے تھے جواب دیا
کہ ہم شادی کے واسطے سامان خریدنے کو آئے ہین نواب نے اُنکے واسطے کھانا تیار کرنے کا
حکم دیا بعد اسکے افغانون نے کہا کہ ہم آپ سے خلوت مین کچھ کہا چاہتے ہین۔ دونون خادم اور
رمضانی کو باہر کردیا اور باہم بات چیت شروع ہوئی یہ سب زنانے مکان مین تھے اور زنجیر
اندر سے بند تھی۔ پانچ چھ گھنٹے تک گفتگو رہی۔ آخرالامر یہ معلوم ہوا کہ نواب نے اُن سے کہا
کہ مجھے تمپر اعتبار نہین ہے جیسے تمنے قائم خان کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑدیا تھا ویسے ہی
میرا ساتھ بھی چھوڑدوگے اُنھون نے عہد کیا کہ ہرگز ہم سے ایسا نہوگا اور ہاتھ جوڑکر کہا کہ
ہم کسی حال مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے یا جان دینگے یا فتح حاصل کرینگے۔ نواب نے اُن سے
قسم چاہی اُنھون نے قرآن مجید کی قسم کھاکر کہا کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہینگے
قریب غروب پٹھان رخصت ہوے اور کہا کہ ہم کو کل مئو پہونچنا ضرور ہے دن بہت کم ہے اور
سودا سُلف کرنا ہے وہان سے تر پولیا بازار کو پہونچے جو جو شے جس جس کو مطلوب تھی خریدکی
نول رائے کے جاسوسون اور سپاہیون نے اُنھین روکا اور پوچھا تم کہان آئے ہو اُنھون نے
جواب دیا ہم بازار سے کپڑا خریدنے آئے ہین یہ سب رُستم خان اور دوسرے پٹھان تھے۔
یہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنے حسب منشا اُس سے عہد و پیمان کرکے مئو کو واپس
آئے تھوڑے دن بعد گل میان نام ایک قاصد مئو سے بی بی صاحبہ کے پاس سے احمد خان کے پاس آیا اور یہ پیام لایا
کہ بی بی صاحبہ نے آپکو بلایا ہے احمد خان مئو کو چلا وہان پہونچکر بی بی صاحبہ کی خدمت مین حاضر ہوا
اور نذر گذرانی شاید اسباب مین بی بی صاحبہ سے پیشتر سے گفتگو ہوچکی تھی باوجودیکہ احمد خان مفلوج تھا مگر رستم خان اور

دوسرے پٹھانون کی رائے اور بی بی صاحبہ کی اجازت سے سردار بنایا گیا۔ اس وقت تمام پٹھان اسپر مستعد ہورہے تھے کہ نول رائے پر حملہ کیا جائے صرف اس قدر دقت تھی کہ ان غریبون کے پاس روپیہ نہ تھا۔ رُستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ دیا کہ جسوقت ریاست واپس ملے اُس مین سے نصف حصّہ مجھے ملے یہ روپیہ بحسب ضرورت اُسکے بھائیون اور تمنداروںمین تقسیم ہوا۔ دس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجا گیا کہ اپنی اشد ضرورت مین صرف کرے بعوض اسکے احمد خان نے رُستم خان کو سپہ سالار مقرر کیا اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت کیا۔ موضع قائم گنج کے متّصل موضع جلولی کے ایک دولتمند گھستا نامی کورمی نے کئی ہزار روپیہ اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع مذکور کی معافی دیجائیگی اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھ روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک مہاجن کا مکان جو مئو سے سولہ میل پر تھا لوٹ لائے یہان ستر توڑے روپون کے اور ایک توڑہ اشرفیون کا ملا جب اس صورت سے کچھ روپیہ فراہم ہوگیا تو احمد خان نے جلولی کے پاس موتی باغ مین جھنڈا گاڑا قریب چھ ہزار کے فوج مجتمع ہوگئی اور افواہ یہ مشہور ہوئی کہ پچاس ہزار فوج جمع ہوئی ہے۔ بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر نواب عنایت کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانین گھسا کورمی شمس آباد کے تھانے پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ شمس آباد مئو سے پانچ چھ میل سمت مشرق واقع ہے۔ اُس روز لوگون نے جو خاص اس واسطے مقرر ہوے تھے نول رائے کے سب تھانون پر حملہ کرکے اُسکے ملازمون کو بھگا دیا آمادگی سے نوروز کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمہ مین لاکر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسی کو نہایت احتیاج ہو تیسرے فاقے اس مین سے پانچ پیسہ فی پیادہ اور تین آنہ فی سوار لے اس سے زیادہ کوئی نہ لے اور جسکے پاس کچھ موجود ہو وہ کچھ نہ لے اب قریب بارہ سو سوار اور بارہ ہزار پیادون کے مجتمع ہوگئے۔ جب یہ خبر اکبر یار خان کو

پہونچی جو پرگنہ گوراولی ضلع مین پوری مین کالی ندی کے اُس طرف مقیم تھا اور صفدر جنگ
اُس کو نول رائے کی نیابت مین بیس ہزار سوارون کے ساتھ مقرر کرگئے تھے۔ تو اُس نے وہان
سے کوچ کرکے علی گنج مین جو مئو سے چھ سات کوس کے فاصلے پر ہے پڑاؤ ڈالا۔ ایک بنگش سردار
فتح ماور خان نامی صفدر جنگ کی سرکار مین چار سو سوارون کی افسری پر مقرر تھا اور
اکبر یار خان کے ساتھ متعین تھا رستم خان نے ان دونون مین فساد اور بدظنی پیدا کرنے
کے لیے ایک خط اِس مضمون کا فتح ماور خان کے نام لکھا کہ آپکے اِس ارشاد کے بموجب کہ
تم تیار ہوجاؤ مین خانصاحب اکبر یار خان کو عبور دریا کرا کے لاتا ہون اس طرف سے مین اور
اُدھر سے تم اُنکو گھیر کر پکڑ لو" سب انتظام درست کرلیا ہے جس وقت آپ لکھین سوار ہو کر
پہونچون۔ اور اکبر یار خان کو گھیر لون۔ رستم خان نے یہ خط اپنے ہرکارے کو دیا اور اُس کو
ہدایت کردی کہ اکبر یار خان کے کیمپ مین پہونچکر اُنکی ڈیوڑھی پر فتح ماور خان کا خیمہ
دریافت کرنا چنانچہ ہرکارہ وہ خط لیکر وہان پہونچا اور اکبر یار خان کی ڈیوڑھی پر فتح ماور خان
کا خیمہ دریافت کیا۔ اکبر یار خان کے ہرکارون نے خط اُس سے لیکر اکبر یار خان کو دکھایا
اُس نے دل مین سمجھا کہ بیشک ایسا ہی ہوگا اور اُسی وقت چوکی کے ہاتھی پر سوار ہو کر گوراولی
کی طرف چلا گیا۔ فتح ماور خان نے اس بات سے تعجب کیا اور آدمی بھیج کر اُس سے دریافت کیا
کہ اس طرح یکایک کہان جاتے ہو اور اپنی روانگی کے ارادے سے مجکو اطلاع بھی نہ کی اکبر یار خان
نے جواب دیا کہ تم بھی سوار ہو کر میرے پاس جلد چلے آؤ سب حال روبرو کہونگا آدمی جب یہ جواب
لایا تو فتح ماور خان نے روانہ ہو کر اُس سے ملاقات کی اُسنے خط دکھایا اور کہا کہ پڑھو فتح ماور خان
نے پڑھکر ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا کہ زرگری ہے مین نمکحرام نہین ہون آپ بغیر میرے مشورے کے
کیون روانہ ہوے اب آپ لوٹ چلیے مین ہراول ہوتا ہون آپ مجھسے چار کوس پیچھے رہیے۔

اکبر یار خان کے دل مین ایسا خوف جم گیا تھا کہ نہین لوٹا۔ اور اُسی طرح کورا دلی کو چلا گیا۔ جب رستم خان نے یہ خبر سُنی تو دو ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ گھاس کوری پر دھاوا کرکے تمام بازار لشکر کو جو بیخبری کی حالت مین تھا لوٹ لیا اور وہان سے شمس آباد کو آیا۔

نواب احمد خان نے موتی باغ سے کوچ کیا۔ پانچ روز مین پٹھان فرخ آباد پہونچے بھادون کا مہینہ تھا بارش بشدت ہو رہی تھی یہان یہ صلاح ہونے لگی کہ اول رشید پور کے بم ٹیلہ پر جسنے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا حملہ کرنا چاہیے مگر احمد خان نے اس تجویز کو نامنظور کیا اور کہا کہ ابھی اس اُلجھاؤ مین نہ پڑو جب تک نولراے کو نہ فتح کر لو پھر کوچ کرکے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بھوجپور مین کیا جو فرخ آباد سے چھ میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہے۔

جنگ خداگنج وقتل نول راے

پٹھانون کے سر اُٹھانے سے تھوڑے ہی دنون بعد نولراے کو خبر پہونچی کہ مئو کے افغان جنگ پر آمادہ ہوے ہین اور تمہارے سب تھانے لوٹ لیے ہین نول راے نے گالیان دینا شروع کین اور کہنے لگا کہ ان نان بزون اور کونجڑون کو مع اُنکی عورتون کے برہنہ کرکے سب کو ہاتھی کے پاؤن تلے روندوا ڈالون تو سہی یہ کہکر مع اپنے توپخانے و لشکر کے قنوج سے مغرب کی جانب کو کوچ کیا۔ اُسکے ساتھ بیشمار فوج اور چھوٹی بڑی سب ایک ہزار توپین تھین اُسنے حتے المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کی طرف کوچ کیا اور اُس ندی کو اُتر کر اُس کے بائین کنارے پر خداگنج مین پڑاؤ ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب و مشرق کی طرف بفاصلۂ ۱۶ میل اور قنوج سے شمال و مغرب کی طرف بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ نولراے نے نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ کو تمام حال لکھا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد نواب وزیر کے پاس سے راجہ کو یہ حکم پہونچا کہ مین خود

آتا ہون جب تک مین پہونچ نہ جاؤن جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر ان جانورون یعنی افغانون مین سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے تو سب کے سب گردن مین پتھر باندھکر ندی مین ڈبا دیے جائینگے یہان تک کہ اُن کا تخم سرزمین ہند مین باقی نرہے۔ نولراے نے بتعمیل حکم اپنے پڑاؤ کے گرد خندق کھُدوائی اور خندق پر توپین لگادین اور سب کو زنجیرون سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کر دین اور کہدین کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا تو وزیر دراجہ کے عتاب مین پڑے گا اس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کے مشرق کی سمت کوچ کا حکم دیا اُسکی ذاتی فوج اُس کے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جسکی عمر اُس وقت صرف پندرہ سال کی تھی اور باقی سپاہ ذوالفقار خان وخانسامان خان وجمال خان وبہادر خان ومحمد یار خان وباز خان دالی پوری وروشن خان وکھن خان وعبدالرحیم خان وابراہیم خان کشمیری ومرزا انور بیگ کے تحت مین تھی۔ اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی شامل جنگ تھے۔ یعنی حاجی سرفراز خان۔ ورن مست خان وزبر مست خان ونامدار خان کلان ونامدار خان خرد وشیر دل خان وناہر دل خان وجواہر خان وحافظ اللہ خان وصلابت خان وباز خان وپہاڑ خان اور پانچ بیٹے شمشیر خان کے اور دو بیٹے مُقیم خان کے دعثمان خان ولد اسلام خان ومہتاب خان ودلاور خان جنوبی افغانون نے نولراے کی فوج سے دو میل کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالا یہ پڑاؤ رلجے پور کی پختہ سڑک پر خداگنج سے بفاصلۂ تین میل شمال ومغرب مین واقع ہے۔ نولراے کی کمک کے واسطے وزیر نے ۲۷ و ۲۸ شعبان ۱۱۶۳ھ ہجری مطابق ۲۱ و ۲۲ جولائی ۱۷۵۰ء کو فوج تعدادی تیس ہزار بماتحتی نصیر الدین حیدر بیگ خان جو وزیر کا ہمزلف تھا و اسمٰعیل بیگ کابلی جو وزیر کی فوج کا سپہ سالار اور اُن کا چیلہ مشہور تھا۔ اور راجہ دیبی دت فوجدار کوئل اور

محمد علی خان ولد پائندہ خان آکوڑی کے روانہ کی۔ جو کہ اسمٰعیل بیگ کو راجہ سے دلی بغض
تھا اسلیے اُسنے پہونچنے مین تساہل کیا جب جسونت سنگھ راجہ مین پوری نے سُنا کہ یہ فوج
سکیت پہونچی تو اُسنے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ یہ فوج عنقریب مین پوری
پہونچے گی اگر اسکے پہونچنے سے قبل تمنے نولرے کو سمجھ لیا تو بہتر ورنہ دو طرف سے تم پر
حملہ ہوگا۔ صاحب رلے نولرے کے کیمپ مین موجود تھا احمد خان کے ہرکارے خفیہ اُس
کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اُسنے بھی ایک پرچے پر یہ شعر لکھکر احمد خان کو بھیجدیا۔ ؎

اے مہ خورشید لقا زود بیا زود بیا دیر مکن بہر خدا زود بیا زود بیا

یہ خبر سُنتے ہی نواب احمد خان نے رُستم خان و سردار خان کو طلب کیا اور اُنسے کہا کہ یہ ماجرا
ہے اور اب تمھاری صلاح کیا ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین نواب نے کہا کہ کل
تائید الٰہی پر بھروسہ کرکے حملہ کرینگے کہ جو کچھ ہونا ہو سو ہو جائے۔ گُل میان کہ بڑا عاقل جاسوس
تھا فقیری بھیس کرکے دشمن کا بھید لینے کے واسطے روانہ ہوا یہان اُسنے دیکھا کہ سب طرف
توپین چڑھی ہوئی ہین اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہے کہ جس طرف حملہ کیا جائے ۔
صرف ایک طرف خندق پر بارے کے سید متعین کیے گئے تھے اس جانب البتہ توپین نہ تھین
یہ پڑاو کی پشت تھی اور اسی طرف کالی ندی کا کنارہ تھا گُل میان نے واپس آکر نواب کو
اطلاع دی کہ یہی ایک جانب ہے کہ جہان صرف پانسو بندوقچی متعین ہین اور یہان پہونچنے
مین تین کوس کا چکر پڑے گا۔ لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ مین وہان تک آپکو ضرور پہونچا دونگا۔
۹ رمضان ۱۱۶۳ہجری مطابق یکم اگست ۱۷۵۰ء شب جمعہ کو نواب احمد خان بسم اللہ کرکے
غروب آفتاب سے تین گھنٹہ بعد اپنی پالکی مین سوار ہوا اور ہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سوسوار
دشمن کی طرف روانہ ہوا۔ رُستم خان اُسکی بائین جانب تھا مینھ بشدت برس رہا تھا گُل میان

فوج کے آگے ہولیا اور نہایت ہوشیاری سے غنیم کی فوج سے تین کوس الگ لیچلا "تا کہ
گھوڑون کی ٹاپون کی آواز دشمن کے کان تک نہ پہونچے - اس صورت سے نولراے کی فوج
کے سامنے کا رُخ چھوڑکر ٹھیک اُسکے عقب مین کالی ندی کے کنارے جہان پانسو بندوقچی
متعین تھے جا پہونچے - قصبۂ خداگنج سے ایک میل مغرب کی سمت درمیان حدود دو موضعون
کھتیا و گنگنی کے یہ پڑاؤ واقع تھا - طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل گل میان نے نواب سے
کہا کہ دیکھو تو یہان سید ہین اور سیدون نے آواز سنکر آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ پٹھان حملے کے ارادے سے آئے ہین یہ کہکر خوب ہوشیار ہوگئے - اب افغانون نے حملہ کیا اور
دونون جانب سے بندوقین چلنے لگین اور تلوارین بھی نکلین - لشکر مین منادی ہوگئی کہ
افغان ایک جانب سے گھس آئے ہین پانی اس قدر شدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز
سمجھ مین نہ آتی تھی اور تاریکی اس قدر تھی کہ دوست و دشمن مین فرق نہ معلوم ہوتا تھا توپین
فوراً دغنے لگین مگر بالکل بادہوائی یعنی جس سمت کو لگی ہوئی تھین اُس طرف سر کردی
گئین سیدون نے اول حملے مین پٹھانون کو ہٹا دیا - پٹھان کچھ دور بھاگ گئے - تو احمد خان
نے اُنکو لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجکو اسواسطے لائے ہو کہ مین تمکو نامردون کی طرح بھاگتے
دیکھون کل تمھاری عورتین بے آبرو کی جائینگی اور تم برہنہ کیے جاؤگے یہ کہکر اُسنے اپنا چھرا
نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے کیونکہ وہ اس مقام سے واپس جانا پسند نہ کرتا تھا - مگر
رستم خان وغیرہ مانع ہوے تب اُسنے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کی غرض سے آئے ہو تو اپنے
گھوڑون پر سے اُتر پڑو اور پیدل آگے بڑھو تاکہ مین جانون کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتے ہو
رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گھوڑون پر سے اُتر پڑے - ظاہر ہے کہ جب سوار میدان جنگ
مین گھوڑے سے اُترتا ہے تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے کیونکہ اُس وقت بھاگنے کے ارادے

بالکل منقطع کرکے سرکبف ہو کر لڑتا ہے۔ پٹھانون نے اپنے جامے کے دامن کمر سے باندھے اور
ڈھال تلوار لیکر گھس پڑے کچھ سید تو مارے گئے باقی فرار ہوے اور راستہ کھل گیا تب سب افغان
اندر گھس آئے اور نولراے کے سراچے کے پاس جا پہونچے یہان فوج بھی کم تھی کیونکہ اصل فوج
حفاظت کے واسطے جابجا منقسم تھی۔ قاصد نے نول راے کو خبر کی کہ پٹھان سیدون کو مار کر
اور بھگا کر اندر گھس آئے ہین اور آپ کے سراچے کے قریب ہتھیار چل رہے ہین چونکہ نولراے
بغیر پوجا کیے کبھی نہ نکلتا تھا یہ خبر سنکر وہ پوجا کے واسطے بیٹھا اور کہنے لگا کچھ مضائقہ نہین مین
اُن سنجڑون کو اپنی کمان کے گوشے سے باندھکر لاؤنگا۔ دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے
آکر کہا اے بیوقوف تو یہان بیٹھا ہے اور پٹھان تیرے دروازے تک آپہونچے ہین۔ یہ سن کر
نولراے مسلح ہوا اور اُن دونون ہاتھیون مین سے جو اُسکے دروازے پر بندھے رہتے تھے ایک
ہاتھی منگوایا اُن ہاتھیون پر شب و روز زرنگار نقرئی حوضہ کسا جاتا تھا اور حوضے مین دو کمانین
اور ترکش تیرون سے بھرے ہوے لگے رہتے تھے نولراے نے دو تیر ایک ساتھ چلّے مین رکھ کر
اور بڑی فصاحت سے یہ الفاظ زبان مبارک پر لاکر "مار موے سالے کو بجڑون کو" چلائے۔
۱۰ رمضان کو بروز جمعہ علے الصباح لڑائی خوب ہو رہی تھی نواب احمد خان اپنی پالکی مین سوار
تھا اور اُسکی حفاظت کو پٹھان ڈھال تلوار سے کھڑے تھے تاکہ کوئی تیر یا گولی اُس کے نہ لگے
پچاس ساٹھ کہار پالکی کے ساتھ تھے اُن مین سے ایک زخمی بھی ہوا۔ رستم خان اور محمد خان آفریدی
مع ایک ہزار سوار اور چار ہزار پیدل کے اُس جگہ آپہونچے جہان نولراے بہمراہی تین چار سو جوان
و چھ سات ہاتھیون کے ہاتھی پر سوار کھڑا تھا اِس تھوڑی جمعیت کا کچھ خیال نکرکے نول راے
کی تلاش مین بڑھے وہ چند قدم گئے ہونگے کہ نولراے کے ہمراہی کے ایک پٹھان نے الغوزے
کے اندر پشتو زبان مین کہا اے کافرو کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی نہ آنے پائے۔

یہان سرداران فوج کھڑے ہین۔ الغوزہ بجنے کی آواز تو سب نے سُنی مگر اُس کا کہنا کوئی نہ سمجھا محمد خان کے بھائی نے جو حال مین افغانستان سے آیا تھا اُس جملے کا ترجمہ کرکے اپنے ساتھیون کو سُنایا۔ محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کی طرف بڑھو اور پیدلون سے کہا کہ باڑھ مارو دُشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوگئے مگر باقی آگے بڑھے جب نولرائے کے فیلبان نے دیکھا کہ لڑائی سخت ہے تو راجہ سے کہا کہ یہ ہاتھی چالیس فرسنگ چلنے کا دم رکھتا ہے اگر حکم ہو تو یہان سے نکال لیچلون۔ نولرائے نے اُسکی کمر پر لات ماری اور کہا کہ ہاتھی بڑھا جنکو لڑائی سخت ہے ہو۔ ہاتھی بان نے ہاتھی بڑھایا اُس وقت نولرائے نے گالی دیکر کہا اے کونجر دو ہین تمکو قرار واقعی سزا دونگا کہ رفتہ رفتہ تم مین سے اس مُلک مین ایک بھی باقی نہ رہے گا یہکر اُسنے تیر مارا جو محمد خان کے سینے مین لگا۔ محمد خان نے تیر کو ہاتھ مین لیکر کہا اے تیر تو کس نامرد کے ہاتھ سے آیا ہے کہ تجھ مین کچھ بھی زور نہ تھا نولرائے نے یہ سُن کر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پھر محمد خان کے نہ لگا ایک سوار کی گردن مین لگا جو گھوڑے سے گر گیا اُس وقت بارے کے ایک سید محمد صالح نام کے نولرائے سے کہا مین نہ کہتا تھا کہ پٹھان دھوکا دینگے ان پر ذرا رحم نکرنا چاہیے اب جہان تک ممکن ہو انھین خوب دُرست کیا جائے وہ اس لفظ پر پہونچا تھا کہ محمد خان کے والد کے ایک غلام نے اُسپر بندوق چلائی گولی پیشانی پر لگی اور وہ حوضے مین سرد ہوگیا اُس وقت ایک پٹھان آفریدی نے نولرائے کے گولی لگائی کہ وہ بھی مر گیا۔ پھر پٹھانون نے دُشمن کو تلوار پر رکھ لیا اور ہزارون کو خاک و خون مین ملا دیا۔ نولرائے کے فیلبان نے جب اپنے راجہ کو مُردہ پایا اُسنے ہاتھی کو ہانکا اور کالی ندی پار لے گیا اور قنوج جا پہونچا جب راجہ کی فوج نے نولرائے کے ہاتھی کو نہ دیکھا اُنکے دل مین خیال گذرا کہ یہ دو حال سے خالی نہین ہمارا سردار یا تو زخمی ہوا یا مارا گیا پس فوراً کُل فوج نے پیٹھ پھیری ہزارون سوار و پیادون نے بھاگنا

شروع کیا۔ جو شناوری مین مشتاق تھے یا جو گھوڑے پر اچھا بیٹھ سکتے تھے وہ تو ندی بیر نکلے اور
جو شناوری سے ناآشنا تھے یا اچھے سوار نہ تھے وہ دریا مین ڈوبے یہ فتح افغانون کی نولرائے
کی فوج پر گویا نعمت غیر مترقبہ تھی طبل فتح بجنے کے قبل گر دشمن کی ہزیمت کے بعد محمد خان
اتفاق سے صرافون کے خیمون کی طرف جا نکلا ایک چھوٹے سے خیمے مین چند موٹے موٹے بنیے
چوسر کھیل رہے تھے اُنھون نے اُسکو نولرائے کے ملازمین سے تصور کیا اور پوچھنے لگے
بتاؤ تو سہی پٹھان بھاگے یا ابھی موجود ہین ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی انکو تو
خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تھا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی۔ اُس نے جواب دیا
کہ نولرائے مارا گیا اور دُور تک نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی اور تم ابھی تک اسی خواب و خیال
مین غرق ہو اُنھون نے جو خبر متوحش سُنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا اتنے مین چالیس پچاس افغان
اُور آپہونچے اور چاہا کہ انکو قتل کر ڈالین یہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس روپون اور اشرفیون
کے صندوق ہین سو ہم حوالے کیے دیتے ہین ہم کو کیون مارتے ہو۔ نواب صفدر جنگ کی رعایا
تھے اب نواب احمد خان کی رعایا ہین۔ پٹھانون نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے روپیے لین پھر ان کو
قتل کر ڈالین مگر محمد خان نے اُنکو اس ارادے سے باز رکھا جب محمد خان نے دیکھا کہ لوٹنے والے
سب طرف سے جمع ہوتے جاتے ہین تب اُسنے اُس غلام کو جسنے محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو
کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنیون کو لشکر مین لے گیا یہان آکر اُسنے رُستم خان کو
اطلاع دی چنانچہ رُستم خان نے تین سو جوان اُس روپے کے لانے کے واسطے بھیجدیے ان صندوقون
مین افغانون کو رقم کثیر ہاتھ آئی اس عرصے مین نولرائے کا ایک ہاتھی جسپر ملمع کار حوضہ اور
زربفت کی جھول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان کو قتل کرین مگر اُسنے جلد ہاتھی کو نواب
احمد خان کی پالکی کے قریب لیجا کر فتح کی مبارکباد دی اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہو جیے۔

پٹھانون نے اس بات کو بہت پسند کیا اور فیلبان کو لاٹھیون کے ہولے سے گرا دیا اس صورت سے اُسکی جان بچی۔ رمضانی چھوکرا جو نواب احمد خان کے ایک بڈھے خدمتگار کا بیٹا تھا اُس وقت نواب کی پالکی پکڑے ہوے ساتھ موجود تھا نواب نے اُسکو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہوے گو وہ کبھی سوار نہ ہوا تھا مگر اُسوقت سوار ہو کر بخوبی ہانک لے گیا۔

اب لُوٹ شروع ہوئی نواب نے حکم دیا کہ سواے ہاتھیون اور توپون اور خیمون اور طبل جنگی کے جو شئے جس کے ہاتھ آئے وہ اُس کا مالک ہے مال غنیمت اس قدر ہاتھ آیا کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ کا مال ملا اس لڑائی مین علاوہ نولراے اور محمد صالح کے اور بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطاءاللہ خان وغیرہ کے مارے گئے۔ مصنف بتصرۃ الناظرین نے فقط بلگرام کے سیّد و شیخ کے ۳۰۔ بڑے عہدہ دارون کے نام گنواے ہین جو جنگ مین کام آئے۔ نواب بقاءاللہ خان جو نہایت عجلت مین طلب ہوا تھا اور رمضان ۱۱۶۳ہجری کو کن پور سے روانہ ہوا کن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کی طرف واقع ہے اس رات وہ قنوج رہا اور دوسرے روز علی الصباح وہ سب روانہ ہوے جب نولراے کا لشکر چار کوس رہ گیا ہوگا کہ یک بیک مفرورین انبوہ انبوہ پہونچنا شروع ہوے۔ راے پرتاب سنگھ جو زخمی ہو کر بھاگا تھا اول اُسنے کیفیت مشرح اس مصیبت کی بیان کی بقاءاللہ خان نے دو تین گھنٹہ مقام کیا مگر یہ خیال کر کے کہ پاس فوج نہایت قلیل ہے قنوج کی طرف واپس چلا تاکہ راجہ کی مستورات و بچون کو کہین لیجائے ان سب کو مجتمع کر کے مع راجہ کی لاش کے اور جس قدر ہاتھی گھوڑے و اسباب وغیرہ مل سکا اُنکو ساتھ لیکر وہ واپس روانہ ہوا۔ مفرورین بھی اُسکے ساتھ ہوے ان مین پرتاب سنگھ و حسن علی خان بھی تھے جو دونون زخمی تھے راستے مین جو ممکن تھا بہیر سے ہمراہ لیا۔ روز شنبہ تاریخ ۱۱ رمضان ۱۱۶۳ہجری مطابق ۳۔ اگست ۱۷۵۰ء کو وہ

محسن پور پہونچے یہ مقام کانپور سے بہ سمت مغرب پانچ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ دوسرے روز جاجمئو مین پہونچے یہ مقام کانپور سے بہ سمت مشرق چھ یا سات میل گنگا کے کنارے پر واقع ہے نول رائے کی لاش کو صندل کی لکڑیون مین گنگا کے کنارے جلادیا نول رائے کے مارے جانے کی تاریخ ایک شخص نے "اے نول سرخ رو" سے نکال لی سے

روان کرد خون یلان جو بجو ادا کرد حق نمک موبمو
زیزدان رسید ندا ہور و ملک بیا رو بہ رو اے نول سرخ رو

۱۴ رمضان مطابق ۶۔ اگست کو کانپور سے پہونچے یہ کوڑے سے پانچ کوس ہے یہان سے راجہ متوفی کے گھربار کو لکھنؤ بھیجدیا اور بقاء اللہ خان نے کوڑے مین قیام کیا۔

فتح سے دوسرے روز احمد خان کے پاس ساٹھ ہزار فوج مجتمع ہوگئی اس مین صاحبزادے اور چیلے اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ اور ہشیار تاجر اور گانون والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے۔ جب بم ٹیلون نے اس فتح کی خبر سُنی خوف زدہ ہوکر فرخ آباد کا قلعہ چھوڑکر اپنے اپنے گانون کو بھاگ گئے۔ جنگ کے بعد احمد خان نے بھورے خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانسو بند وقچیون کے ساتھ قنوج پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کیا اور اُس کو حکم دیا کہ نول رائے کے رنگ محل پر جاکر قبضہ کرلے اور وہان کی ہر چیز کی حفاظت کرے اس حکم کی تعمیل حرف بہ حرف کی گئی۔ یہان لاکھون روپیے نقد تھے اور غلہ بافراط تھا۔ رحم خان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے چند روز بعد میرا باپ دلاور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب وہان کے حاکم کے رنگ محل مین بھی گیا اس وقت یہ مکان بالکل خالی پڑا تھا مگر روپیے اور اشرفیون کے توڑے جا بجا چھپے ہوے تھے یہان زربفت طلائی کے پردے پڑے تھے دروازون اور چوکھٹون پر چاندی کے پتر چڑھے تھے۔ ایک پلنگ جڑاؤ بچھا ہوا تھا اُسپر مخمل کے تکیے دھرے ہوئے

تھے طباق اور سرپوش سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوے تھے۔ جو مالیت کہ دلاور خان حسب اجازت قلعہ دار کے وہان سے لے آیا تھا اُس سے تمام عمر بہ عیش گذر گئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھ اشرفیان ایک برتن مین بھری ہوئی چھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے فرخ آباد مین داخل ہوا بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی ماں کو مئو سے بلوا بھیجا اور نذر گذرانی۔ اور ۳۳ محال کے تھانون پر اپنے آدمی متعین کیے اور جو کچھ ضبط کیا تھا سب قنوج سے منگوا بھیجا۔

قائم گنج کے ایک بھاٹ مسمے بھبوتی نے اس موقع پر ایک گیت بنا کر سُنایا جس پر نواب احمد خان نے خوش ہو کر ایک موضع بطور نانکار انعام دیا۔ وہ گیت یہ ہے۔

عجب وہ صاحب قدرت ہے جسنے جگ سنوارا ہے — خدا ہے پاک مولا ہے وہی پروردگارا ہے

کھڑا باندھا کمر کس کر غنیم او پر لیے لشکر — لگے اُسکے عجب چکّر د غروری کا خمارا ہے

نول سے مرد غازی کو نہ پوچھے بات پاجی کو — نول سے مرد غازی کو پہونچ گولی سے مارا ہے

نول ہونے سے مکھ موڑا کہین ہاتھی کہین گھوڑا — قبائل بھی کہین چھوڑا نہ سر چیرا سنبھارا ہے

چلین توپین دھڑا دھڑ سے ہتکلے بھی بڑا پڑتے — شُتر نالین پڑا پڑ سے تہور کا پہاڑا ہے

چلین تیرین سناسن سے چلین گولی مناسن سے — کٹین بکتر جھنا جھن سے پڑی تلوار دھارا ہے

بھبوتی نام ہے میرا اطالی پور رہین ڈیرا — یہی ہے مئو کا کھیڑا سے تلے گنگا کنارا ہے

صفدر جنگ کی احمد خان پر چڑھائی

افغانون کی آمادگی جنگ کی خبر تھوڑے ہی دنون مین دلّی پہونچی۔ صفدر جنگ نے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ احمد خان برادر قائم خان بنگش ملک دیگر گنات کی آبادی مین خلل انداز ہوتا ہے اگر چند روز اسی طرح رہے گا تو اُسکا مقابلہ مشکل ہو جائیگا۔ بادشاہ نے

عرض سن کر وزیر کو باغیون کی سرکوبی کی اجازت دی۔ وزیر نے دس ہزار پیادہ بارہ ہزار سوار
د توپخانہ دخزانہ اور دوسرا سامان جنگ لیکر ۱۲ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۶ جولائی ۱۷۵۰ء کو
دلّی سے کوچ کیا اور دریاے جمنا سے اُترکر اپنی تیاری مین مصروف ہوے۔ ۲۷ و ۲۸ شعبان کو
اُنھون نے کچھ فوج نصیر الدین حیدر اور اسمٰعیل بیگ خان چیلے کے زیر حکم نولراے کی کمک کو
روانہ کی۔ سلخ ماہ رمضان بروز پنجشنبہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۳ جولائی ۱۷۵۰ء کو وزیر نے
دلّی مین واپس آکر بار دیگر بادشاہ سے رخصت حاصل کی اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان اور
سیر نظامی اور میر بقا پسران اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور نواب ناصر خان صوبہ دار کابل
وغیرہ اُمرا اور دوسری فوج بادشاہی اُنکی مدد پر مقرر ہوئی اور بروقت رُخصت وزیر کو سپر اور
شمشیر اور پھولونکا ہار مرحمت ہوا۔ اور نجم الدولہ کو فتح پیچ مع شمشیر اور میر بقا کو فتح پیچ عنایت
ہوا۔ وزیر نے بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا اور راو گھاسیٹرہ کو جمعیت دوہزار سوارون کے
اپنے شامل کیا اور سورج مل بن بدن سنگھ جاٹ والی بھرت پور کو بذریعہ خط مدد کے واسطے
طلب کیا اور یہہ بھی لکھا کہ میری اس تحریر کو حاکمانہ تصور نکرین بلکہ دوستانہ خیال کرین سورج مل
سہاورکے مقام پر تھا اُسنے باپ سے اجازت چاہی بدن سنگھ نے جواب لکھا کہ حسب الطلب
نواب جانے کا مضائقہ نہین مگر بنظر دوراندیشی ہوشیار رہنا چاہیے اور مسلمانون کے قول پر
اعتماد نکرنا چاہیے۔ سورج مل پندرہ ہزار سوارون کی جمعیت سے مدد کے لیے روانہ ہوا۔ وزیر
کی فوج پر سرداران مفصلۂ ذیل حکمران تھے۔ نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغۂ نزول۔
شیر جنگ۔ مرزا محمد علی خان کوچک۔ عیسے بیگ خان چیلہ۔ آغا محمد باقر یمنی۔ مرزا مشہدی بیگ
اور نعیم خان دلّی سے چلکر تین چار روز مین دو منزل آئے تھے کہ اُنھون نے نولراے کی
شکست کی خبر سُنی۔ وزیر کو سُنتے ہی بکمال غم وغصّہ آیا اور کہنے لگے۔ افسوس اس خود بین دائم الخمر

نے کمک کا انتظار نہ کیا۔ اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو ان کسانون کو فتح نصیب نہوتی ۔ یہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتھ دے مارے اور تکیے پر سر رکھ کر بیہوش ہوگئے جب وزیر نے تکیے سے سر اُٹھایا اور اُن کو غش سے افاقہ ہوا تو ایک منشی کو بلایا اور حکم دیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعہ دار کے نام اِس مضمون کا روانہ کرو کہ اس حکم کے صادر ہوتے ہی محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑی عقوبت سے قتل کرے اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین حیدر کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ کے نام سے مشہور ہوا دتی مین بھیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کرکے سر اُن کے میرے پاس بھیجدو۔ بموجب حکم وزیر کے قلعہ دار الہ آباد مع چند جوانون کے قیدیون کے پاس بارادہ معلوم گیا۔ جس وقت ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان نے قلعدار سے مخاطب ہوکر کہا کہ بعد وفات قائم خان کے ہین منتخب ہوکر جانشین کیا گیا جو کچھ سزاوار ہون تو مین ہون ان بیچارون کا کیا قصور ہے۔ اسلیے وزیر کو اِس امر کی اطلاع دو اور تا صدور حکم ثانی ان کا قتل ملتوی رکھو قلعہ دار نے ایک نہ سنی آخر جلاد اُنکی طرف بڑھا ہر ایک اپنے قتل مین بمقابلے اپنے دوسرے بھائیون کے پیش دستی چاہتا تھا۔ غرض سب کے سب قتل ہوکر قلعہ مین مدفون ہوے جس وقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر کو پہونچا تاریخ ۲۰ رمضان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۲۔ اگست ۱۷۵۰ء کو اُسنے زین العابدین خان داروغۂ مجلس سے کہا کہ پانچون چیلون کو باہر لاؤ۔ زین العابدین پالکی لیکر مجلس مین گیا اور کہا کہ شمشیر خان وزیر کے پاس سے تمھاری تبدیلی جاے کا حکم آیا ہے اسلیے مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے جواب دیا کہ مین خوب جانتا ہون جہان ہمین پہونچانے کا حکم ہے خیر چار کو تم لیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ مین غسل کرکے کپڑے بدل لون اور اپنے جنازے کی نماز پڑھ لون۔ زین العابدین خان شمشیر خان کو بہت عزیز رکھتا تھا مگر وزیر کے حکم سے

مجبور تھا۔ شمشیر خان کو چھوڑ کر باقی چاروں کو پالکی مین بٹھا کر لے گیا۔ جب یہ مقتل مین پہونچے جلاد نے بڑھکر چارون کے سر تن سے جدا کر دیئے۔ اس عرصے مین شمشیر خان نے نہا دھو کر نئی پوشاک پہن کر خوشبو لگائی اور اپنے جنازے کی نماز پڑھکر تلاوت قرآن مین مشغول ہوا زین العابدین پالکی لیکر وہان پہونچا اور کہا پالکی پہ سوار ہو کر تشریف لے چلیے تب اُس نے قرآن مجید کو جزدان مین رکھکر زین العابدین خان کے حوالے کیا اور پچاس اشرفیان دین کہ کسی سید کے ذریعہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ کرا دینا اور جوتہ اپنے پانون سے نکال کر دیا کہ کسی غریب برہنہ پا کو دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اُتار کر اپنے لڑکے کے حوالے کی کہ یہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا اور اپنی تسبیح مع قرآن دی اور کہا کہ اگر شیر علی کے کوئی اولاد ہو تو اُسکے گلے مین ڈالدینا یہ سب وصیتین کر کے برہنہ پا مقتل کی طرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہر چند کہا کہ پالکی پہ سوار ہو جاؤ مگر اُسنے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام پالکی نشین کیا فیل نشین بھی ہو گئے ہین۔ مگر میرے کل دنیوی حوصلے اب ختم ہوئے۔ جب مقتل مین پہونچا اور چارون لاشون کو دیکھا کہنے لگا بھائیو انا انشاء اللہ بکم لاحقون۔ جلال الدین نے اُسکو دیکھکر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر اس وقت کہان ہے جواب مین اُسنے یہ اشعار پڑھے ؎

همان شیر و شمشیر برّان منم چه سازم که قبضه ندارد سرم
وگرنه ترا خان و مانت حریف بیکدم ته خاک کردم عدم

یہ سُنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اس کا سر تن سے اُڑادے جلاد نے تلوار کا ہاتھ لگایا مگر خطا کی دوسرا ہاتھ لگایا پھر بھی خطا کی۔ تب جلال الدین نے ایک مغل سے جو وہان کھڑا تھا کہا تو اسے قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اُسکے اصرار سے تلوار ہاتھ مین لی اور

ایک ہی ضرب مین سر تن سے جُدا کر دیا۔ لاش کلمہ پڑھتی ہوئی کعبے کی طرف دس قدم چلکر کھڑی ہوگئی۔ اُنگلیان دونون ہاتھ کی اٹک وانہانے تسبیح پر جنبش کرتی تھین یہ حالت دیکھ کر مغل اُسکی طرف متعجبانہ بڑھا اور پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ خان صاحب تم بیشک شہید ہوئے جو ہین یہ الفاظ اُسنے زبان سے نکلے لاش اُسکی طرف پھری اور رکوع مین آئی مغل یہ حالت دیکھ کر زار زار رونے لگا اور جلال الدین سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ملعون تونے کس شخص کو میرے ہاتھ سے قتل کروایا! اور پھر اپنی تلوار پتھر پر توڑ کر اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کو بھاگ گیا۔

شمشیر خان کے ملے جانے کی تاریخ یہ ہے۔ ؎

خنجر دست عدو گوہر جانش مے سُفت | حور از گیسوے خود خاک رہش را مے رفت
سال تاریخ وفاتش ز خرد بر جستم | ہاتفے صاحب شمشیر بہادر مے گفت ۱۱۶۳

مفتاح التواریخ مین یہ تاریخ راجہ پرتھی پت کے واقعہ کی لکھی ہے اور کہا ہے کہ وہ صفدر جنگ کے ایماء سے ۱۱۶۳ہجری مین مارا گیا۔ مگر ہمنے اُس تاریخ کو شمشیر خان کے واسطے بہتر جانا کئی وجہ سے ایک تو یہ کہ شمشیر کا لفظ اُسکے ملدے مین آیا ہے اور وہ شمشیر خان کیلیے مناسب ہے اور پرتھی پت کی اس مین کوئی بھی رعایت نہین۔ دوسرے ۱۱۶۴ہجری مین دوبارہ صفدر جنگ نے پٹھانون پر مرہٹون کی امداد سے حملہ کیا تھا تو اس یورش کے درمیان مین راجہ مارا گیا تھا اور راجہ جمادی الاولے ۱۱۶۴ہجری مطابق اپریل ۱۷۵۱ء تک تو احمد خان کے ساتھ رہا البتہ شمشیر خان ۱۱۶۳ہجری مین شہید ہوا تھا۔

جلال الدین نے پانچون لاشون کو کنوین مین ڈلوا کر کنوان پتھرون سے پٹوا دیا۔ وزیر نے مقام مارہرہ کے باغات مین پڑاؤ ڈالکر دوسری فوج کی حاضری کا حکم دیا نصیر الدین حیدر اور اسمٰعیل بیگ خان جو راجہ نول رائے کی کمک کے واسطے بھیجے گئے تھے

جب یہ پوری کے قریب پہونچے تو جاسوسون کی زبانی نول رائے کی شکست وموت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس ہوکر وزیر کے لشکر سے آن ملے جو اُس وقت مارہرے کے قریب مُقیم تھا۔

وزیر کی فوج کے ہاتھ سے قصبہ مارہرہ کا غارت ہونا اور نجیب وشریف کا بلا مین مبتلا ہونا

۱۰ رمضان ۱۱۶۳ ہجری کو کسی مغل کے ساربان نے عنایت خان کے دروازے کا درخت کاٹا یہ شخص وزیر کا نوکر اور اسی قصبے کا رہنے والا تھا عنایت خان نے وزیر کی ملازمت کے غرور مین ساربان کو سزا دی تمام ساربان جمع ہوکر اپنے آقا کے پاس فریاد لیکر گئے چونکہ وہ شخص جماعہ دار مغلیہ تھا اُسنے حکم دیا کہ عنایت خان کو پکڑ لاؤ اُسکے سوار وپیادے عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے یہ حال جبکہ وزیر کے دوسرے سپاہیون نے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ شاید قصبۂ مارہرہ کی لوٹ کا حکم ہے تمام فوج مغلیہ تیار ہوکر عصر کے وقت قصبے پر جا پڑی اور طرفۃ العین مین اُسے تباہ کردیا اور عنایت خان کو مع اُسکے نوجوان اکیس سالہ بیٹے کے قتل کرڈالا۔ شاہ حمزہ صاحب کشف الاستار مین کہتے ہین کہ سو آدمی کے قریب مارے گئے اور زخمی ہوے انہین سے مقتولون کی تعداد ستر کے قریب ہے۔ شاہ حمزہ صاحب کے بھائی سید نور الحسن خان نے نواب کو اس حال کی عرضی لکھ بھیجی اور خود مع دوسرے بھائیون کے مسلح ہوکر شاہ صاحب کے مکان کی حفاظت کے لیے پہونچ گئے جب نواب نے عرضی دیکھی تو جلد نصیر الدین حیدر کو مارہرے مین بھیجا۔ اور شتر سوار اور چوبدار اور ہرکارون کو دوڑایا کہ جاکر لوٹنے والون کو منع کرین جب تک یہ لوگ پہونچین وہان کام تمام ہوچکا تھا غرضکہ

اصنیت کا حکم سُنکر مغل شہر سے نکلے اور شہر کو بہت خرابی پہونچی۔ صبح کے وقت جب لشکر کے امیر شاہ حمزہ صاحب کے والد کی خدمت مین حاضر ہوے تو اُنھون نے بہت کچھ عتاب آمیز باتین اُن سے کین وزیر کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُنھون نے بدرالاسلام و نواب رعایت اللہ خان و مہا نرائن کو جُدا جُدا بھیجکر معذرت چاہی اور کہلا یا کہ مجکو اس کا حال معلوم نہ تھا شاہ صاحب نے فرمایا کہ وزیر غلط کہتے ہین اُنھون نے ہمارے شہر کو برباد کرا دیا آخرکار وزیر نے اپنے ایک رشتہ دار کو شاہ صاحب کے پاس بھیجا جسنے اپنی پگڑی سر سے اُتار کر زمین پر رکھدی اور بہت الحاح وزاری کی شاہ صاحب نے یہی کہا کہ جیسا وزیر نے ہمارے شہر کے ساتھ کرایا خدا اُس کا اُنکو بدلا دیگا۔ پھر دوسرے حالات پوچھکر اُس شخص کو رُخصت کر دیا نواب نے تین ہزار روپے مظلومون کو دینے کے لیے بھیجے شاہ حمزہ صاحب اور اُن کے بھائی سید نورالحسن نے اُنکے دادا کی درگاہ مین بیٹھکر شہریون کے نام لکھکر ہر ایک کی حالت کے موافق دلوا دیئے اکثر سیدون اور شیخون اور کنبوہون کی عورتین قید ہوئین۔ نصیرالدین حیدر نے تمام شب ان عورتون کو پکڑنے والون کے ہاں سے لیکر علٰحدہ خیمے مین جمع کیا اِس سانحے سے صفدر جنگ تمام شب ملول رہے اور زار زار رویا کیے اور کھانا نہ کھایا۔ صبح ہوتے ہی تمام عورتون کو اُنکے گھرون پر پہونچا دیا مغلون نے لڑکون وغیرہ کو گٹھون مین چھپا دیا تھا اُن کو تلاش کر کے اُنکے والدین کے سپرد کیا اُس روز قصبۂ مارہرہ مین قیامت برپا رہی اور سب کہتے تھے کہ وزیر کو فتح نصیب نہو گی۔ وزیر بعد اطمینان کلی مارہرہ مین ایک مہینہ مقام کر کے مشرق کی طرف بڑھے

وزیر کو مٹھی بھر پٹھانون سے بہت خوف تھا

باوجودیکہ وزیر کے پاس ستر ہزار سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے تھے جیسا کہ سیرالمتاخرین

مین ہے اور گیان پرکاش کے قول کے مطابق اُن کے ساتھ ایک لاکھ سوار اور چالیس ہزار پیادے تھے پھر بھی بوجہ جبن ذاتی کے احمد خان کے نام سے کانپتے جاتے تھے چنانچہ شاہ حمزہ صاحب کے والد کے پاس مارہرے کے مقام پر اپنے مصاحبون مین سے میر داراب کو کہ اچھا آدمی تھا بھیجکر عرض کرایا کہ بصاحبزادہ حکم شود کہ درمیان ما و افغانان صلح کردہ دہند جنابعالی قبول نفرمودند لیکن دوبارہ وزیر نے میر داراب کو عصر کے وقت خود شاہ حمزہ صاحب کے پاس بھیجا وزیر کو معلوم تھا کہ شاہ حمزہ صاحب کے والد کے ساتھ احمد خان کو بہت عقیدت ہے میر داراب نے کئی دلچسپ باتین کرکے دانشمندانہ طور پر نواب وزیر کا پیغام بیان کیا کہ دو گروہ اسلام مین صلح کرانا بزرگون اور سادات کا کام ہے تکلیف کرکے ہمارے پاس تشریف لائیے اور صلح کرا دیجیے۔ حمزہ صاحب نے جواب دیا کہ یہ قضیہ جنابعالی کے اختیار مین ہے اُسنے جواب دیا کہ حضرت صاحب تو انکار کرتے ہین شاہ حمزہ صاحب بولے کہ پھر مین کیسے اس بات کو قبول کرنے کی جسارت کرسکتا ہون۔ پھر قاصد نے کہا کہ نواب وزیر آپ سے ملنے کی نہایت آرزو رکھتے ہین اور آپ کے واسطے نقد و جنس کی کشتیان اور پالکی تیار رکھی ہے اور صلح کرانا دو گروہ اسلام مین ہمیشہ سے بزرگون کا دستور رہا ہے اس قسم کی بہت سی باتین کین جب شاہ حمزہ صاحب اس مقصد پر راضی نہوے تو قاصد نے کہا کہ آپ پر نواب وزیر کا بہت ساعق ہے اسلیے کہ دس روپیہ روز آپکے واسطے سرکار قنوج سے مقرر کردیا ہے۔ شاہ حمزہ صاحب نے جواب دیا کہ یہ درست ہے لیکن فقیر نے کبھی یہ روپیہ مقرر کرنے کے لیے اُنسے درخواست نہ کی تھی نہ اس بارے مین وزیر کو کبھی کوئی خط لکھا نہ ارکان دولت سے سفارش کرائی اُنھون نے خود بخود ہوا خواہی سے ایسا کیا ہے مین بھی شب و روز اُنکی دعا مین مصروف رہتا ہون۔ مغرب کے بعد میر داراب

رُخصت ہوکر چلا گیا اور وزیر سے تمام حال بیان کردیا۔ اب وزیر نے یہ کیا کہ سید احمد خان کو (جو سادات بارہہ سے تھا اور اُسکی جاگیر بارہہ مین تھی اور اگرچہ منصب چھوٹا رکھتا تھا لیکن جوہر ذاتی اور شجاعت کی وجہ سے اُمرا اُسکی توقیر کرتے تھے اور شاہ حمزہ صاحب کے والد کی اُسپر بڑی مہربانی تھی) شاہ حمزہ صاحب کے والد کے پاس بھیجکر استدعا کی کہ صلح کرادین اُسکے مکرر عرض کرنے سے حضرت شاہ صاحب نے شیخ محمد اصغر کو جو اُنکا مرید اور خادم تھا اور پیغام رسانی کا سلیقہ خوب رکھتا تھا وزیر کے دو خریطے کہ ایک احمد خان کے نام اور دوسرا رستم خان کے نام تھا اُسکو دیکر افغانون کے لشکر مین بھیجا وزیر کا پیغام یہ تھا کہ قصبۂ پٹیالی سے اُس طرف اپنا مُلک لے لین اور اس طرف کے پرگنے ہم سے تعلق رکھین چھ ماہ کے بعد پٹیالی واٹادہ بھی تمکو دیدیا جائیگا۔ ہماری رفاقت قبول کرین اور ہمارے ہمراہ بادشاہ کے پاس چلین منصب وجاگیر درست کرکے دیدی جائیگی اس معاملے مین فرمان لکھکر اور اپنی مُہر اُسپر لگا کر پنجۂ حضرت مرتضیٰ علی کو درمیان مین دیا تھا رستم خان نے جو لشکر افاغنہ کا سرغنہ تھا اور جو کچھ تھا وہی تھا وزیر کی بات قبول نہ کی لیکن خریطے کا جواب مضمون لیت ولعل کا لکھکر قاصد کے حوالے کیا احمد خان نے اپنے جواب مین لکھا کہ مین سرکار کا نوکر ہون لیکن خود معذور ہون رستم خان مختار ہے۔ احمد خان کے لشکر کے پٹھانون پر خوف غالب تھا اور یہ کل دس بارہ ہزار جوان تھے اور تمام خودسر تھے اور نواب وزیر کی فوج ستر ہزار سے کم نہ تھی۔ شیخ محمد اصغر کے ساتھ شاہ حمزہ صاحب کے والد کا عنایت نامہ بھی احمد خان کے نام تھا نواب وزیر کے خریطون کے سوال وجواب کے بعد رات کے وقت تخلیے مین اُسنے وہ خط احمد خان کو دیا اور زبانی بھی حضرت شاہ صاحب کا یہ پیام پہونچایا کہ خدا پر بھروسا کرکے بغیر کسی اندیشے کے وزیر کا مقابلہ کرو قادر مطلق کے حکم سے ضرور فتحیاب ہوگے اب دعا کی

قبولیت کا وقت آپہونچا ہے۔ محمد اصغر لوٹ کے وزیر کے پاس آیا اور عرض کیا کہ افغانون کے لشکر مین کوئی دم نہین عنقریب حضور کی چڑھائی سے خوف زدہ ہوکر متفرق ہونیوالے ہین۔ نواب وزیر محمد اصغر کی بناوٹی باتون مین آگئے اور خوش ہوکر آگے کو کوچ کیا۔

شکستِ وزیر

وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ کنور سورج مل جاٹ اپنی جمعیت کے ساتھ مقام کول مین وزیر سے آکر ملا نواب وزیر نے اسمعیل بیگ کو استقبال کے لیے بھیجا جب نواب وزیر سے ملاقات ہوئی تو انھون نے عند الملاقات کہا کہ آپکے چچا روپ سنگھ اور ہمارے والد سعادت خان کے درمیان قدیم سے محبّت تھی اب وہ زیادہ مستحکم ہوئی۔ دوسرے روز نواب نے ملاقات بازدید کی اس کے بعد کوچ کرکے نولکھا باغ مین ڈیرہ کیا اور فوج کو سنبھالا تو کل فوج لاکھ سے زیادہ تھی کالی ندی عبور کرکے[۱] رام چٹونی مقام مین قیام پذیر ہوے اور گرد لشکر کے خندق کھُدوائی۔ رام چٹونی سہاور سے ۷ میل مشرق مین اور پٹیالی سے پانچ میل مغرب مین واقع ہے۔ سورج مل اپنی فوج سمیت وزیر کے داہنے بازو پر پیش لشکر کے قریب تھا اور اسمعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تھا۔ اور ہمت سنگھ بھدوریہ بھی وزیر کے ہمراہ تھا احمد خان نے سورج مل کے پاس وکیل بھیجکر کہلایا کہ بھائی قائم خان نے روہیلون کی جنگ مین وفات پائی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر صفدر جنگ نے بادشاہ سے اس مُلک کی ضبطی کی اجازت لی اس بات کو سن کر والدہ صاحبہ اور میرے بھائی وزیر کے پاس گئے اور

[۱] انتہے کلامہ ۱۲ لہ اب سہاور کرسانہ کے نام سے مشہور ہے۔ ضلع ایٹہ مین ہے اور پٹیالی بھی ضلع ایٹہ مین واقع ہے ۱۲

کُل مال واسباب نذر کیا اور بادشاہ کی خدمت مین معاملہ پیش کیا وزیر نے ظاہرداری
سے خاطر وتسلّی کر کے قسم کھائی مگر دل سے کینہ رفع نہ کیا اور مطلق رحم نہ کر کے ہمسے لڑائی شروع
کی ہے آپ ایسے بے ایمان کی مدد کرتے ہین یہ نازیبا ہے مناسب یہ ہے کہ ایسے معاملے سے
آپ علٰحدہ ہوجائین۔ سورج مل نے جواب دیا کہ اب برسر مقابلہ آگئے صلح کی گنجائش نہین ہے
اگر پیشتر سے کہتے تو ایسا کیا جاتا۔ احمد خان نے شاہجہان پور وتلہر وبریلی وآنولہ وجونپور
کے پٹھانون سے امداد کی درخواست کی۔ جونپور مین احمد خان کے چند احباب آکر آباد ہوئے
تھے۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ احمد خان نے بی بی صاحبہ والدہ قائم خان کی طرف سے
ایک ایلچی روہیلون کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین حافظ رحمت خان نے
جو نواب سید سعد اللہ خان کے مدارالمہام تھے پٹھانون کی تباہی پر خیال کر کے پرمول خان
اور دور خان اور دوسرے جماعہ دارون کو چیدہ سپاہ کے ساتھ احمد خان کی کُمک کو
روانہ کیا اور حکم دیا کہ کڑے کڑے کوچ کر کے جلد احمد خان سے جا ملین اور آپ بھی روانگی کے
ارادے سے شہر بریلی سے خیمے باہر نکلوا کر کھڑے کرائے۔ مگر اس بات کی تحقیق کے لیے کہ
وزیر فرخ آباد کے قریب پہونچے یا نہین توقف کیا اور سپاہ کی فراہمی مین مشغول ہوئے
اس مقام پر یہ بات قابل غور ولحاظ ہے کہ ابھی ابھی تو روہیلون اور فرخ آبادیون مین
ایک خونریز اور بربادی بخش معرکہ پیش ہوچکا تھا اور ابھی سے روہیلون نے اُنکی مدد
شروع کر دی کیا روہیلے اتنی سی ننھی سی سمجھ کے ساتھ حکمرانی کرتے تھے یا وہ وقت ہی
اس قسم کا تھا۔

احمد خان اُس وقت مع رستم خان کے مغرب کی سمت روانہ ہوا جبکہ دونون لشکر
مقابل ہوئے تو نواب احمد خان نے رستم خان سے کہا کہ چونکہ نواب وزیر اور سورج مل دونون

ایک ساتھ ہم پر چڑھائی کے لیے آتے ہین لہذا مناسب یہ ہے کہ فوج علیحدہ علیحدہ کرکے اپنا اپنا حریف پسند کرلین رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب نواب سے لڑے اور سپاہی سپاہی سے۔ لہذا مین سورج مل کا مخالف ہونگا۔ تاریخ ۲۲ شوال ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۷۵۰ء کی شب کو وزیر نے سید ہدایت علی سے جوکہ نجم الدولہ محمد اسحاق خان کی فوج کے ہراول مین تھا اور بریلی مین رہ کر پٹھانون کی لڑائیان اور اُنکے داؤن گھات دیکھ چکا تھا مشورہ لیا۔ اُسنے کہا کہ یہ لوگ اکثر کمین گاہ تیار کرکے دشمن پر حملہ کرتے ہین اگر اُس وقت طرفثانی پائداری کرے تو خود مغلوب ہوجاتے ہین اس لیے تین چار ہزار سپاہ اپنی سواری کے ہاتھی کے سامنے مع بندوق وجزائل کے رکھنا چاہیئے کہ اُن کی شورش کے وقت آپکے سامنے جمکر افاغنہ کے حملے کا تدارک کرین اسمعیل بیگ خان نے غرور مین آکر کہا کہ کل دیکھو کیا ہوتا ہے احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہے سید ہدایت علی خاموش رہا صبح ہوتے ہی بعد نماز وزیر نے لڑائی کا حکم دیا اور توپخانہ اپنے روبرو رکھا اور سورج مل جاٹ و اسمعیل بیگ خان مع پچاس ہزار جوانون کے رستم خان کی جانب بڑھے اور حملہ شروع ہوا اسکی دائین جانب ایک ویران گاؤن کی بلندی تھی اسمعیل خان اور سورج مل اس بلندی کے دامن مین مقیم ہوے اور چوٹی پر چند توپین قائم کین جہان سے رستم خان کا لشکر ٹھیک زد پر تھا رستم خان نواب احمد خان کے پاس گیا اور حملے کی اجازت چاہی نواب کا منشا یہ تھا کہ جنگ مین تھوڑا سا توقف ہونا چاہیے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التوا غیر ممکن ہے کیونکہ دشمن قوی ہے اسلیے اُس سے لڑائی شروع کردینا قرین مصلحت ہے وہ اپنی پالکی پر سوار ہوکر واپس آیا اور اپنے آدمیون کو جنگ کے واسطے آمادہ کیا جونہین بڑھنے کا حکم ہوا پٹھان فوراً شمشیر بدست حملہ کرتے ہوے بلندی پر جا پہونچے اور

توپون پہ قبضہ کر لیا۔ رُستم خان نے تھوڑے فاصلے پر بہت فوج دیکھی کہ صف باندھے
کھڑی ہے اُسنے حکم دیا کہ حملہ موقوف ہو۔ یہ سورج مل کی فوج خاص اسی کے زیر حکم تھی
سورج مل نے اپنے سپاہیون سے کہا کہ تم پٹھانون سے دست بدست مت لڑو کیونکہ اُنکو
شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہے بلکہ تیر و بندوق سے جنگ کرو اور اسمعیل خان
و ہمت سنگھ بھدوریہ سے جو عقب مین بطور کمک کے مقیم تھے مشورہ کرنے لگا اِن کی بھی
صلاح ہوئی کہ پٹھان قریب نہ آنے پائین بلکہ ہم اُنکو داہنی اور بائین طرف سے گھیر لین
اِسلیے بہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قائم کر کے پٹھانون کی طرف بڑھے اُنھون نے توپ اور
بندوق اور تیر سے افغانون پر آگ برسانا شروع کی رستم خان اسم بامسمیٰ تھا تیر و کمان لیکر
پالکی سے اُتر پڑا اور تلوار لیکر مع اپنی فوج کے جو گھوڑون سے اُتر پڑی تھی آگے بڑھا اور
بہت سے دشمنون کو قتل کیا اور بہتیرون کو ہلاک کیا۔ افغانون نے اس فتح مین بھی کوئی دقیقہ
باقی نہ رکھا اگرچہ غنیم کی تعداد زیادہ تھی رُستم خان مع چھ سات ہزار جوانون کے اس معرکے
مین قتل ہوا سورج مل اور اُسکے رفیقون نے باقی لوگون کا علی گنج کی طرف بہت دور تک
تعاقب کیا۔ یہ مقام میدان جنگ سے چوبیس میل جنوب مشرق مین واقع ہے اس لڑائی مین
سورج مل کے ہمراہ بلو سنگھ چودھری بلبّ گڑھ والا و چین سنگھ و صاحب رام و سُکھ رام
و کھوٹہ برہمن و ہری سنگھ و صورت رام و تلوک چند تھے کہ انمین سے بلو سنگھ و صورت رام
و کھوٹہ و تلوک چند دہری سنگھ مارے گئے۔

اُس وقت رُستم خان کی داہنی جانب چند کوس کے فاصلے پر نواب احمد خان وزیر
سے لڑ رہا تھا ایک قاصد نے آکر اُسکے کان مین کہا کہ رُستم خان نے شکست پائی اور قتل ہوا
اُسنے آثار خوف یا رنج کے چہرے پر نمایان ہونے دیے اور عالم سکوت مین اپنے سردارون

سی طرف پھر کر بہ آواز بلند کہا کہ رستم خان نے فتح حاصل کی اور سورج مل و اسمٰعیل خان و ہمّت سنگھ تینون کو گرفتار کر لیا چلو ہم بھی کوشش کرین نہین تو وہ بہادری مین ہم سے سبقت لے گیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین اگر ہم اُسپر غالب آئے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہارے تو ہم مین سے کوئی غیر کو مُنھ دکھلانے کے قابل نہ رہے گا۔ سردارون نے جواب دیا اگر فضل الٰہی شامل حال ہے اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھ ہوتا ہے ہم دکھلائے دیتے ہین جب کُل فوج نے یہی بات کہی تو نواب نے کہا خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھ اُٹھا کر خدا سے دعا مانگی اور اپنی جان کو اُسکی حفظ و امان مین سپرد کر کے دشمن پر حملہ آور ہوے جب دونون فوجین مقابل ہوئین تو نصیر الدین حیدر نے جسکی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم دیا مگر پٹھانون نے ایسی عجلت کی کہ اُن کا کچھ بھی نقصان نہوا جب وہ قریب پہونچے تو مصطفےٰ خان نے جو جنگ تنہائی مین مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا نصیر الدین حیدر اُس کا مقابل ہوا اور دونون مر کر گھوڑون سے گر گئے۔ جب نصیر الدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا تو اُسکے پاؤن اُکھڑ گئے اور سب نے راہ فرار کی لی اُس وقت احمد خان اُس مقام پر آ پہونچا جہان مصطفےٰ خان اور نصیر الدین حیدر کی لاشین پڑی تھین وزیر کو یہ شکست بالخصوص کامگار خان بلوچ فوجدار شہر دہلی کی بغاوت سے ہوئی اُسنے احمد خان کا مقابلہ نہ کیا بلکہ پھر کر بھاگا جبکہ وزیر نے دیکھا کہ اُسکے آدمیون نے مُنھ پھیر لیا ہے تو اُنھون نے بعجلت تمام محمد علی خان رسالہ دار اور نور الحسن خان جماعہ دار بلگرامی وغیرہ و عبد النبی خان چیلۂ محمد علی خان کو یہ حکم دیا کہ جلد بڑھکر پیش لشکر کو کمک پہونچائین چونکہ مغلون مین ہر طرف پریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس تازہ وارد فوج کی کوششین محض بیکار ہوئین محمد علی خان بائین بازو پر گیا یہان تین ہزار فوج پیدل صف باندھے کھڑی تھی

اور اُسکے پیچھے کچھ سوار بھی تھے۔ جب پٹھان قریب آپہونچے تو نورالحسن خان اور اُس کے
سپاہیون نے کمان اُٹھائی اور عبدالنبی خان کے بندوقچیون نے بندوقین سرکین اس
سے بہت سے پٹھان مارے گئے اور منتشر بھی ہو گئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہو گئے اور برابر بڑھتے
چلے آتے تھے محمد علیخان کے داہنے ہاتھ مین گولی لگی اور نورالحسن خان کے ہاتھی کے
پانچ زخم تلوار کے لگے۔ اس مقابلے مین میر غلام نبی و میر عظیم الدین سیّد بلگرامی مارے گئے
اور ناصر خان بھی کام آیا۔ جس وقت نواب احمد خان میدان مین پہونچا مغلون نے چھوٹی بڑی
سب توپین یکبارگی سرکین اُنمین گوکھرو اور لوہے کے ٹکڑے بھرے تھے انکی آواز سے ساری
زمین تو لرز اُٹھی مگر افغانون کو کچھ بھی نقصان نہ پہونچا فقط پرمول خان کی ایک اُنگلی
کی کھال اُڑ گئی۔ مگر زمین و آسمان دھوان دھار ہو گیا بالکل تاریکی چھا گئی احمد خان نے
تھوڑی دیر توقف کیا جب دھوان کم ہوا تو ڈھاک کے درختون کی آڑ مین بڑھنا شروع
کیا سوارون نے گھوڑون سے اُتر کر تلوار ہاتھ مین لے لی اور آگے ہوے نواب احمد خان
کہارون سے بآواز کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی جلد بڑھائے چلو اور دشمن کی فوج مین پہونچاؤ
اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا۔ جب پٹھان توپون کے قریب پہونچے بندوقون سے
گولہ اندازون کو بھگا دیا زنجیرین لشکرگاہ کی تلوارون سے کاٹ دین اور وہان جا پہونچے
جہان وزیر کھڑے تھے اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب احمد خان بھی ایک کمکی فوج لیکر
فوراً اُنسے آملا نواب تاک کر وزیر کی طرف تیر لگاتا تھا۔ پٹھانون نے تلوارین ہاتھ مین لین اور
کشتون کے پشتے لگا دئے لاش پر لاش گرتی جاتی تھی اُس وقت لہرکا ایک روہیلہ پٹھان
وزیر کے عقب مین آپہونچا اور لڑائی ہوتی دیکھ کر اُسنے ایک شتر سوار خبر لانے کے واسطے
روانہ کیا اُسکو حکم ملا کہ تم اُس جانب سے حملہ کرو جس طرف چھتر دار حوضے کا ہاتھی کھڑا ہے۔

اسمین وزیر سوار ہین اُس طرف آدمی بھی کم ہین اس سے امید کی جاتی ہے کہ کوئی تمھاری
روک نہ کرسکے گا۔ تھر کا افغان تین سو جوانون کے ساتھ اس طرف گھُس آیا جہان وزیر
کھڑے تھے اُسکے بندوقچیون نے بندوقین مارنا شروع کین وزیر کا فیلبان مارا گیا۔ اور
اُن کے بیٹے شجاع الدولہ کا اُستاد مرزا علی نقی بھی جو وزیر کی خوّاصی مین بیٹھا تھا زخمی ہوا
اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا گولی جبڑے اور گردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے
سے نکل گئی اور وہ غش کھاکر حوضے مین گر پڑے اُن کا حوضہ نہایت مضبوط آہنی پترّون
کا بنا ہوا تھا اور اس قدر بلند تھا کہ فقط سر اوپر نظر آتا تھا اس سبب سے وہ اور زخمون سے
محفوظ رہے۔ پٹھانون نے حوضہ خالی اور ہاتھی کو بے مالک دیکھ کر اُس کا کچھ خیال نہ کیا اور
مغلون کے تعاقب مین بڑھتے چلے گئے فقط نور الحسن خان و محمد علی خان اپنے حال مین رہے
یہ دونون سردار وزیر کے پاس آئے اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل فیروزی
بجوا دو مگر باوجود اس طبل کے بجنے کے سوا دو سو جوانون مین ایک شخص وزیر کے پاس نہ آیا
اب رات ہونے لگی۔ تب لچھمی نرائن جگت نرائن کا بھائی بجاے مہاورت مقتول کے وزیر کے ہاتھی پر
سوار ہوا۔ گو وزیر کا ارادہ واپسی کا نہ تھا مگر بہ مجبوری میدان جنگ سے مارہرے کی طرف
واپس چلے کہتے ہین کہ جب وزیر کو ہوش آیا تو داڑھی کے بال کھسوٹے اور دانتون سے
ہونٹ کاٹے اور دونون ہاتھ ملے۔ وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی دیر بعد سُورج مل جاٹ اور
اسمعیل خان و راجہ ہمت سنگھ رُستم خان آفریدی کی فوج کو شکست کامل دیے ہوے اور اُس کو
منتشر کیے ہوے خوشی خوشی وزیر سے ملنے کو آتے تھے۔ نواب احمد خان مع چند جوانون کے
اُس وقت وزیر کی لشکر گاہ پر قبضہ کیے ہوے تھا جب اُسکی نظر لشکر عظیم پر پڑی نہایت پریشان
ہوا اور درگاہ جناب باری کی طرف رجوع کرکے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر دعا کی کہ بارآلہا

اس بندہ عاصی کی عزت وآبرو تیرے ہاتھ ہے تیرے سوا اُس کو اس آفت سے بچانیوالا کون ہے۔ وہ ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبر ان تینون سردارون کو پہونچی اُن کے حواس جاتے رہے اُنکی خوشی مبدل بہ رنج ہوئی اور مارے خوف کے ہانپتے کانپتے دلّی کی طرف راہی ہوئے احمد خان شکر خدا بجالایا اتنے مین جو لوگ وزیر کے تعاقب سے لوٹے ہوے آتے تھے اُنسے اور نواب اسحاق خان سے مقابلہ ہو گیا اُسنے بہادری سے کہا کہ مین وزیر ابو المنصور خان ہون یہ سُنکر افغانون نے اُسے گھیر لیا اور ہاتھی پر سے اُسکو پکڑکر اُس کا سر کاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور کہنے لگے یہ وزیر کا سر ہے جب نواب نے اُس پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ اسحاق خان کا سر ہے نہ وزیر کا۔

سیّد ہدایت علی نے کُل لشکر کے بھاگ جانے کے بعد وزیر کے توپخانے کی توپین جس قدر ساتھ چل سکین ہمراہ لیکر اور متفرق آدمیون کو جمع کر کے ساتھ لیا شام کے وقت وزیر نے قصبۂ مارہرہ مین پہونچکر جو میدان جنگ سے اکیس میل کے فاصلے پر سمت مغرب واقع ہے سیّد نور الحسن کو حکم دیا کہ تکمید زخم کی فکر کرے۔ سیّد مذکور نے سینکنا شروع کیا۔ اکثر مغلون ہی نے وزیر کے لشکر کے آدمیون کو لوٹا اور جو بچے اور گانوُن والون کے ہاتھ لگے تو اُنھون نے انکو لوٹ لیا۔ ہان مارہرے سے دلجمعی کی صورت ہوئی یہان وزیر نے ایک شب مقام کیا اور یہان سے دلی کو روانہ ہوے۔ مگر وہ ابھی دلّی نہ پہونچے تھے کہ اُنکی شکست و ذلت کی خبر جا پہونچی اُمرائے منافق اور بادشاہ اور اُنکی ماں اودھم بائی اور جاوید خان وزیر کے مال واسباب کی ضبطی کی فکر کرنے لگے مگر کچھ دہشت کھاکر انتظار تحقیق کر رہے تھے جب سُنا کہ وزیر زندہ نزدیک آپہونچے تو اُنکے پہونچنے کے منتظر ہوے وزیر کی بیوی نے وزیر کے پہونچنے سے قبل اپنے بیٹے اور افسرون کو حکم دیدیا تھا کہ جسقدر آدمی موجود ہین

انکو ہر وقت لڑنے مرنے کے لیے تیار رکھین - ۲۹ شوال ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲ ستمبر ۱۷۵۰ء
کو وزیر دریاے جمنا کے کنارے دلی کے مقابل پہونچے اور بادشاہ سے سوال وجواب
شروع ہوے حکم نہ تھا کہ شہر مین داخل ہون - قاضی نے فتوے دیدیا تھا کہ اگر وزیر
شکست پاکر پوٹے تو ہاتھی سے باندھکر شہر کے نثار کرنا چاہیئے[۵۱] - شیو پرشاد فرح بخش
مین کہتا ہے کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیدیا تھا کہ دریاے جمنا کے پار رہین دلی مین
آنیکا قصد نکرین اسکے بعد بادشاہ نے کوئی تعرض نہ کیا اور وزیر شہر مین داخل ہوے
جب اُمرے منافق کی حرکات سُنین اور دیکھین تو نواب بہادر جاوید خان اور والدۂ بادشاہ
کو جنکی سازش سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جائے اور بجائے
اُسکے وزیر سابق قمر الدین خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خان خانان مقرر ہو)
پیام دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندو بپر بارگران ہے اور مجھ سے کج بازی دور ہے - اُنھون نے وزیر
سے معذرت کی[۵۲] - شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ محمد اسحاق خان کی لاش اُسی طرح
میدان جنگ مین پڑی رہی تھی محمد علی خان جو پائندہ خان اکوزئی نواب سید علی محمد خان
کے ایک سردار کا بیٹا ہے اور دلی مین سالار جنگ اور مرزا علی خان کی رفاقت مین رہتا تھا
اسحاق خان کی مقتولی کا حال سُنکر اور معلوم کرکے کہ اُسکی لاش اُسی طرح میدان جنگ مین
پڑی ہوئی ہے دلّی سے میدان معرکہ مین آیا اور جوانمردانہ لاش کو اُٹھا لے گیا اور وہ سالار جنگ
کے پاس پہونچادی جسنے اُسکی تجہیز وتکفین کی -

وزیر کی شکست کے بعد بادشاہ نے غازی الدین خان فیروز جنگ ولد نظام الملک

---

[۵۱] جیسا کہ سیر المتاخرین مین ہے اور آردن کی تاریخ مین ۱۹ ہے ۱۲ [۵۲] دیکھو گیان پرکاش ۱۲
[۵۳] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دلی پر چڑھ آئے تو کیا کرنا چاہیے اُسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کچھ التماس کرون بادشاہ نے اُسکو اجازت دی تب فیروزجنگ نے کُل کیفیت مشرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شائستہ معرض بیان مین لایا اور کہا کہ یہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تھا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوا۔ ورنہ وہ مطیع سرکار تھا بہت سی گفتگو کے بعد اُسنے کہا کہ اب آپ ہی انصاف کیجیے اِس مین کس کا قصور ہے۔ بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تمنے عرض کیا سب صحیح ہے۔ محمد خان غضنفر جنگ اور اُسکے خاندان نے کوئی گستاخی سرکار کے ساتھ نہین کی یہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے لیکن تمھاری کیا راے ہے اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دلّی کا عزم کرے تو اُس وقت کیا کیا جائے گا۔ فیروزجنگ نے التماس کیا کہ صلاح دولت یہ ہے کہ نواب احمد خان کو ایک فرمان شاہی مع خلعت وفیل واسپ وشمشیر بھیجا جائے اور اُسکو لکھا جائے کہ ابتک جو کچھ ہوا اُس کا کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہ تھا سب وزیر کی شرارت سے ہوا وہ اپنے کیفر کردار کو پہونچا۔ اب اگر تم مطیع سرکار ہو تو قصد دلّی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہ صلاح بادشاہ کو نہایت پسند آئی فرمان شاہی مع خلعت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس چلا گیا۔ حافظ رحمت خان مدار المہام نواب سید سعد اللہ خان کے افسرون نے بھی اِس جنگ مین بڑی دلاوری دکھائی تھی۔ نواب احمد خان نے صفدر جنگ پر فتحیابی کے بعد حافظ الملک کے جماعہ دارون کو خلعت اور ہاتھی گھوڑے اور نقد وجنس دیکر رخصت کیا اور حافظ الملک کو شکر گذاری کا خط لکھا۔ اور اُسمین یہ بھی تحریر کیا کہ اودھ کے فتح کرنے کا ارادہ ہے اگر آپ اپنی سپاہ خیرآباد تک جو آپکے مُلک کی سرحد پر ہے بڑھا دین تو بہتر ہو حافظ صاحب نے شیخ کبیر اور پہول خان کو

سپاہ دیگر سرحد ملک اودھ کی طرف یورشین کرنے کے لیے بھیجا جنھون نے حد شرقی خیر آباد تک فتح کرکے نواب سید سعد اللہ خان کے ملک کا ضمیمہ کیا۔

اُدھر احمد خان نے اپنے بڑے بیٹے محمود خان و جہان خان چیلے کو مع دس ہزار سوار و بیشمار پیادون کے لکھنؤ صوبۂ اودھ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا اور شادی خان اور کالے خان کو کوڑے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ محمد امیر خان کو غازی پور پر روانہ کیا۔ نولراے کی شکست و موت سے الہ آباد کے بڑے حصے مین بدانتظامی واقع ہوگئی تھی۔ روپ سنگھ کھیچر جو پرگنہ کروالی پر قابض تھا کہ زمانۂ حال مین ضلع الہ آباد مین واقع ہے و سمیر سنگھ ولد ہندو سنگھ چندیلہ و گھنسا سنگھ رکھبنی جو سابق مین پٹھانون کے دوست تھے ان سب سے مرہٹون نے سازش کی اور مثل سال گذشتہ اب بھی مرہٹون کو ندی کے اس پار بلانے کا ارادہ کیا۔ ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۳ ہجری مین پٹھانون نے ملیح آباد مین تھانہ قائم کیا جو لکھنؤ سے مغرب سمت ۱۵ کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور سانڈی کو جو اب ضلع ہردوئی مین ہے گرد برد کر دیا اور امیٹھی کو جو اب ضلع سلطانپور مین واقع ہے لوٹ لیا اور بڑی فوج سے دال مئو[1] اور راے بریلی پر قبضہ کرنے کا سامان کیا۔

نواب احمد خان کی فوج کی اودھ پر یورش

محمود خان اپنے باپ نواب احمد خان کے حکم سے اودھ کو چلا ۱۶ جمادی الاولی ۱۱۶۴ ہجری کو بلگرام کی غربی طرف فرد کش ہوا اُسکی فوج کے پٹھانون نے لوٹ کھسوٹ شروع کی اور چند لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تھی اُن کو بھی تاب نہ آئی چند پٹھانون کو زخمی کیا اور محمود خان کے لشکر کے دو سو راس باربردار لوٹ لے گئے۔ محمود خان نے وفور غرور سے مع جملہ فوج تیار ہو کر شہر کا محاصرہ کیا اور اُسکے لوٹنے کا ارادہ کیا وہان کے لوگ

[1] گنگا کے کنارے واقع ہے ۱۲

محلہ بمحلہ کوچہ بکوچہ مستعد مقابلہ ہوے مگر بلگرام کے سن رسیدہ لوگ جو احمد خان سے ربط ضبط رکھتے تھے وہ محمود خان کے پاس گئے اور اصلاح کرکے اس فتنۂ برخاستہ کو خاموش کیا۔ محمود خان نے پھاپھامئو کی طرف آکر اپنے کسی بنی اعمام کو مع بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکھنؤ پر دھاوا کرنے کا حکم دیا اور اُسنے پانچہزار فوج کسی سردار کو دیکر لکھنؤ کی طرف روانہ کیا سردار مذکور نے شہر کے باہر پڑاؤ ڈالکر ایک کوتوال اپنی طرف سے مقرر کرکے شہر مین بھیجا۔ شہر اسوقت صفدر جنگ کے عملے سے خالی تھا کیونکہ متوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر سنکر بقاء اللہ خان کے ہمراہ قلعہ الہ آباد مین تھے اکثر مغل اپنا اسباب شیخ معز الدین کے گھر امانت رکھ گئے تھے۔ اُسکو اُسکے دوستون نے منع کیا تھا کہ ان لوگون کا مال گھر مین رکھنا چاہیے کیونکہ افغانون کو دعوے پیدا ہوگا۔ مگر شیخ مذکور نے اپنی شجاعت کے گھمنڈ مین آکر نہ مانا۔ معز الدین خان بمقتضاے وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا اُسنے بڑی عزت سے ساتھ ملاقات کی۔ کوتوال نے شہر مین بیجا حرکات اور سختیان شروع کین شیخ نے اُس کو سمجھایا۔ اس ضمن مین کسی مُفتری نے سردار افغانان سے ظاہر کیا کہ شہر والون نے آپ کے کوتوال کو بیحرمت کیا ہے۔ معز الدین اُس وقت سردار کے پاس بیٹھا ہوا تھا اُس نے کہا کہ کیا مجال کوئی ایسا کر سکے مین جاتا ہون اور مفسدون کو سزا دیتا ہون اور فوراً رخصت ہوکر شہر مین آیا۔ شیخ نے خیال کیا کہ اس فرقۂ افاغنہ کی امان کا اعتبار نہین پس شہر کے شرفا کو طلب کرکے کہا کہ یہ فرقہ وعدے کا پابند نہین ہے انکی اطاعت سے بجز ندامت کے کچھ حاصل نہوگا اسلیے بہتر یہ ہے کہ سب ملکر انکو یہان سے نکالدین بعض تو خوف کھاکر جان بچا گئے۔ بعض موافقت پر آمادہ ہوے۔ معز الدین نے زیور فروخت کرکے روپیہ مُہیا کیا اور شیخ زادہائے شہر کو جمع کرکے انکو کہا کہ کوتوال کو نکالدین شیخ زادون نے ایسا ہی کیا۔ معز الدین نے کسی مُغل کو

مغلئی لباس پہناکر اپنے مکان مین بٹھادیا اور صفدر جنگ کی منادی کرادی اور اعلان کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بھیجا ہوا کوتوال ہے اور ایک سبز جھنڈا حضرت علی کے نام کا استادہ کیا جو اُس جھنڈے کے نیچے آتا اُس سے رفاقت کی امید ہوتی سردار نے یہ خبر سنی تو شہر پر حملہ کیا دو سو شیخ زادون نے مقابلہ کیا دریاے گومتی کی طرف سخت لڑائی ہوئی پٹھان بھاگ نکلے وہ سردار بھی جسکے ہمراہ پندرہ ہزار سپاہ تھی بھاگ گیا تمام توپخانہ اور اسباب شیخ زادون کے ہاتھ لگا۔ محمود خان نے جو پھا پھا مئو کے گھاٹ پر مقیم تھا یہ خبر سُنکر لکھنؤ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ معز الدین خان نے اُسکو پیام دیا کہ آپ لوگ اپنی حماقت سے اس درجے کو پہونچے اب بندہ خود ہی آپکے پاس پہونچتا ہے چندے توقف کیجیے ابھی محمود خان وہین مقیم تھا کہ یہ مفرور افغان جا پہونچے اور شیخ زادون کی بہادری کا حال بیان کیا محمود خان خوف زدہ ہوکر اپنے ملک کی طرف واپس ہوا شیخ زادون نے تمام پٹھانون کو اودھ کی عملداری سے نکالدیا۔ یہ بیان سیر المتاخرین کے مؤلف کا ہے جسنے ان پٹھانون کی ترقی کو رنج و بغض کی نظر سے دیکھا ہے۔ اور تعصب قومی و مذہبی کی جہت سے ان جوانمردون کے کارنامون کی جا بجا بدرنگ تصویر کھینچی ہے حقیقت حال یہ ہے کہ جسوقت لکھنؤ کے شیخ زادون نے سر اُٹھایا تو اُسوقت مین وزیر نے مرہٹون کی امداد و اعانت سے فرخ آباد پر دوبارہ چڑھائی کی تھی اسوجہ سے انتقام ممکن نہ تھا۔ یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹ آیا تھا[1]۔

گیان پرکاش کا مؤلف کہتا ہے کہ محمود خان نے لکھنؤ مین بہت ظلم کیا ایک مقدس آدمی نذان محل واقع لکھنؤ مین رہتا تھا اُس کا نام شاہ سبحان تھا اور بہت پاک باطن تھا۔ محمود خان اُسکے پاس کبھی کبھی جایا کرتا تھا ایکروز اُسنے بڑے جوش کے ساتھ کہا کہ تم ہمیہ تعدی کرنے سے باز نہین آتے کل کو شعلۂ آتش اُٹھے گا جو صدہا آدمیون کو ہلاک کریگا۔

---

[1] دیکھو آردن صاحب کی تاریخ ۱۲

اور تمھاری حکومت یہان سے اُٹھ گئی ہے جلدی یہان سے چلے جاؤ چنانچہ دوسرے دن
پٹھانون کے بارودخانے مین آگ لگ گئی ایکبارگی بڑی آواز ہوئی صدہا آدمی اُڑ گئے
تین تین چار چار کوس پرجاکر گرے علی الصباح محمود خان نے لکھنؤ سے کوچ کردیا انتہی کلامہ
اگرچہ اس قول مین یہ بیان سچا نہین کہ محمود خان لکھنؤ مین گیا تھا مگر اس سے سیر المتاخرین کے
مؤلف کے قول کی تغلیط تو کھل گئی کہ شیخ زادون کی تلوار کے خوف سے محمود خان اپنے ملک
کی طرف بھاگ گیا اور ان دونون کے بیانون مین کتنا تناقض ہے ایک کہتا ہے کہ وہ
پھاپھامئو کے گھاٹ سے آگے نہ بڑھا تھا دوسرا کہتا ہے کہ لکھنؤ مین مقیم تھا۔

مُحاصرۂ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اُسکی آمد سُنکر نواب بقاءالله خان
ولد رحمت خان جو عمدۃ الملک امیر خان کا حقیقی بھتیجا تھا اور اپنے چچا کے عہد سے کوڑے
کا فوجدار تھا اور پرتاب نرائن اور خان عالم داماد امیر خان سرداران وزیر جو ڈیڑھ ہزار سپاہ
کے ساتھ وزیر سے ملنے آتے تھے لکھنؤ کی راہ سے جھونسی بھاگ گئے۔ تب علی[1] قلی خان داغستانی
صوبۂ الہ آباد کا نائب اُنسے ملنے کو آیا اُس وقت اُنھون نے معلوم کیا کہ شادی خان بیس ہزار
سپاہ کے ساتھ آیا ہے۔ علی قلی خان اپنی فوج اور کچھ راے پرتاب نرائن کی فوج لیکر شادی خان
کے مقابلے کو بڑھا دونون فوجون کا کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا اور جنگ شروع ہوئی
شادی خان شکست کھاکر لوٹا جب اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہونچی تو اُسنے ارادہ کیا
کہ بہت سی کُمک بھیجے مگر صلاح کارون نے کہا کہ آپ خود وہان چلیے کیونکہ آپکی آمد سُن کر
دشمن فی الفور الہ آباد کا قلعہ خالی کردینگے بقاءالله خان وعلی قلی خان نواب احمد خان کی

---

[1] یہ علی قلی خان داغستانی وہ نہین جسکا تخلص والہ ہے ۱۲ خزانہ عامرہ

آنند سنگھ وہان سے پھرے اور الہ آباد کے قلعہ مین پناہ گزین ہوے انکے ساتھ راجہ پدم سنگھ
اور پسران راجہ نولراے بھی تھے احمد خان نے کوڑہ جہان آباد مین پہونچکر چند روز قیام کیا
اور یہ عزم کیا کہ خود وہان سے گھر کو واپس آئے اور جنگ ان تین سردارون یعنی منصور علیخان
و رستم خان بنگش و سعادت خان آفریدی کے ہاتھ مین چھوڑ دے۔ ان تینون سردارون
کے پاس بہت سی سپاہ نوکر تھی۔ لیکن مشرقی صوبجات کے حاکمون یعنی پرتھی پت ولد
چتر دھاری ولد جے سنگھ سوم بنسی حکمران پرتاب گڈھ اور راجہ بلونت سنگھ والی بنارس
کے وکیل جو اُسکے پاس پہونچے تو اُسکو آگے بڑھنے کی ترغیب ہوئی۔ خطون کا مضمون یہ تھا
کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑھینگے تو ہم لوگ کوشش کرکے بہت جلد قلعہ خالی کرالینگے پس
تمام مشرقی حصہ ملک کا آپکے قبضے مین آجائے گا ان خطون کے پہونچنے سے نواب احمد خان
الہ آباد کی طرف بڑھا۔ راجہ پرتھی پت پرتاب گڈھ سے اپنی فوج لاکر گنگا کے کنارے خیمہ زن
ہوا نواب نے اُسکو خلعت عنایت کیا اور خود اُسکی درخواست پر اُسکو پیش لشکر مین قائم کیا
الہ آباد پہونچکر نواب احمد خان نے دریاے گنگا کو عبور کیا اور وہان سے جھونسی کو گیا اور
اِس مقام پر اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کین اِس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہربونگ
تھا تمام الہ آباد کو خلد آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتون اور
بچون کو قید کیا کوئی جگہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن و دریاباد کے لوٹ سے باقی نرہی
ان دونون جگھونپر پٹھان قابض تھے۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان وزیر کی جانب سے
قلعہ کی حفاظت کرتے تھے اور یہ دونون نوابان بنگش کی اطاعت سے عار رکھتے تھے۔ چونکہ
جنگ میدان کی تاب نہ تھی اس لیے قلعہ الہ آباد مین پناہ گزین ہوے۔ اتفاقاً اندرگر سنیاسی
کہ مہادیو پرست تھا سے پانچ ہزار برہنہ جنگجو فقیرون کے وہان تیرتھ کو آیا اور برا نے شہر

اور قلعہ کے درمیان مین ٹھہرا یہ فقیر وزیر کے لوگون کی جانب شریک ہوے۔ وزیر کے
آدمیون نے اندر گر کو بہتیرا کہا کہ قلعہ مین رہنا چاہیے اُسنے منظور نہ کیا باہر ہی رہا —
بقاء اللہ خان جنگ آزمودہ آدمی تھا۔ فن حرب مین مہارت کامل رکھتا تھا اُسنے دریا پر
ایک پُل اُس مقام پر باندھا جو درمیان ترببنی (کہ قلعہ کا پھاٹک ہے) اور قصبۂ ارائل
کے واقع ہے یہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے پر گنگا و جمنا کے اتصال کے نیچے ہے اُسنے اپنا
لشکر گاہ تو اُس قصبے مین چھوڑا اور خود مع فوج صبح و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا۔ اُسوقت
فصیل سے برابر توپین نواب احمد خان پر چھوٹتی رہین۔ اُسکی جانب سے راجہ پرتھی پت
اور اُسکے سردارون نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔ راجہ بلونت سنگھ
جسے بذات خود آنے کا حکم ہوا تھا اُس وقت جھونسی مین پہونچا اور نواب احمد خان
کے بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب احمد خان کے پاس حاضر ہوا۔ محمود خان حال مین لکھنؤ
سے آیا تھا۔ راجہ بلونت سنگھ نے ایک لاکھ روپیہ نذر گذرانا۔ اُسکو خلعت مرحمت ہوا اور
نصف اُسکی ریاست اُسکے نام کردی۔ باقی نصف مُلک پر صاحب زمان خان دلاک زئی
جونپوری نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا۔ نواب نے راجہ بلونت سنگھ کو حکم دیا کہ تم
محمود خان کو ساتھ لے کر ارائل کو جاؤ اور دشمن کو وہان سے بھگا کر اپنی فوج کا پڑاؤ وہان
ڈالو تاکہ قلعہ کی آمد و رفت رُکے اور باب رسد مسدود ہو۔ راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکر گاہ
مقام جھونسی کو آکر ناؤین مہیّا کرنے کا حکم دیا۔ جب نواب بقاء اللہ خان کے جاسوسون نے
اس ارادے کی خبر اُسکو پہونچائی تب اُسنے فکر کرنی شروع کی اور باہم اپنے لوگون سے مشورہ
کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونی چاہیے جس سے دو جانب سے ہمپر حملہ ہونے پائے آخر اسپر رایون
کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوجون سے جنگ کرین۔ بقاء اللہ خان بڑی فوج لیکر

پُل سے پار ہوا اور فوج قلعہ سے باہر آکر اُس سے متفق ہوئی۔ اندر گرسنیا سی بھی حکم پاکر شریک
ہونے کے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑھا اور گنگا کے کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندھکر
بعزم جنگ کھڑا ہوا۔ جس وقت نواب احمد خان نے یہ خبر سُنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے
کنارے آیا اور وہان سے اُسنے نواب منصور علی خان و نواب شادی خان کو سپاہ پر حکومت
کرنے کو بھیجا۔ بموجب حکم کے وہ آگے بڑھے۔ علاوہ ازین اُن کے ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار
جوان زیر حکم رُستم خان بنگش اور چار ہزار سعادت خان آفریدی کی ماتحتی مین اور دو ہزار
منگل خان کے حکم مین اور تین ہزار یکہ جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی
عبدالرشید خان چیلے کے حکم مین تھے اسکے سوا اور بھی سردار ساتھ تھے یعنی نامدار خان برادر
غیرت خان۔ نور خان ولد خلیل خان مُتنبیٰ۔ نامدار خان برادر ہمت خان مُتنبیٰ اور عبداللہ خان
ورکزئی۔ نواب احمد خان نے ان سب کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑھکر دشمن کو بھگا دین
راجہ پرتھی پت سے نواب احمد خان نے کہا کہ تمھارا مقام پیش لشکر ہے وہان جاؤ۔ راجہ حملے مین
آگے ہوا تین گھنٹہ توپ و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا آخرکار راجہ پرتھی پت جو آگے تھا
قابو پاکر دشمن کی سپاہ مین در آیا یہ دیکھ کر منصور علی خان اور دوسرے سردار اُسکی مدد کو بڑھے
راجہ ہاتھی سے اُترکر گھوڑے پر سوار ہوا تب اُسکے ہمراہی اپنے گھوڑون سے اُترکر شمشیر بدست
دشمن پر جھپٹے اس مقام پر پہونچکر منصور علی خان بھی اپنے ہاتھی سے اُترکر راجہ کے آگے پہونچا۔
بقاءاللہ خان کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے یا زخمی ہوے اور جب بقاءاللہ خان نے دیکھا
کہ فتح کی امید نہین ہے اپنی سپاہ کے ساتھ پُل کے پار گیا اور گولہ انداز توپین قلعہ مین چھوڑکر
پل کے پار بھاگ آئے اور بھاگتے وقت اپنے کنارے کی طرف پُل توڑ دیا۔ نواب احمد خان
کی فوج کو اس صورت سے یہ فتح نصیب ہوئی اور میدان پر قابض ہوئی۔ اور جس جگہ

یہ لوگ مقیم ہوے وہان سے پل تمام وکمال نظر آتا تھا جس وقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علی خان کی فوج سے آگے اپنی فوج کو دشمن پر چڑھا لیگیا جب منصور علی خان کے لوگون نے یہ حال دیکھا ازراہ رشک جلدی بڑھکر اُن لوگون کے آگے ہوے ان کا یہ قصد ہوا کہ پُل کے سرے پر جائین راجہ پرتھی پت کی بھی رلے ہوئی۔ لیکن جس وقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سُنی فوراً ایک شتر سوار نواب منصور علی خان کو واپس بلانے کے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر سر دے مارنے کے برابر ہے۔ حکم پاتے ہی منصور علیخان نے قصد لوٹنے کا کیا مگر پرتھی پت نے کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ خالی ہوگیا ہے پس اس مین کیا قباحت ہے۔ ہم پل کے سرے تک جائین اگر قلعہ مین کوئی متنفس باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی چلائے گا۔ پس اگر ہم پر گولی نہ چلائی جائے گی تو تصوّر کرینگے کہ قلعہ خالی ہے اور اُسپر قبضہ کر لینگے۔ منصور علی خان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا قصور نہین کرسکتا ہون یہ کہکر شادیانے فتح کے بجوانے اور نواب کی خدمت مین واپس آکر مع دوسرے سردارون کے نذر گذرانی۔

نواب احمد خان ابھی قلعہ الہ آباد کا محاصرہ کیے پڑا تھا کہ تھوڑے عرصے بعد یہ خبر سُن کر کہ صفدرجنگ اور مرہٹے فرخ آباد کی طرف بڑھ گئے ہین اُس طرف روانگی پر تیار ہوا احمد خان نے یہ خیال کیا کہ اگر یکایک یہان سے کوچ کیا تو قلعہ کی فوج تعاقب کرے گی اسلیے بادشاہ کا فرمان پہونچنے کی خبر اُڑادی اور فرمان بارٹی سات آٹھ کوس کے فاصلے پر ٹھہرا کر شب کو رسالہ دارون جماعہ دارون اور مُصاحبون سے بلند آواز سے فرمایا کہ فرمان بارٹی دور ہے۔ رات سے سوار ہونگا تمام سامان روانگی کا تیار کرلو۔ اس تدبیر سے وہان سے کوچ کیا جب وزیر کی چڑھائی کی خبر مشہور ہوئی راجہ پرتاب گڑھ بھی لوٹ گیا۔

نواب احمد خان کے افسر سے بلونت سنگھ راجۂ بنارس کی مخالفت

جبکہ نواب احمد خان الہ آباد کے محاصرے مین مصروف تھا تو اُسنے بہانے صاحب زمان خان ولاڑاک جونپوری کو مقامات جونپور- اعظم گڑھہ- اکبرپور و دیگر مقامات مین اپنا نائب مقرر کیا تھا- بلونت سنگھ نے نصف ریاست کے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہونچا کہ اُسکو ملک سے بھگا دو- اُسکو کمک بھیجی گئی- اور اکبر شاہ راجۂ اعظم گڑھہ اور مشتاق جہان زمیندار ماول اُس کے آکر شریک ہوے- ماول اعظم گڑھہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے- فوج اکبرپور مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرہانپور کا پندرہ روز کے محاصرے کے بعد مفتوح ہوا ازان بعد جونپور کی طرف بڑھے اور چھ گھنٹہ سخت لڑائی کے بعد حملہ آور بڑھکر گھس آئے اور اُس مقام پر قابض ہو گئے صاحب زمان خان نے آپ ہی بڑھنے مین تاخیر کی اور نظام آباد کی طرف کوچ کیا یہ مقام جونپور سے تیئیس میل شمال و مشرق مین ہے بلونت سنگھ سے عہد و پیمان ہونے کے بعد جس کا مذکور پیشتر ہو چکا ہے صاحب زمان خان مع حاجی سرفراز خان کے اُس حصۂ ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقع ہے بلونت سنگھ گنگاپور سے جو بنارس سے تھوڑے فاصلے پر مغرب مین واقع ہے روانہ ہوکر مریاہو پہونچا یہ مقام جونپور سے بارہ میل جنوب مین ہے اور صاحب زمان خان سے اپنے ملک کی واپسی کا مطالبہ کیا ہر دو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر منحصر ہوا- بلونت سنگھ کے افغان سرداروں نے اپنے ہم قوم افغان یعنی صاحب زمان خان سے جنگ کرنے سے انکار کیا- لاچار ہوکر بلونت سنگھ نے معاملۂ صلح ہی کو مناسب جانا- صاحب زمان خان نے چاندی پور مین پڑاؤ ڈالا- دوسرے روز

اُسکی فوج مین بابت بقایائے تنخواہ کے بلوا ہو گیا اور وہ تنہا اعظم گڑھ کی طرف روانہ ہوا بلونت سنگھ نے تب اُس کا گھر لوٹ لیا۔ صاحب زمان خان اعظم گڑھ مین اپنے آپکو محفوظ نجانکے ملک بتیا کو گیا اور وہان کے راجہ نے اُسکو پناہ دی۔ تھوڑے عرصے کے بعد وہ جونپور کو واپس آیا۔ لیکن بلونت سنگھ نے پھر اُسے مقرر کر دیا۔

نقل ہے کہ جب بنارس کے مہاجنون نے پٹھانون کی آمد سُنی وہ پھولپور پر جو بنارس سے آٹھ کوس کے فاصلے پر ہے گئے اور کہا کہ ہم دو کروڑ روپیہ بطور محصول داخل کرتے ہین اس شرط پر کہ پٹھان ہمارے شہر مین نہ آئین اُن کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے اگر ہم پٹھان کو خواب مین بھی دُور سے دیکھتے ہین تو کانپنے لگتے ہین۔ غرضکہ دُو کروڑ روپیہ دیا گیا اور پٹھان واپس گئے۔

وزیر کا بادشاہ سے عفو قُصور کرانا اور اُن سے احمد خان پر چڑھائی کی اجازت لینا۔ مرہٹون اور بھرتپور کے جاٹون کو اپنی مدد کے لیے بُلانا

وزیر رام چٹونی مین شکست کھا کر ۲۹ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ء کو دلّی واپس آئے اور یہان پہونچکر اُنھون نے دیکھا کہ بادشاہ مجھ سے سخت ناراض ہین تو نہایت غمگین ہوے ایک عرصے تک وہ گھر سے نہ نکلے ہر وقت سر پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے تھے آخر الامر اُنکی بیگم نے اُنکو ڈھارس دی اور اقرار کیا کہ جتنا روپیہ میرے پاس ہے سب تم کو دیتی ہون یہ سُنکر اُنکو ہمّت ہوئی اور اُنھون نے راجہ ناگرمل۔ اور لچھمی نرائن اور

اسمعیل بیگ خان کو طلب کیا اور سید عبد العلی کو بھی جو اُنھین دلون اجمیر سے پہونچا تھا شریک مشورہ کیا۔ اسمعیل بیگ خان نے صلاح دی کہ افغانستان سے فوج منگانی چاہیے۔ ناگرمل کی رائے ہوئی کہ روہیلون کو بلانا چاہیے اور کہا کہ قائم خان کے حملے کے سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکھتے ہین وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا اور کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین لیکن اگر کوئی اور غنیم اُنسے لڑنے جائے گا تو سب متفق ہوجائینگے۔ تب وزیر نے سید عبد العلی سے صلاح پوچھی اُسنے کہا کہ آپ کے ساتھ فوج سابق مین بھی کم نہ تھی اور اب بھی جس قدر درکار ہو مُہیّا ہوسکتی ہے مگر سرداران جنگ دیدہ و آزمودہ کو رفیق کرنا چاہیے وزیر نے کہا بتلائیے کون ایسے لوگ ہین۔ جواب دیا کہ بخت سنگھ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکھتے ہین اور راجہ لچھمی نرائن نے بھی مرہٹون کی فوج کثیر کا مذکور کیا اور کہا کہ آپاسندھیا اور ملہار راؤ کے پاس ستر اسّی ہزار فوج اس وقت کوٹے کے قرب و جوار مین ہے ایک ہزار مرہٹے دس ہزار افغانون کے واسطے بس ہین اور پٹھان مرہٹون کے نام سے چونک پڑتے ہین۔ اب وزیر نے مرہٹون سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا۔

وزیر کو دوسرا بڑا کام اہم یہ باقی تھا کہ بادشاہ کو کسی صورت سے رضامند کرنا چاہیے اس غرض سے وزیر نے راجہ جگل کشور وکیل مہابت جنگ کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بھیجا اور اُس سے اعانت چاہی۔ اس جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکھتا تھا وزیر کا حال بالتصریح سُننے کے بعد جاوید خان نے کہا کہ ایسے معاملہ کی بحث بالمواجہہ ہونی چاہیے۔ بروز چہارشنبہ مین بغرض فاتحہ خوانی۔ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا کی درگاہ مین جاؤنگا۔ بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آؤنگا اُسوقت جن جن پیچیدگیون کو وہ سمجھانا چاہین مجھ سے بیان کرین جگل کشور نے واپس آکر وزیر سے

اُس کا پیام بیان کیا۔ چہار شنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین کے مزار کی زیارت کے بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا ادھر اُدھر کی باتون کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ بادشاہ سلامت کا مزاج تمھاری طرف سے بالکل پھر گیا ہے کسی کو جُرأت نہین کہ کوئی بات بہتری کی تمھاری بابت حضور مین عرض کرے اور نواب فیروزجنگ نواب احمد خان کے واسطے سعی کرنے پر اس قدر مستعد ہے کہ کسی کی مجال نہین ہے کہ اُسکے خلاف ایک بات بھی مُنھ سے نکال سکے۔ وزیر نے بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے کہے اور کہا کہ اگر آپ اس معاملے مین دست اندازی کرین اور بعنوان شائستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین توخوب ہو۔ تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ وزیر نے اُسکو ستر لاکھ روپے بطور رشوت کے دینے پر راضی کر لیا۔ نواب ناظر نے اپنی بات پر بھروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا۔ تمھارے حق مین سفارش کرونگا۔ اور انشاءاللہ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمھاری طرف رجوع کردونگا بعد اس گفتگو کے وہ سوار ہوکر اپنے گھر روانہ ہوا تین روز کے بعد ایک اخبار نویس کے پاس سے جو احمد خان کے لشکر گاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبجات مشرق کے زمیندار راجہ پرتھی پت و راجہ بلونت سنگھ اور دوسرے زمیندار مع نذر کثیر نواب احمد خان کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنے تئین نواب کا مُطیع قرار دیا یہ بھی الہ آباد کے محاصرے کے واسطے نواب کے شریک ہوے ہین بڑی فوج جمع ہوگئی ہے اور روز بروز جمع ہوتی جاتی ہے ایک لاکھ سوار اور بیشمار پیدل زیر لواے نواب احمد خان مجتمع ہوگئے ہین۔ دیکھا چاہیے بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے۔ نواب ناظر نے موقع پر جس طرح وزیر سے اقرار کر آیا تھا کہنا شروع کیا اور جو جو باتین از راہ دور اندیشی اُسکو سکھلائی تھین اُس نے بادشاہ سے بیان کین۔ ناظر ایسے الفاظ سے کہ

جن سے دل پر بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب مُلکی معاملات کی طرف خیال کرتا ہون تو مجھے سخت تردد ہوتا ہے۔ میری نیند جاتی رہتی ہے۔ صفدر جنگ کے شکست کھاکر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے ایک فرمان گویا بصورت تہنیت نامے کے احمد خان کے نام باستقرار ریاست موروثی بھجوایا تھا اُسپر قناعت نکرکے اُسنے ریاستہاے خالصہ پر بھی قبضہ کرلیا ہے اور اپنے بیٹے کو مُلک اودھ کی تسخیر کے لیے روانہ کیا ہے اور خود الہ آباد کو محاصرہ کیے ہوے ہے اس کے بعد بنگال کا عزم کریگا اور اخبار نویسون نے حضور عالی کو بخوبی اطلاع دی ہے کہ اُس نے لشکر عظیم اکٹھا کیا ہے علما یہ کہتے ہین کہ کتاب اخون درویزہ مرشد ولی افغانان مین یہ لکھا ہے کہ کوئی افغان سردار بہ جمعیت زائد از دوازدہ ہزار مرتبہ شاہی کو پہونچے گا پس اس صورت مین احمد خان جسکے پاس ایک لاکھ سے زاید فوج ہے اور سات صوبے قبضے مین ہین اپنے تئین بادشاہ بنانے سے کیونکر باز رہ سکتا ہے جب جاوید خان نے اس طوالت کے ساتھ یہ قریب آمیز گفتگو کی تو بادشاہ سخت متردد ہوکر پوچھنے لگے کہ اب اس مشکل سے نکلنے کی کونسی صورت ہے یہ سُنتے ہی جاوید خان نے عرض کیا کہ صفدر جنگ کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اُسکے تفویض کیا جائے۔ بادشاہ نے یہ جواب دیا کہ صفدر جنگ سے کچھ بھی امید نہین ہے کیونکہ وہ فوج کثیر بندوق بان یہ سب کچھ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تھوڑی سی فوج سے اسکو شکست فاش دی اور اب جبکہ احمد خان کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو صفدر جنگ اُس دل ہاری فوج سے اب کیا کرسکتا ہے۔ زدہ را باید زد مثل مشہور ہے۔ بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ میری رائے مین تمھاری تجویز بالکل خیال خام ہے مین اسے ہرگز منظور نہین کرسکتا ہون کیونکہ اچھی تجویز مین کبھی [illegible] ہوگی۔ جاوید خان نے جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے متعلق اور بھی تدابیر ہین۔

آپا سیندھیا اور ملہار راؤ جو اس وقت راجپوتانے مین ہین وہ اگر طلب کیے جا ئین تو حضور عالی کی نوکری کرلینگے۔ اور اپنے انتفاع کی اُمید پر جو حکم اُن کو دیا جائے گا اُس کی تعمیل وفاداری کے ساتھ عمل مین لائینگے۔ سُورج مل جاٹ کی فوج بھی اگرچہ صفدرجنگ کے ساتھ گئی تھی مگر اُسنے نہ شکست پائی نہ منتشر ہوئی سوا اسکے نواب سید سعداللہ خان کا مدارالمہام صفدرجنگ کا دوست ہے آخرالامر بادشاہ جاوید خان کی باتون مین آگئے اور حکم دیا کہ صفدرجنگ سے کہو کہ اُس کا قصور معاف ہوگیا ہے اور کل دربار مین حاضر ہو جاوید خان خوش خوش اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہونچا پہلے دونون باہم بغلگیر ہوے بعد ازان جو گفتگو بادشاہ سے ہوئی تھی سب وزیر سے دُہرائی اب جاوید خان جوگل کشور کو ساتھ لے کر اپنے مکان کو گیا اور اُس سے کہا کہ وزیر سے کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہون اور فی الفور ایک فرزند رانے کی تیار کرین۔ تعداد نذرانے کی ۲۰ لاکھ روپے سے کم نہو۔ جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ ۲۰ لاکھ نذر مقرر ہوئی ہے کہ جاوید خان سے ملاقات کے وقت دینا چاہیے جیسا کہ آردن صاحب کی تاریخ مین لکھا ہے پھر یہ بات تاریخ مظفری کی کیسے قابل پذیرائی ہوگی کہ جاوید خان کو ستر لاکھ روپے رشوت مین دینے ٹھہرے تھے جبکہ خود بادشاہ کی نذر کے لیے ۲۰ لاکھ روپے کی فردنہی اور نہ وزیر اُس وقت اس قابل تھے کہ ستر لاکھ دے سکتے۔ القصہ دوسرے روز علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہو کر دیوان عام مین سنگ مرمر کے فرش پر جلوس فرمایا۔ اُمرا و اراکین مع میر تزک حاضر ہوے اور آداب بجالا کر اپنے اپنے پائے پر کھڑے ہوے اُس وقت ناظر جاوید خان کو حکم ہوا کہ وزیر صفدرجنگ کو بارگاہ سُلطانی مین حاضر کرے جس وقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہونچا تیس خوان جواہر وپارچہ جہلے قیمتی کے اُس کے روبرو

پیش کیے گئے۔ بعد معمولی انکار کے اُسنے اُنکو قبول کیا بعد ازان وہ حضور مین حاضر ہوے وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکھدیا۔ بادشاہ نے سر اُٹھاکر چھاتی سے لگالیا وزیر نے عرض کیا کہ غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتجی عفو ہے۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ[۱]

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش — عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش — کس نتواند کہ بجا آورد

بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے بعد غور تمھارا قصور معاف کیا اور عذر پذیرا کیا خلعت دہ پارچہ مع فیل واسپ و شمشیر وزیر کو مرحمت ہوا وزیر نے اپنی فرزندرانہ نقد ادی صدہ۔ لاکھ روپیہ پیش کی اور رخصت ہوکر پچاس ہزار روپیہ خیرات کرتے ہوے گھر کو روانہ ہوے۔

حسب استدعاے جاوید خان ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے نام ایک فرمان شاہی جاری ہوا اور ایک خط وزیر نے بھی دیا اور مرہٹون کے پاس یہ تحریرین لیکر راجہ مہانرائن[۱] جو وزیر کی سرکار کا مدار علیہ تھا اور شیر سنگھ[۲] آس اور جگل کشور[۳] روانہ ہوے اور بابورائے وکیل مرہٹون کا بھی انکے ساتھ گیا۔ ان قاصدون کو کوٹے سے دو پڑاؤ مشرق اور وہان سے دو سو اٹھ میل جنوب مین مرہٹے ملے۔ اُنھون نے وزیر کے خط کا مضمون معلوم کرکے آپا نے دو کروڑ روپے طلب کیے رام نرائن نے پچاس لاکھ روپے کہے آپا نے اُس سے کہا کہ تمھاری نظرون مین پچاس لاکھ روپے زیادہ ہین ہم تو ایک معاملے مین اتنے لے لیتے ہین۔ ہماری نظر مین اس قدر روپیہ ہیچ ہے۔ ہمکو کیا ضرور ہے کہ

---

[۱] دیکھو گیان پرکاش اور عماد السعادت آردون صاحب نے رام نرائن کہا ہے اور سیر المتاخرین مین بھی نرائن آیا ہے ۱۲ [۲] دیکھو گیان پرکاش ۱۲ [۳] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

پچاس لاکھ روپون کے لیے چار لاکھ پٹھانون سے لڑائی کرین جنگ دوسر دار دیہ کیونکر یقین ہے کہ ہم ضرور اُنپر فتحیاب ہونگے ممکن ہے کہ ہمکو ہی شکست ہو جاے آخر ملہار راؤ ایک کروڑ پر راضی ہو گیا کیونکہ وہ صفدر جنگ کو حاتم سے کم نہ جانتا تھا اُس نے آپا کو بھی راضی کر لیا اور اپنے حقیقی بھتیجے تکو کو بھی جو جسونت راؤ کا بھائی ہے ساتھ لیا عماد السعادت مین اسی طرح لکھا ہے۔ سیر المتاخرین مین بیان کیا ہے کہ ٹھہرا پندرہ ہزار روپیہ یومیہ سورج مل کا اور ۲۵ یا ۳۵ ہزار یومیہ تا زمان جنگ مرہٹون کا قرار پایا۔ اور گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ مرہٹون کے لاکھ سوارون کو جو بمانحتی آپا و ملہار راؤ تھے لاکھ روپیہ کوچ اور پچاس ہزار مقام دینے کا اقرار ہوا اور سورج مل خود اول سے شریک تھا لیکن یہ بات درست نہین کہ سورج مل موجود تھا کیونکہ وہ پہلی لڑائی کے بعد اپنے وطن کو لوٹ گیا تھا وزیر نے پھر اُس کو بڑی منت اور خوشامد کے ساتھ اس جنگ عظیم مین شریک ہونے کو بلایا۔ صفدر جنگ نے جو خط اس موقع پر سورج مل کو لکھا تھا اُسکی نقل صفدر جنگ کے اُن قلمی خطون سے جو بھرت پور سے ہاتھ آئے ہین کرتا ہون وہو ہذا۔

فرزند وفادار بہادر من۔ قرارداده بودند کہ از مہمات خود فراغ حاصل کردہ بعد دو ماہ در حضور مے رسم۔ مدت بامتداد انجامید کہ ایفاے وعدہ ہنوز بعمل نیامدہ و این جانب بجان و دل مشتاق خصوص درین ولا کہ انصرام مہم افاغنہ منظور خاطر و صلاح کارہاے سرکار بر ذمہ ہمت شماست توقف ورزیدن و داشتن آن وفادار موجب کمال گرانی و انتظار ست۔ مخالفان شقاوت بنیاد کہ بحسب اتفاق بدولت خداداد دست یافتہ بودند حالا بنخوت وغرور۔ در سر دارند و باجتماع ہم کف دور و نزدیک مشغول۔ ہر چند عزیمت

بے درنگ منظور بود. لکن بانتظار رسیدن آن کامگار رُو نے چند دگر ہم توقف لازم بود
الحاصل زود بیایند و زیادہ برین متوقف نشوند۔

اگر بسیر چمن مے روی قدم بردار کہ ہم چو رنگ حنا مے رود بہار از دست

غور کرنے کا مقام ہے کہ شہنشاہ دہلی کا وزیر اعظم ایک ایسی ادنی سی ریاست کے ولی عہد کو جسکا باپ ۱۷۲۳ء میں راجہ بنا تھا اور جو اپنی اولوالعزمی سے وزیر کے ہم قوموں کی سلطنت مٹانے کی فکر مین تھا کس خوشامد کے لہجے مین لکھتا ہے اگر یہ حضرت بہ نسبت سورج مل جاٹ کے نصف محبت کا برتاؤ بھی پٹھانون سے رکھتے اور انکی بربادی و استیصال کے خیالی پلاؤ نہ پکاتے جو اصل دین اسلام اور ننگ و ناموس مین اور ہندو و کے نزدیک واجب الاستیصال ہونے مین اُن کے شریک تھے تو اتنی مذلت و خجالت کیون اُٹھاتے بلکہ انکی معاونت اور خدمت سے فائدہ حاصل کرکے سورج مل سے بدرجہا بڑے بڑے راجون کو اپنے سلام کا آرزومند اور اپنے حکم کا فرمانبردار پاتے۔

بہرصورت صفدر جنگ از سرِ نو جملہ سامان جنگ مثل توپ و بان و جزائل و گولہ بارود مہیّا کرکے آمادۂ پیکار ہوے۔ مرہٹے جب دلّی کے قریب پہونچے تو ملہار راؤ نے وزیر کے وکیلون کو رخصت دیکر صفدر جنگ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ ہمارا دار الحکومت مین آنا کیا ضرور ہے ہم بالا بالا فوج لیکر جاتے ہین اور یہ بھی چاہتے ہین کہ آپکی فوج لڑائی مین ہماری شریک نرہے بلکہ کوئی اس معاملے مین دخل ندے رام نرائن وغیرہ مرہٹون سے رخصت ہوکر وزیر کے پاس آئے اور وہ بھی روانگی کو آمادہ ہوے لیکن تمام خزانہ اُن کا ایک کروڑ روپے سے کم تھا اور سوا مصارف فوج مغلئی و ہندوستانی کے اُنکی ذات خاص کے مصارف بھی زیادہ تھے۔ ایک کروڑ روپے دینا مرہٹون کو ٹھہرے تھا اسلیے نواب کے دل کو فکر تھی

چھمی نرائن سے اس معاملے مین مشورہ کیا اُسنے عرض کیا کہ مرہٹون سے تو اس شرط پر خرچہ جنگ ٹھہرا ہے کہ وہ جب بالکل پٹھانون کا مُلک فتح کرا دین تو اُسوقت یہ رقم دیجائے گی جب آپ کا قبضہ اُس مُلک پر ہوجائے گا تو کروڑ روپے کیا چیز ہین بالفعل جو کچھ روپیہ آپکے پاس موجود ہے اُس مین سے تھوڑا سا فوج کو دیکر باقی اپنے صرف مین لائیے نواب وزیر اس بات سے مطمئن ہو کر دلّی سے روانہ ہوئے۔

اور بعض کہتے ہین کہ مرہٹے دلّی مین آئے تھے اور جب وہ اُس کے قریب آپہونچے تو ایک عُہدہ دار اُنکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا۔ دوسرے رُوز ملہار راؤ اور آپا بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوے اور خلعت مرحمت ہوا۔ وزیر نے سورج مل جاٹ کو بھی خلعت دلوایا۔

باوجود اس قدر مددگارون کے وزیر کا احمد خان کی فوج کو بزور مکر و تدبیر فتح کرنے کی کوشش کرنا

کشف الاستار سے معلوم ہوتا ہے کہ جب وزیر نے مرہٹون کو اپنی مدد کے لیے بلایا تو سید نور الحسن خان وغیرہ برادران شاہ حمزہ صاحب کی معرفت دو لاکھ روپیہ حضرت شاہ صاحب کی خدمت مین بھیجے جن مین نصف زر نقد تھا اور نصف کی ہُنڈی۔ اور استدعا کی کہ احمد خان کے رسالہ دارون کو روپے کا لالچ دیکر احمد خان سے منحرف کرکے ہمارے پاس بھجوا دیجیے اور جو کچھ جسکے مناسب حال ہو وہ اُسے عطا کر دیجیے اگر شادل خان بھی ہمارے پاس آجائے تو اُسکو ایک بڑا امیر بنادین۔ شاہ صاحب نہایت اہل دل تھے جواب دیا کہ اگرچہ افغان طامع اور حریص ہین روپے کے لالچ مین اپنے دین و ایمان تک کی پروا نہین کرتے اُنکو توڑ لینا آسان ہے لیکن یہ عادت ہم لوگون کی نہین ہے کہ ایسے معاملات مین دخل دین

اور یہ بیت پڑھی

تو برائے وصل کردن آمدی   یا برائے فصل کردن آمدی

قاصد وزیر کے پاس لوٹ گئے۔

وزیر کی دوبارہ فرخ آباد پر چڑھائی

وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا اور حکم دیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو۔ اوائل جمادی الاولے ۱۱۶۴ھ ہجری مین صفدر جنگ اپنی اور مددگارون کی فوج لیکر دلی سے برآمد ہوے۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ اس وقت صفدر جنگ کے ہمراہ دو لاکھ سپاہ اور ہزار کے قریب چھوٹی بڑی توپین اور ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے سردار تھے۔ صفدر جنگ نے دریاے جمنا کو عبور کرکے پہلا یہ حکم مرہٹون کو دیا کہ شادل خان فرخ آباد کے عامل کو کوئل کے نواح سے بھگا دینا چاہیے اور جب وہ فرخ آباد کی طرف بھاگے اُس کا تعاقب کرتے ہوے فرخ آباد کی طرف بڑھنا چاہیے ملہار راؤ اور آپا نے پنڈارون کو حکم دیا کہ احمد خان کے مُلک کو آگ لگائے اور ویران کرتے چلے جاؤ۔ بمجرد حکم کے لوٹنا شروع کیا اور چوبیس ہزار سوارون نے شادل خان حاکم کول و جالیسر کو جا گھیرا تھوڑے عرصے مین ملہار راؤ اور آپا سیندھیا خود وہان پہونچے اور حملہ شروع ہوا۔ اگرچہ شادل خان کے پاس بمقابلے غنیم کے فوج نہایت قلیل تھی مگر تاہم تھوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا اور جہانتک ممکن تھا دشمن کا مقابلہ کیا ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے بہت سے آدمی مار کر آخر کار گنگا پار ہوکر قادر چوک پہونچا یہ موضع پرگنہ اچھیانی ضلع بدایون مین واقع ہے وہان سے اُس نے کل حال احمد خان کو بمقام الہ آباد لکھ بھیجا اور مشرق کی سمت گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا احمد خان نے

وزیر کی شکست سے چھ ماہ کے بعد شادل خان کا پسپا ہونا مرہٹون کے مقابلے سے سنا۔
نواب نے راجہ پرتھی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجھے گھر کی طرف
جانا ضرور ہے انشاء اللہ انکو بار دیگر شکست دیکر واپس آتا ہون اُسوقت اضلاع مشرق
قبضہ کرونگا راجہ پرتھی پت نے کہا کہ ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل
نامناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ وزیر تو قریب پہونچ ہی چکے ہین۔ آپ کیسی ہی عجلت
کرینگے تاہم وقت پر پہونچنا مشکل ہے اور بالفرض آپ عین وقت پر پہونچے بھی تاہم فوج
چونکہ منتشر ہوجائے گی اُسکے مجتمع کرنے مین وقت ہوگی۔ لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے
کہ آپ گنگا پار ہوکر صوبہ اودھ کو چلین اور وہان سے جانب مغرب روانہ ہون اس مین
چند فوائد ہین ایک تو شتاب زدگی کرنا نہ پڑے گی۔ فوج بھی منتشر نہوگی اور زمیندار لوگ
اودھ کے جو اپنے اپنے گھرون سے بعہد نول بدعمل بھاگ گئے تھے وہ بے مانگے مدد روپے اور
سپاہ سے کرینگے دوسری وجہ یہ ہے کہ بہت سی نو آشنا فوج یعنی کرایے کی فوج جو آپکے
حکم مین جمع ہوئی ہے جب آپ فرخ آباد کو بعجلت روانہ ہونگے یہ سب ساتھ چھوڑ دینگے
نواب نے کہا مین اپنے سردارون سے مشورہ کرون دیکھون انکی کیا رائے ہے۔ راجہ رخصت ہوا
نواب نے رستم خان و منگل خان غلزئی و محمد خان آفریدی و مستجاب خان ورکزئی و حاجی سردار خان
و دیگر سردارون کو طلب کیا جس وقت اُنھون نے راجہ کی صلاح سنی کہا علیحدہ باہم مشورہ کرکے
جواب دینگے زائد لوگون کی رائے تو یہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اُترنا چاہیے۔ فقط حاجی سردار خان
کی رائے اسکے خلاف تھی سب افغان سردار نواب کے پاس حاضر ہوے اور عرض کیا کہ اگر
گنگا پار جائینگے تو دشمن بالیقین یہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے بھاگ گئے۔ ہم کو خوف نکرنا چاہیے
یہ وہی وزیر ہے جسے ہم ایکبار زک دے چکے ہین اور اللہ کی مدد سے اور اپنی تلوار کے زور سے

اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دینگے اور ہمارے نزدیک اُسکی فوج کی بے وقعت ہے
جیساکہ مثل مشہور ہے کہ مُرے کو مارنا کیا مشکل ہے نواب نے حاجی سردار خان کی طرف
مخاطب ہوکر پوچھا تم کیون خاموش ہوا اُسنے جواب دیاکہ یہ لوگ میری باتسے خوش نہونگے
میری راے راجہ پرتھی پت کی راے سے موافق ہے اور مین سمجھتا ہون کہ اُسکی راے
بہت مناسب ہے۔

حسب صلاح سردارون کے فرخ آباد کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا اور جو کچھ
مشورہ قرار پایا تھا اُس سے اُسکو اطلاع دی۔ راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب
نے کہا کہ مین تمکو بالفعل اس ملک مین بطور اپنے نائب کے چھوڑے جاتا ہون اس لیے
تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودھ کے زمیندارون سے کہو کہ اپنے اپنے گھر دنمین
جا بسو راجہ کو اُس وقت خلعت مرحمت ہوا وہ رخصت ہوکر دریاے گنگا کو عبور کرکے اپنے
ملک کو روانہ ہوا نواب کا بیٹا جو اودھ کے فتح کرنے مین مصروف تھا اور اُس کا ارادہ لکھنؤ اور
کاکوری کے شیخ زادون کو سزا دینے کا تھا جنھون نے سر اُٹھاکر پٹھانون کو نکالدیا تھا چونکہ
اُس وقت مین انتقام ممکن نہ تھا اسلیے یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹا اور ساندی پالی
سے گذر کر دریاے گنگا کے کنارے اُس مقام پر پہونچا جسکی دوسری جانب فتح گڑھ
مین اُسکے باپ کی لشکرگاہ تھی نواب احمد خان الہ آباد سے روانہ ہوکر چھ روز کے عرصے مین
اپنی دارالریاست کو پہونچا مگر اُسکے ساتھی جو محض زر آشنا تھے رستے سے اُس کا ساتھ چھوڑ
چھوڑ کر جاے عافیت مین پناہ گزین ہوے صرف وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تھا ساتھ
رہ گئے۔ پہلے اُسنے بی بی صاحبہ اور اپنی دوسری رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین
پہونچا دینے کی فکر کی یہ سب بمشکل تمام وہان سے آنولہ و شاہجہان پور کو روانہ ہوئین شہر کے

بہت سے باشندون نے جب بی بی صاحبہ کو وہان سے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا۔ نواب نے ہر سردار کو نام بنام طلب کیا اور اُنسے صلاح پوچھی کہ دشمن سے کس طرح مقابلہ کرنا چاہیے تمام رئیس اور فوج کے سردار و تاجر و مہاجن اور بازار کے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لائق و عاقل مشہور تھے نواب کے روبرو حاضر ہوے۔ انھون نے عرض کیا کہ دشمن کے ساتھ فوج بیشمار ہے اور نواب کی فوج اُسکے مقابلے مین گویا دال مین نمک کے برابر ہے یہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین مگر بہادر ہین۔ لیکن بزرگون کا قول ہے کہ ایک شخص حریف مقابل سے جنگ کر سکتا ہے اور نہ ایک ہزار سے اس مین شک نہین کہ نواب بادشاہ سے مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے مگر وزیر اس وقت سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر آیا ہے جاٹ اور مرہٹے مور و ملخ کی طرح ایک انبوہ کثیر کے ساتھ آئے ہین۔ لہٰذا مصلحت وقت یہی ہے کہ یہان سے حسین پور گھاٹ پر جو شہر سے تین میل مشرق کی طرف واقع ہے گنگا کے کنارے اُٹھ چلنا چاہیے وہان ایک چھوٹا سا قلعہ ہے جہان سے تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہے اس قلعہ کے گرد بڑا وسیع میدان ایک میل کا ہے اور اس وسیع میدان کے کنارے پر بڑے غار اور خندقین ہین اس لیے اس مقام پر پڑاؤ ڈالنا خوب ہوگا۔ اس کا مذکور نہین کہ شہر کا قلعہ کیون بیکار ٹھہرا شاید اس وجہ سے کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روکدین اور رسد کی آمد بند کر دین۔ فتح گڑھ کے نیچے دریا بھی ہے جس مین کشتیان بہ آسانی مُہیا ہو سکتی ہین مگر تا وقتیکہ دشمن پار ہو کر دوسرے کنارے پر قابض نہو یہ خوف نہین ہو سکتا ہے۔ نواب نے سردارون اور رشتہ دارون اور مشیر کارون کی یہ صلاح سُنکر اسی مشورے پر اتفاق رائے کیا اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر دریاے گنگا کے مقام معینہ پر جا پہونچا اور وہان لشکرگاہ

قرار دی۔ دوسرے روز توپخانہ پہونچا اور توپین لشکر مین داخل ہوئین۔ نواب خود خندقون اور غارون کی طرف جن کا مذکور ہو چکا ہے گیا اور وہان توپین زنجیرون سے باہم کسکر نصب کین۔ توپون پر اپنے بھائیون اور رسالہ دارون کو متعین کرکے خود لشکرگاہ کو آیا اور ناؤنکا ایک پُل تیار کرایا جس روز پُل تیار ہوا نواب کا بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنی بائین کنارے پر پہونچا اور شادل خان غلزئی بھی قادر چوک سے آیا اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونون نے نواب کی ملازمت حاصل کی۔

مرہٹون کا فتح گڑھ کی طرف آنا اور جب پٹھانون کے مقابلے مین آنا مغلوب ہو جانا

جب وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خان الہ آباد سے واپس آیا ہے اور شہر کی حفاظت کی تیاری کر رہا ہے تو اُنھون نے ملہار راؤ اور آپا کو طلب کیا اور پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ہم آپکے مطیع حکم ہین۔ وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھ احمد خان کے محاصرے کے واسطے بھیجدو کہ جاکر چارون طرف سے رستہ بند کرے اور کہین سے کھانا پانی یا چارہ اُسکو نہ پہونچنے پائے۔ بموجب حکم کے اُنھون نے تانتیا کو بجمعیت دس ہزار سوار فرخ آباد کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہونچے اُنھون نے دیکھا کہ سردار شہر چھوڑکر چلے گئے ہین اُنھون نے بہت سے گانوُن اور قصبون کو آگ لگادی جب مرہٹون کے سوار شہر مین پہونچے اور شہر کو مفلسی و پریشانی اور بھوک و پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ وغارت کی جو اُمید اُنکے دل مین تھی وہ سب جاتی رہی اب وہ اُس مقام کی طرف روانہ ہوے جہان نواب احمد خان آمادہ جنگ مقیم تھا جب

اُنکی نظر فوج پر پڑی اُنھون نے باہم کہا کہ ملہار راؤ اور سیندھیا نے ہمکو اس فوج سے لڑنے اور اس کا محاصرہ کرنے کو بھیجا ہے لیکن یہ نواب ایسا جری اور اُسکی فوج ایسی بہادر ہے کہ اُسنے وزیر کی بیشمار فوج کو کچل ڈالا ہے ایسے لوگون کا بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ یہ سُنکر کہ کچھ توپین یاقوت گنج مین رہ گئی ہین جو شہر سے پانچ میل اور فتح گڑھ سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہے تانتیا نے اپنے چند سوار اُس طرف روانہ کیے۔ اُنھون نے چند گنوارون کو مجتمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کھینچ لے چلے۔ جب قاسم باغ کے قریب پہونچے جو قلعہ فتح گڑھ اور حسین پور سے نصف میل ہے یہان پٹھان گڑھون کے اندر کمین گاہ مین تھے۔ فوراً مرہٹون پر آپڑے اور گولیان اور بان اُنپر چھوڑنا شروع کیے بندوقون کی آواز سُنکر نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آکھڑا ہوا اُس نے اپنے رسالہ دارون کو حکم دیا کہ جن پٹھانون پر گولیان چل رہی ہین اُنکی جا کر مدد کرو۔ شادل خان غلزئی۔ سعادت خان آفریدی۔ محمد علیخان آفریدی۔ میان خان خٹک۔ عمر خان گوالیاری۔ نامدار خان برادر نواب غیرت خان۔ نور خان ولد خلیل خان۔ منگل خان تھروالا اور دوسرے افغان سردار مورچے کو چھوڑ کر پٹھانون کی مدد کو پہونچے۔ تانتیا بھی اُنپر بڑھا کہ اُنکو لڑکر بھگا دیوے۔ جب دونون فوجین قریب ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی پٹھانون نے یہانتک سختی سے حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑ کر تلوارین چھین لین آخرکار مرہٹے حملے کی تاب نہ لاکر بھاگے۔ جب اس فتح کی خبر احمد خان کو پہونچی اُسنے شتر سوار کو بھیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑھین یہین سے واپس آئین۔ سردارون نے یہ حکم سنکر توپین جو واپس لی تھین آگے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ اُنکے پیچھے ہو لیے نواب احمد خان نے ہر سپاہی کی بڑی تعریف کی اور سردارون کو خلعت عنایت کیا

اور اپنے خیمے کو واپس گیا۔ تانیتا کی شکست کی خبر سنکر وزیر مع جاٹ و مرہٹون و باقی فوج کے
کوچ کرکے نواب کی خندق کے قریب آپہونچے۔ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا و تانیا کو قائم بلغ
مین چھوڑکر خود آگے بڑھے اور سنگی رام پور مین پہونچے۔ یہ ایک گھاٹ دریاے گنگا کا
دریاے مذکور کے داہنے کنارے پر قریب بارہ میل فتح گڈھ سے بڑھکر پرگنہ بھوجپور مین ہے،
یہان اُنھون نے اپنی لشکرگاہ قائم کی اور نورالحسن خان بلگرامی کو حکم دیا کہ کشتیون کا پل
تیار کرے اور جب نواب احمد خان نے یہ خبر سُنی اُسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ
وہ تین ہزار سپاہی متعین کردے تاکہ وزیر پل نہ بنوانے پائین اس نوجوان نواب زادے نے
شیام سنگھ برادر شمشیر جنگ چیلہ کو اُس طرف بھیجا یہ سردار مع فوج کے اُس مقام پر گیا دیکھا
تو آدھا پل تیار ہو گیا تھا اُسنے ایسے گولے اور بان اُنپر چھوڑنا شروع کیے کہ دشمن پل چھوڑکر
بھاگ گئے اس مرتبہ تو اُنکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار پھر کام شروع
کیا اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ ہر روز ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے لشکر سے نواب
احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا غروب برابر توپین چلا کرتی تھین اور ہر شام افغان
اپنے خندقون سے نکلکر توپخانے پر حملہ کرتے تھے اور جو لوگ توپون کی نگرانی پہ ہوتے تھے
اُنکو بھگاکر دو ایک چھوٹی توپین اپنے لشکر مین کھینچ لاتے تھے تھوڑی دیر قبل از غروب
جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے تھے نکلکر اپنے کھانے پکانے یا کسی اور کام مین مشغول
ہو جاتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو جاتے تھے ایک روز وہ سب نواب کے خیمے
کے قریب بیٹھے تھے دشمن نے سب کو ایک جا دیکھکر اپنی بڑی توپ کا اُسی طرف رُخ کرکے
سر کی اتفاقاً گولہ کاظم علی خان ولد شمشیر خان کے پہلو مین لگا یہ اُس وقت عصر کی نمازنہ
پڑھ رہا تھا۔ علاوہ ازین نواب شادی خان نواب محمد خان کے سولھوین بیٹے کا بازو

اُس سے اُڑ گیا اور دو ایک کو زخمی کیا یہ سب مر گئے۔ جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہونچی وہ پالکی پر سوار ہو کر وہان آیا اور اُنکے کفن و دفن کا حکم دیا اور کہا کہ مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ اُنکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور ہلاک کرون گا۔ لاشون کے دفن کرنے کے بعد پٹھانون کا دستہ محاصرے مین سے نکلا اور مرہٹون کے لشکر پر ٹوٹ پڑا تمام رات ایسی بہادری سے لڑے کہ مرہٹون کے قدم ہٹا دیے۔ جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوے اور تلوارین کھینچے ہوے اور بہت سے مرہٹون کے سر نیزون پر لیے ہوے اپنے لشکر مین واپس آئے۔

جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہونچی اُنھون نے مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان باوجودیکہ محصور ہے تاہم اُسکی فوج مین سے ہر شب کو کچھ سپاہی نکل کر مرہٹون پر حملہ کرتے ہین اور اُنکے سر نیزون پر بجاتے ہین آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمھاری داڑھی پر تھوک دونگا آج تم اُس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو اور ان دو باتون مین سے کوئی ضرور ہو یا دشمن کو شکست دے کر اور اُنکے سر لا کر میرے قدمون پر ڈالو یا اپنی جان دو۔ یہ شیر بچے آکر مرہٹون مین شریک ہوے اور تھوڑی دیر کے آرام کے بعد قاسم باغ کی طرف اُس جانب بڑھے جہان توپخانہ زیر حکم منصور علی خان تیرھوین بیٹے نواب محمد خان کے قائم تھا اور توپخانے کے درمیان مین کوئی پناہ نہ تھی فقط ناہموار زمین تھی شیر بچے باغ سے نکلے اور ایک نیچی زمین مین پناہ لے کر بھری بندوقین چلانے لگے اور اسی طرح دوسرا دھاوا کر کے توپخانے کے قریب پہونچ گئے جب قزلباش سوارون نے دیکھا کہ شیر بچے توپخانے کے قریب پہونچے وہ اپنے گھوڑون پر سے اُتر پڑے اور اُنکی مدد کو پہونچے۔ اُن سب نے

متفق ہوکر حملہ کیا پٹھان جو دشمن کے منتظر تھے اُنھون نے پہلے ایک باڑھ توپون کی سرکی اوربان چلائے بعد ازان تلوارین کھینچ کھینچ کراُن پر جھپٹے اور بہت سے حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اُنھون نے بھاگ کر تاہم باغ مین پناہ لی پٹھانون نے اُنکا تعاقب کیا اور باغ سے اُنکو بھگاکر خود قابض ہوگئے۔ داہنی طرف باغ کے مشرق مین کچھ کشادہ سطح زمین نشیب مین ہے یہان مرہٹون کی بڑی فوج کمین گاہ مین تھی جب مرہٹون نے دیکھا کہ وزیر کی فوج بھاگی اور پٹھان اپنا مورچہ چھوڑکر اُن کے متعاقب باغ تک بڑھ آئے ہین بہت سے مرہٹون کے سوار حملہ کرنے والے افغانون اور اُنکے توپخانے کے درمیان چلے آئے۔ یہ لشکر زیر حکم تانتیا کے تھا۔ جب احمد خان کے آدمیون نے دیکھا کہ دشمن نے ہماری واپسی کا رستہ روکدیا ہے باہم یہ کہا کہ یارو پہلے تیر دشمن کے گھوڑون کے پیرونپر چلاؤ اور تلوارین بھی پہلے گھوڑون ہی کے پیرون پر لگاؤ جب دشمن گرجاوین پھر اُنکو قتل کر لینا۔ باہم یہ راے قرار دیکر اسی طور سے مرہٹون پر حملہ کیا اور بہتون کو مارلیا۔ آخر مرہٹے اُتر پڑے اور جنگ شروع ہوئی منصور علی خان صاحبزادہ یہ جنگ اپنے مورچے سے دیکھ رہا تھا یہ دیکھ کر اُس نے اپنی تلوار لی اور پیادہ پا دشمن کی طرف چلا اُسکے ہمراہی بھی فقط تلوار لیکر اُسکے آگے ہوے۔ منصور علی خان نے اپنے ساتھیون اور اُن لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہوگئے تھے جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب ایک ہزار آدمیون کے تھے یہ سب بڑھکر افغانون اور مرہٹون کے بیچ مین گھس پڑے۔ اُنھون نے دوسری جانب حملہ کیا اور اس موقع پر بائین یعنی مشرقی سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ اُنکی کمک کو آپہونچے۔ عبداللہ خان ورکزئی و ضابطہ خان خٹک و نور خان گوجر اور دوسرے افغانون نے ایسی شمشیر زنی کی کہ مرہٹون کے قدم اُٹھ گئے جب تانتیا نے دیکھا کہ

میرے لوگ بھاگ گئے پر آمادہ ہین ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصے ہو رہا تھا اور اس وقت وہی آثار پیدا ہے۔ وہ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور چلایا کہ پیچھے ہٹنے سے جان دینا بہتر جانتا ہون لیکن اُس کے نوکر اُسکو سوار کرا کے بزور لشکر کو واپس لائے جب مرہٹون نے شکست کھاکر بھاگنا شروع کیا تب منصور علی خان اور دوسرے سردارون نے اپنے اپنے گھوڑے منگائے اور سوار ہو کر اُن کے تعاقب مین باغ کے مشرقی گوشے تک گئے یہان سے اُنھون دیکھا کہ مرہٹے نہایت پریشانی سے اپنے لشکر مین پہونچے۔ منصور علی خان اور سب سردار باغ کے مشرقی کنارے کو داہنے ہاتھ پر چھوڑکر گھوم کر باغ کے بائین گوشے کی طرف آئے اور یہان مُقیم ہوے نواب احمد خان اُسوقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر توپخانے کے قریب آیا اور تمندارون سے کہا کہ مورچہ چھوڑکر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو آیندہ مرہٹے تمکو زیادہ تکلیف نہ دینگے۔ منصور علی خان اپنے موقع قدیم پر آیا احمد خان نے اُسکی بہت تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچے پر ہوشیار رہو اسکے بعد احمد خان اپنے مقام گاہ کو واپس آیا۔

نواب سید سعد اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان کا احمد خان کی مدد کیلیے فرخ آباد کو جانا اور اپنے مدار المہام کی بدولت شکست اُٹھا کر آنولے کو واپس آنا

آرون صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ جب اول اول وزیر کے واپس آنے کی خبر مشہور ہوئی تو احمد خان نے ہر جانب مدد کے لیے لکھا علاوہ دوسرون کے اُس نے

حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلہ کو بھی بطلب امداد تحریر کیا اور یہ لکھا کہ گو ہمارے اور تمھارے درمیان مین مناقشہ ہے لیکن باہمی جھگڑے طے ہوتے رہینگے لیکن یہ ضرور نہین کہ غیر کے ہاتھ سے ضرر روا رکھا جائے امید ہے کہ آپ فوج مدد کے واسطے روانہ کرینگے تاکہ ہم اُس غنیم پر جو ہم دونون کا دشمن ہے حملہ کرین۔ نواب سید سعد اللہ خان کے مدار المہام حافظ رحمت خان نے عذر کیا کہ ابھی تمکو قائم خان کے خون کا دعوے باقی ہے تاوقتیکہ اُسکا تصفیہ نہو جائے ہمکو اپنے آدمی تمھارے قبضے مین کرنے سے خوف آتا ہے اس بیان کو دیکھکر ہمکو وہ بات تعجب مین ڈالتی ہے کہ جو گل رحمت مین لکھا ہے کہ حافظ صاحب نے اس سے قبل پرمول خان اور دور خان کی ماتحتی مین ایک فوج نواب احمد خان کی مدد کو روانہ کی تھی جو رام چٹونی کے مقام پر اُسکے شریک ہوکر وزیر سے لڑی۔

اس واقعہ کو شیو پرشاد نے فرح بخش مین یون بیان کیا ہے کہ جب احمد خان کو معلوم ہوا کہ سرداران روہیلہ میرے ساتھ شریک نہین ہوتے تو قائم جنگ کی خون کی معافی کا ایک محضر تیار کرا کے بی بی صاحبہ والدہ قائم خان کے ہاتھ آنولے کو بھیجا منتخب العلوم مین بھی بیگم کے آنے کا ذکر ہے اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین غلطی سے لکھا ہے کہ احمد خان روہیلون سے مدد حاصل کرنے کے لیے آنولے کو خود آیا تھا۔

بہرصورت محضر کا مضمون یہ تھا کہ ہمنے قائم خان کا خون معاف کیا آج سے تاقیامت اُسکا دعوے ہم نکرینگے۔ بی بی صاحبہ حافظ رحمت خان۔ دوندے خان بخشی سردار خان اور فتح خان خانساماں وغیرہ اکثر امرا کے مکانو نپر گئین اور سب سے بڑی منت زاری کے ساتھ کہا کہ ایسے سخت وقت مین احمد خان کی مدد کرنی چاہیے۔ سرداران مذکور چونکہ جہاندیدہ و جنگ آزمودہ تھے رفاقت و اعانت سے صاف پہلو تہی کی اور کہدیا کہ قائم خان نے

ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہ اُسکے ننگ وناموس کے اب ہم شریک ہون۔ بی بی صاحبہ سب کی طرف سے مایوس ہوکر نواب سید سعد اللہ خان کے محل مین گئین اور بیگمات کو سمجھا کر نواب سید سعد اللہ خان کو آمادۂ اعانت کیا۔ پٹھانون کی بہادری کی داستان اور ننگ ورفاقت کے قصّے ایسی طرز سے بیان کیے کہ نواب سیّد سعد اللہ خان مدد کو آمادہ ہو گئے۔ اور نواب موصوف نے حافظ رحمت خان۔ دوندے خان۔ مُلّا سردار خان۔ بہادر خان چیلۂ نواب سید علی محمد خان اور فتح خان خانساماں کو طلب کیا حافظ رحمت خان اسوجہ سے کہ وزیر سے اور اُنسے اتحاد تھا خاموش بیٹھے رہے اور دوسرے سردار بھی اُنکی خاموشی کی وجہ سے کچھ نہ بولے۔ نواب سید سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم بولتے نہین تب حافظ رحمت خان نے کہا کہ آخر آپ کا ارادہ کیا ہے اُنھون نے جواب دیا کہ جو سب سردارون کی رائے ہوگی وہی میری راے ہے حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ اس لڑائی مین کسی جانب شریک نہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر فتح حاصل ہوئی تو اس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے اور خدانخواستہ اگر ہزیمت ہوئی تو تمام آفت اور بلا ہمپر نازل ہو جائیگی۔ بہادر خان چونکہ شجاعت کے باعث سے سب روہیلہ سردارون مین نمود رکھتا تھا بول اُٹھا پھر لے سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیون نہین اوڑھ لیتے ایسی نامردی کے الفاظ کسی پٹھان کے مُنھ سے نہ نکلے ہونگے۔ اور نواب سید سعد اللہ خان کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر کوچ کا حکم نہوگا تو کل مین اپنا رسالہ لیکر بغیر حکم روانہ ہو جاؤنگا اور جس پٹھان کو اپنے نام اور آبرو کا خیال ہوگا اُسکو ساتھ ہونیکا اختیار ہے۔ یہ کہکر وہان سے رخصت ہوا اور تیاری مین مصروف ہوا۔ نواب سید سعد اللہ خان محل مین گئے اور جو حجّت حافظ رحمت خان اور بہادر خان مین ہوئی تھی

لفظا بہ لفظ اپنی مان سے بیان کی اور پوچھا کہ مین حافظ رحمت خان کی بات سنون یا بہادر خان کا شریک ہون مان نے کہا کہ ایسے امور مین ہم مستورات سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے جو تمھارا دل قبول کرے سو کرو۔ میری رائے مین یہ آتا ہے کہ حافظ رحمت خان وزیر کی جانبداری کی وجہ سے منع کرتے ہین اور بہادر خان اپنی عزت و ناموس کے واسطے یہ عزم کرتا ہے۔ یہ گفتگو اپنی مان سے سنکر نواب سید سعد اللہ خان باہر آئے اور اپنے خاص خاص سردارون کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے جو ہو سو ہو کل مین روانہ ہوؤنگا جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسرون کو اختیار ہے تب اُنھون نے بہادر خان کو بُلا کر یہ حکم دیا کہ میری فوج مین حکم سُنا دو کہ جو جو اپنے تئین میرے ملازم جانتے ہین تیاری روانگی کی کرین نہین تو سب کو برطرف کر دونگا۔ بہادر خان نے یہ حکم سُنا دیا۔ سوائے حافظ رحمت خان۔ دوندے خان اور بخشی سردار خان کی فوج کے باقی سب روانگی پر آمادہ ہوئے اور فتح خان خانسامان بھی ہمراہ ہوئے اور دوسرے دن کوچ ہوا۔ جب فتح گڑھ کے محاصرے کو ایک مہینے سے زائد عرصہ گذر گیا تب یہ خبر مشہور ہوئی کہ نواب سیّد سعد اللہ خان قریب آپہونچے اس خبر سے وزیر اور ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو نہایت تردد پیدا ہوا۔ ابوالمنصور خان صفدر جنگ نے نواب سید سعد اللہ خان کو لکھا کہ میرا دعوےٰ احمد خان سے تھا تم اُسکی مدد کو کیون آئے تم اپنے مُلک کو لوٹ جاؤ اور اطمینان کے ساتھ رہو۔ تم سے مجھے کوئی تعرض نہین حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ گو مین نے نواب سیّد سعد اللہ خان بہادر کو بہت روکا مگر اُنھون نے نہ مانا اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوئے ہین اِس لیے میری صلاح یہ ہے کہ جس خوبی سے ممکن ہو احمد خان سے صلح کر لو۔ کیونکہ صلح ہر حال مین عداوت سے بہتر ہے۔ دوسرے روز وزیر ملہار راؤ اور

آپا سیندھیا کے لشکر مین گئے اور نواب سید سعد اللہ خان کے کوچ کا حال بیان کر کے کہا کہ تمھاری صلاح کیا ہے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے اپنے خاص خاص سردارون کو بلایا اور اُنسے کل حال بیان کر کے مشورہ پوچھا جملہ سردارون نے باستثنائے آپا سیندھیا کے جو در پردہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہین۔ ہم سے پوچھنے کی کوئی حاجت نہین ہے۔ ہمین جو حکم ہوگا اُسکے بجالانے پر مستعد ہین تب وزیر نے آپا سیندھیا کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تمھاری خاموشی کا کیا باعث ہے اُسنے جواب دیا کہ عیان را چہ بیان جو کچھ ماجرا ابتک گذرا ہے اُس سے سب واقف ہین یہ لوگ جنگ کرنے سے کچھ عاجز نہین ہین راو تانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھا مگر اُس کو کامیابی نصیب نہین ہوئی۔ وزیر کے لشکر مین گو کہ چیدہ فوج ہے مگر اُس کی جو کچھ حالت ہے اُس سے وزیر خود واقف ہین۔ احمد خان دونون کی فوج پر غالب رہا ہے اور جب نواب سید سعد اللہ خان اُس سے متفق ہو جاینگے تو افواج متفقہ کو شکشت دینا مشکل ہوگا وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہ بھی بیان کیا کہ حافظ رحمت خان لکھتے ہین کہ نواب سید سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوے ہین بعد اس مذکور کے حافظ مسطور صلاح دیتے ہین کہ قبل اس کے کہ نواب سید سعد اللہ خان پہونچین احمد خان سے صلح کر لینی چاہیے اب تمھاری کیا صلاح ہے اُنھون نے جواب دیا اس سے کیا بہتر ہے۔ اس سے دونون جانب کی جانین بچینگی۔ وزیر نے کہا کہ اب یہ پوچھنا ہے کہ اس عہد و پیمان کی ابتدا کیونکر ہونی چاہیے اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو اُس سے ہماری کسر شان ہے۔ آپا سیندھیا نے کہا کہ میری راے مین نواب غیرت خان اور ہمت خان کے بلانے سے کہ یہ بھی پٹھان ہین یہ وقت رفع

ہوسکتی ہے۔ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا اور دوسرے سردار وہان سے اُٹھے اور دوسری جگہ جاکر مجتمع ہوے اور نواب غیرت خان اور ہمت خان کو بُلوا بھیجا مرہٹون نے اُنسے یہ کہا کہ ہم یہ نہین چاہتے ہین کہ احمد خان بالکل مٹ جائے یا وہ اپنے ملک سے بھگا دیا جائے یا میدان مین اپنی جان دیوے۔ چونکہ ہماری منشا ہے کہ وزیر اور احمد خان مین صلح ہو جائے اسلیے ہم آپ سے درخواست کرتے ہین کہ آپ شرائط تجویز کرین تب اُن دونون پٹھانون نے جو جو ظلم وزیر کے ہاتھ سے احمد خان کے خاندان پر پہونچے تھے بیان کیے اور مرہٹون کو بھی ملامت کی کہ تم مین اور غضنفر جنگ مین جو اتحاد تھا وہ تم بھول گئے۔ مرہٹون نے تسلیم کیا کہ بے شک ہم سے سابق مین دوستی تھی مگر ہم مجبور ہین کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام اِس مضمون کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہون اور ابتک ہمنے بالکل بے پروائی سے جان بوجھ کر جنگ کی ہے۔ تب غیرت خان اور ہمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت بُرا کیا جو ایسا سلوک غضنفر جنگ کے خاندان سے کیا اور بہت سے اعتراض کیے بعد اس قیل و قال کے پوچھا اب تجویز کیا ہے ملہار راؤ نے کہا کہ اسوقت آپ تشریف لے جائین ہم باہم سردارون سے مشورہ کرتے ہین جو کچھ طے پائیگا اُس سے آپ کو اطلاع دی جائے گی۔ دونون پٹھان رخصت ہو کر اپنے خیمون مین آئے اور مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخر الامر یہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ بطور خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹون کے ادا کرین اور علاوہ ملک موروثی کے وزیر اپنے دو محال ساندی و پالی احمد خان کے حوالے کردین۔ جب اُنھون نے ان شرائط کی اطلاع وزیر کو کی اُنھون نے منظور کر لیا تب سرداران مرہٹہ نواب غیرت خان و ہمت خان کے پاس گئے اور اُن سے شرائط مجوزہ بیان کی۔ اُنھون نے ان شرائط کو احمد خان کے حق مین بہت مناسب تصور کیا اب

مرہٹہ سردارون نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے کرنے اِس معاملے کے نواب احمد خان کے پاس بھیجنا چاہیے۔ نواب غیرت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کے واسطے منتخب کیا۔ الف خان نے نواب احمد خان کی خدمت مین جاکر عرض کیا کہ دس لاکھ روپیہ اور سانڈی پالی آپکو دینا تجویز ہوا ہے۔ جونہی یہ بات احمد خان نے سنی اُس نے کہا کہ اگر وزیر دس کروڑ روپیہ میرے بھائیون کے خونبہا مین دیتا مین قبول نہ کرونگا اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہون تب بھی راضی نہونگا اُسنے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ تلوار پر طے ہوگا اور یہ مصرع پڑھا۔ مصرع

ہر کہ شمشیر زند سکّہ بنامش خوانند

دشمنون کو یہ نہ تصوّر کرنا چاہیئے کہ مین مجبور ہون کیونکہ مین ہر وقت اُن سے میدان مین لڑنے پر مستعد ہون۔ وزیر کو جو ہمنے زک دی ہے وہ ایک تمثیل ہوگئی ہے سورج مکھی ہی ہے جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھ بھاگ گیا انشاءاللہ تعالی بعد فتح انکو معلوم ہوگا کہ ذی عزّت اور نامور لوگ کس طرح عمل کرتے ہین جبکہ تقدیر آزمائی لڑائی پر ہے تو صلح کیا ہوگی اگر فتح حاصل ہوئی تو میری خواہش پوری ہوگی۔ اگر مین بدقسمت نکلا تو قادر مطلق کی مرضی تسلیم ہے۔ مگر خون غضنفر جنگ کے بیٹون کا بعوض زر کے فروخت نکرونگا یہ کہکر اور الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانیکے بعد قاصد نے آکر خبر دی کہ کل نواب سید سعداللہ خان دریائے گنگا کے کنارے مقام کرینگے۔ حکم ہوا کہ محمود خان اور منوّر خان اُن کی پیشوائی کو جائین۔ طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ قبل دونون سردار نواب سیّد سعداللہ خان کے استقبال کو گئے۔ دوسرے دن نواب سیّد سعداللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی اور تلوارین کھینچتی ہوئی احمد خان کی سپاہ کو

نظر آئی۔ نواب سید سعد اللہ خان کے ساتھ بارہ ہزار جوان تھے۔ احمد خان کے ہمراہی اس کمک کو آتے دیکھکر فرط خوشی سے توپین داغنے لگے۔ سید اسد علی شاہ بہت سے آدمیون کے ساتھ دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوے تھے۔ نواب سید سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھ رہے تھے۔ جب شاہ صاحب کی نظر اس فوج پر پڑی ایک کیفیت اُن پر طاری ہوئی۔ اور اس حالت مین فرمایا مقتول ہوے اور مغلوب ہوے۔ جب وہ کیفیت زائل ہوگئی کہنے لگے کہ انکی خوشی و خرمی خُدا کو خوش نہ آئی اور دیکھینگے کہ کل کیا پیش آتا ہے۔

۳ جمادی الاخرے ۱۱۶۳ھ ہجری کو نواب سید سعد اللہ خان نے اپنے خیمے دریاے گنگا کے بائین کنارے استادہ کرائے اور احمد خان نے اُنکے واسطے ہر قسم کا کھانا مستجاب خان ورکزئی کے ہاتھ بھیجا اور نواب احمد خان نے نواب سید سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کہ کل دریا اُترآؤ کیونکہ فوجون کا متفق ہونا بہت ضرور ہے یہ پیغام نواب سید سعد اللہ خان کو پہونچا۔ لیکن اُنھون نے کہا کہ مین اپنے خاص خاص سردارون سے مشورہ کرکے جواب دونگا تب اُنھون نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کرکے اُنسے احمد خان کا پیغام کہا۔ بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے سامنے بے سونمات جانا مناسب نہین احمد خان کو جواب بھیجنا چاہیے کہ انشاء اللہ کل آپکے ہوا خواہ آپکے دشمنون یعنی وزیر اور سرداران جاٹ اور مرہٹہ کے سر بطور تحفہ پیش کرینگے۔ نواب سید سعد اللہ خان چونکہ نو عمر اور ناتجربہ کار تھے اُنھون نے وہی پیغام بھیجدیا۔ احمد خان نے جواب دیا خیر جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی کیجیو مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے کہ کسی حال مین دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا اور اگر مرہٹے مُنھ موڑ بین تو اُن کا تعاقب نہ کیجیو اور اپنے سپاہیون کو اُنکے تعاقب سے باز رکھیو کیونکہ یہ اس قوم کی عادت ہے کہ اس قاعدے سے اپنے دشمن کو

اُسکی جگہ سے دور کر دیتے ہین تاکہ مدد اُس کو نہ پہونچ سکے۔ دوسرے روز نواب سید سعد اللہ خان اور مُنوّر خان اور محمود خان آمادہ جنگ ہوئے اور اپنی فوجون کی صف باندھکر دشمن کی طرف بڑھے۔ وزیر سید سعد اللہ خان کے آنے سے نہایت خوفزدہ ہورہے تھے اُنھون نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا اور سورج مل جاٹ کو بغرض مشورے کے طلب کیا یہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار نواب سید سعد اللہ خان سے لڑنے کے واسطے بھیجدی جائے اِس سے قبل کہ نواب سید سعد اللہ خان اور احمد خان متفق ہونے پائین سنگی رامپور کا پُل جو خراب ہورہا تھا ماہ جمادی الاُخرے اکو اُسکی مرمت کرائی گئی۔ پٹھانون نے بہت مزاحمت کی مگر گولون کی بوچھار سے پُل کے قریب نہ آسکے۔ پھر کھانڈے راؤ اور تانتیا گنگادھر بجمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہوے جواہر سنگھ ولد سورج مل جاٹ اور رانا بھیم سنگھ زمیندار گوالیار مع چالیس ہزار پیادہ وسوار کے اُنکی کمک کو پہونچے اور روہیلون پر حملہ شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے بانون کا مینھ برسانا شروع کیا بعد اسکے بندوقین سرکین رفتہ رفتہ اُنھون نے بندوقین بندکین اور تلوارین کھینچ کھینچ کر ہندوؤن پر حملہ آور ہوے اور اُنھون نے فی الفور شکست دی بہادر خان نے احمد خان کی نصیحت فراموش کرکے دریا کا کنارہ چھوڑا اور دشمن کے متعاقب بڑھا۔ بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار آدمی تھے یہانتک پیچھا کرتے ہوے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہونچے دشمن نے دیکھا کہ فقط ایک ہاتھی ہے اور تھوڑے سے جوان ہین اور اُنکے پیچھے کچھ کمک بھی نہین مُڑ کر چارون طرف سے بہادر خان کو گھیر لیا بہادر خان ہاتھی سے اُترکر گھوڑے پر سوار ہوا اور اُسکے جوان بھی تلوارین کھینچ کر اُسکے ہمراہ ہوے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی لیکن ہندوؤن نے اس طرح گھیر لیا تھا جیسے

شکار کو گھیر لیتے ہین اور تیر اور گولیان اُنپر برسانا شروع کین اُنھون نے بھی تلوارون اور برچھون اور نیزون سے بعض کو زخمی بعض کو قتل کیا جب تک بہادر خان کے جسم مین جان رہی تلوار ہاتھ سے نہ چھوڑی اور اپنے نام کے موافق کام کیا۔ کوئی اُس کی مدد کو نہ آیا آخر گھوڑے سے گر کر جان بحق تسلیم ہوا۔ دشمنون نے اُسکا سر کاٹ لیا اور جو کچھ سپاہی باقی رہ گئے اُنھون نے بھاگ کر جان بچائی۔ جب نواب سید سعد اللہ خان نے سُنا کہ بہادر خان قتل ہوا اُنھون نے فتح خان خانساماں سے پوچھا کہ اب کیا صلاح ہے بہادر خان سے سب سردار عداوت رکھتے تھے آنولے سے چلتے وقت حافظ رحمت خان نے مخفی فتح خان سے کہدیا تھا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا ایسی تدبیر کرنا کہ کوئی شخص اُسکو مدد نہ دینے پائے اور وہ مغلوب ہو کر مارا جائے اور اس صورت سے اِس خار کو دُور کرنا کیونکہ یہی نواب سید سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا ہے۔ اگر کہین احمد خان وزیر پر غالب آیا تو بیشک تخت کا دعوے کریگا کیونکہ پھر کوئی اُس کے مقابلے کو باقی نہ رہے گا اور اُس وقت قائم خان کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سے نکالدیگا۔ جب نواب سید سعد اللہ خان نے فتح خان سے صلاح پوچھی تو اُنھون نے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولے کو واپس چلو۔ نواب سید سعد اللہ خان نے جواب دیا کہ جوانمردی مانع ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے مُنھ مین چھوڑ دین فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کی کامیابی کی کوئی صورت نہین ہے وہ بھی تھوڑے عرصے مین آنولے کو آئے گا وہان جو کچھ صلاح ٹھہرے اُسپر عمل کرنا۔ نواب سید سعد اللہ خان فتح خان کی باتون مین آگئے اور آنولے کی طرف پھر گئے۔ نواب مُنوّر خان و محمود خان نے جب نواب موصوف کو پھرتے دیکھا تو احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگھ

وجواہر سنگھ ولد سورج مل جاٹ جو اُسوقت دریا کے کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع پر تھے کہ صاحبزادون کو رُوک سکین۔ جواہر سنگھ نے چاہا کہ سدراہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ کے خاندان کا خیر خواہ تھا دلیر خان جو نواب مظفر جنگ کا مشہور چیلہ تھا اُس کا بچا تھا رانا نے جب اِس طرح جواہر سنگھ کو سدراہ ہونے سے ممانعت کی تو صاحبزادے بخیریت قریب غروب آفتاب نواب احمد خان کے پاس حاضر ہوے۔

اپنے ہمراہیون کی بے دلی کی وجہ سے نواب احمد خان کا اپنے حصار کو چھوڑ کر شہر آنولہ کو چلا جانا

جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا اور نواب سید سعد اللہ خان آنولے کو واپس گئے تو سب لوگ لشکر مین مثل بید کے لرزنے لگے۔ نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر تو پخانے کے قریب آیا اور ہر ایک آدمی سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھ نواب سیّد سعد اللہ خان کی کُمک پر منحصر نہ تھی اگر خدا نے چاہا تو کل توپخانہ بڑھا کر سنگی رامپور کو جا کر وزیر سے مقابلہ کرونگا اور بعد ازان ہر سردار کو پوشیدہ بُلا کر کہا خوب ہوشیار رہنا ہمین پھر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اِس قسم کی دلاوری کی باتین کر کے وہ اپنے خیمے مین واپس آیا۔ اُسنے پُل کو توڑنے کا حکم دیا۔ اب محاصرے کو ایک مہینہ اور گیارہ روز ہو چکے تھے۔ پہر رات رہے مرہٹون اور جاٹون نے نواب سید سعد اللہ خان کے خیمون مین آگ لگا دی اور شعلہ اِس قدر بلند ہوا کہ احمد خان کی لشکر گاہ مین مثل

ر در روشن کے روشنی ہو گئی فوج کے جن آدمیون نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگے سردار اور نامور لوگ تو البتہ اپنی اپنی جگھون مین قائم رہے۔ ان سردارون نے فوج کا خوف دیکھ کر نواب کے پاس جا کر سب حال کہا۔ نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے انھون نے جواب دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہیے۔ پہلے تو اُسنے انکار کیا مگر بالآخر یہ دیکھ کر کہ کوئی دوسری صورت نہین ہے وہ گریز پر راضی ہوا اور اپنے بھائیون (مرتضے خان۔ خدا بندہ خان۔ اعظم خان۔ منور خان۔ صلابت خان۔ اور شائستہ خان) اور سردارون مین سے خاص خاص (مثل رستم خان بنگش۔ عنایت علی خان۔ مہتاب خان۔ شادل خان۔ منگل خان۔ سعادت خان اور مستجاب خان) کو ساتھ لے کر قلعہ سے نکلا اور شب کی تاریکی مین جانب مشرق دریا کے کنارے کنارے چلا مرہٹے بھاگتے ہوے پٹھانون کے عقب لشکر پر بمقام شکار پور آ پہونچے۔ یہ مقام فتح گڈھ سے پانچ میل ہے۔ نواب کمرول گھاٹ تک برابر ہٹتا چلا گیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل اوپر واقع ہے اور یہان اُسکا ہاتھی کالا پہاڑ نامی دریا پیر نکلا رمضانی اُس کو ہانکتا تھا۔ بہت سے جوان نواب کے پیچھے گھوڑے پیرائے جلنے کی کوشش مین ضائع ہوے۔ نواب امرت پور کی راہ سے شاہجہانپور پہونچا اور وہان سے آنولے مین داخل ہوا۔ جب نواب احمد خان کے فرار ہونے کی خبر پھیلی اُسکے سپاہیون اور افسرون کے دلون پر جو ابتک دُور و دراز کے مورچون پر تھے خوف طاری ہوا اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا۔ بعض تو جھاڑیون دریا کے کنارے چھپ رہے اور بعض نے گھوڑے دریا مین ڈالدیے اس امید پر کہ پیر نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے۔

جنگِ روہیلکھنڈ

احمد خان جبکہ آنولے مین داخل ہوا تو یہان روہیلہ سردار اُسکی ملاقات کو آئے روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہے کہ وزیر نے روہیلکھنڈ کے بڑھنے کے اثنا مین اسدپور سے روہیلون کے حاکم کے نام ایک تحریر اس مضمون کی بھیجی تھی کہ پچھلے تین سالون کا خراج جو تمھارے ذمے واجب الادا ہے وہ شاہی خزانے مین داخل کرو۔ اس تحریر کے پہونچنے پر نہ تو روہیلون نے کوئی جواب بھیجا نہ کچھ سامان جنگ تیار کیا بڑی بے پروائی کے ساتھ اُس کا کچھ خیال نہ کیا نہ یہ بات ذہن مین آئی کہ اس جھگڑے مین نواب سید سعداللہ خان کے شریک ہونے سے ہماری تمام جماعت اس فوج کشی کی مخالف مانی جائے گی لیکن اس تحریر کے دیکھنے کے بعد یہ اثر ضرور ہوا کہ اپنی تھوڑی سی جماعت لے کر نواب سید سعداللہ خان کی خبرگیری کے خیال سے اُنکی طرف روانہ ہوے انکے پہونچنے سے پہلے صفدر جنگ نے اسلام نگر پرگنہ بدایون کے قریب احمد خان بنگش اور اُسکے ہمراہیون پر اچانک حملہ کرکے ایسی شکست فاش دی کہ کسی کے پانون میدان مین نہ جمے۔ روہیلون اور بنگشون کی تعداد ملکر قریب بارہ ہزار آدمیون کے تھی اور آخر مین کچھ اور زیادہ ہو گئی تھی۔ لیکن عمادالسعادت و تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین بیان کیا ہے کہ ساٹھ ہزار سپاہ احمد خان کی تھی اور نوے ہزار سپاہ روہیلون کی تھی۔

نواب وزیر افواج مرہٹہ و جاٹ کو پٹھانون کے تعاقب پر مقرر کرکے خود صوبۂ اودھ کو چلے گئے اور وہان سے الہ آباد پہونچے اور وہان ہو کر اودھ کو لوٹے اور گومتی کے کنارے پر مقام کیا راجہ پرتھی پت کو پرتاب گڑھ سے بلایا اگرچہ راجہ کو وزیر سے بیحد خوف تھا

مگر مجبوراً وزیر کی خدمت مین حاضر ہونا پڑا۔ علاوہ اسکے بیس ہزار سوار و پیادے اُس
کے ساتھ تھے طنطنہ بھی کسی قدر رکھتا تھا پرتاب گڈھ سے کوچ کرکے وزیر کے لشکر مین
پہونچا۔ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوا تو وزیر اُسکی مزاج پرسی کرکے اُٹھ گئے اُسوقت
علی بیگ خان جارجی نے پہونچکر راجہ کو پکڑ لیا وہ علی بیگ خان کو چپٹ گیا اُسکے پاس
ہتھیار نہ تھے اسلیے علی بیگ خان کے رخساروں کا گوشت دانتون سے کاٹ کر تھوک دیا
کہ تمام عمر اُس جگہ گڑھا رہا آخرکار راجہ مارا گیا اُس کا سر کاٹ کر سراپردے کے باہر
پھینکدیا اُسکی فوج جا بجا بھاگ گئی۔ نواب صفدر جنگ بھی فوج کے آدمیون سے
مزاحم نہ ہوے بعد اسکے نواب وزیر فیض آباد کو گئے۔ اُدھر پٹھانون مین نواب احمد خان
اور روہیلہ سردارون کے مشورے سے یہ بات قرار پائی تھی کہ بالفعل کوہ کمایون کے
دامن مین پناہ گزین ہونا چاہیے چنانچہ دوسرے روز نواب احمد خان۔ نواب سید
سعد اللہ خان۔ حافظ رحمت خان۔ بخشی سردار خان۔ فتح خان خانساماں اور دوندے خان
وغیرہ روہیلہ سردار مع اپنی فوجون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مراد آباد پہونچے
ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چند روز مقام کرنا پڑا۔ جبکہ ان سردارون کو یہ خبر ملی کہ وزیر
شنگی رام پور مین مرہٹون کو چھوڑ کر اپنے صوبون کو گئے ہین تو روہیلہ سردارون نے
احمد خان سے کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنولے کو واپس چلین۔ چونکہ بارش قریب
ہے ہم بے کھٹکے آرام کرینگے اور اپنے ہم قومون کو ہر طرف سے بلائینگے اور مرہٹون سے
جنگ کرینگے۔ یہ صلاح سب نے پسند کی وہ آنولے کو واپس آئے روہیلے اپنے مکان کو
چلے گئے۔ اور احمد خان شہر کے باہر خیمہ زن ہوا۔ جب ۱۱۶۴ء کا موسم برسات ختم
ہوا تو جنگ کی تیاری شروع ہوئی۔ پٹھانون کی طرف کشتیان جمع کی گئین اور رام گنگا پر

پل بنایا گیا یہ ندی روہیلکھنڈ مین بہتی ہوئی قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائین جانب سے گنگا مین داخل ہوئی ہے۔ جب مرہٹون کو معلوم ہوا کہ دشمن روہیلون اور دوسرے افغانون کو ساتھ لیے حملہ کرنے کو بڑھتا ہے تو اُنھون نے کھانڈے راؤ ولد ملہار راؤ کو بیشمار فوج کے ساتھ اُس سے جنگ کرنے اور بھگا دینے کے لیے گنگا پار بھیجا تب احمد خان اور روہیلہ سردار اپنے پل پر سے رام گنگا کو پار ہوے اور اپنے سپاہیون کو سخت تاکید کی کہ دریا سے دُور مت جانا اُسی کے کنارے کنارے چلنا ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان کو روکنے کے ارادے سے مقام کیا تھا دوندے خان جو پیش لشکر مین تھے اُنھون نے دشمن کے مقام کو دیکھا اور خیال کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون۔ لہذا اُنھون نے کوچ موقوف کر کے دریا کے گھماؤ کے دونون گوشون یعنی مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا۔ اِس تدبیر سے اُنھون نے دشمن کے بیٹھنے کی راہ مسدود کر دی جب کھانڈے راؤ نے راہ ہر طرف سے مسدود پائی اور دیکھا کہ پٹھانون نے آمد و رفت بند کر دی ہے تو پیغام صلح کا بھیجا۔ قاصد نے آ کر نواب احمد خان سے یون بیان کیا گو ہم بادشاہ ہند کے حکم سے اِس جنگ مین شریک ہوے ہین مگر ہم دل سے وزیر کی طرف سے نہین لڑتے ہین۔ محض وقت کا نباہ کرتے ہین اِس وقت جو کچھ ہمارے اور تمھارے درمیان باہم مخفی طور پر طے پا جائے گا ہم قسم کھا کر اقرار کرتے ہین کہ جبکہ جنگ کماؤن شروع ہوگی تو ہم تمکو بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہ پیغام احمد خان نے سُنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اُن سے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ میرے باپ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین اتحاد بھی تھا بعد اسکے اُس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ دوندے خان

کو حکم بھیجو کہ مرہٹون کی راہ جو اُنھون نے بند کر دی ہے کھولدین - حافظ رحمت خان
نے جواب دیا کہ لڑائی کے وقت دوندے خان کسی کا حکم نہین سُننیگے - ہان اگر آپ خود
وہان تک چلنے کی تکلیف کرین تو شاید وہ مانین اور مین آپکے ساتھ چلتا ہون افغانون
کی فوج کی یہ ترتیب تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کے واسطے بہادر خان اور
مُلّا سردار خان تھے اُنکے پیچھے فتح خان خانساماں تھے اور اُنکے بعد نواب سید سعد اللہ خان
اور حافظ رحمت خان یہ دونون ہاتھی پر سوار تھے انکے پیچھے نواب احمد خان تھا -
احمد خان اور حافظ رحمت خان بڑھکر دوندے خان کے پاس گئے اور مرہٹون کی
درخواست سے اُنکو مطلع کیا اور کہا کہ اُنھون نے اپنے اقرار پر قسم کھائی ہے -
دوندے خان نے جواب دیا کہ اس وقت تو مرہٹے خواہ مخواہ مصالحت کی درخواست
کرینگے کیونکہ اُنکی حالت نہایت نازک ہو رہی ہے تین طرف تو اُنکے ندی حائل ہے -
اور چوتھی جانب ہم نے راہ بند کر دی ہے اب اُن کا ایسا حال ہے کہ بلا تصدیع اور
بے تضیع اوقات اُن کو ہم بہ آسانی شکست فاش دے سکتے ہین ایسے موقع کی قسم محض
لغو ہے - نواب احمد خان نے جواب دیا جو کچھ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر مذہب اسلام مین
امان مانگنے والے کو امان نہ دینا جائز نہین بلکہ سخت بُرا ہے - اور اگر وہ جھوٹی قسم کھائینگے
خدا اُن کو سزا دے گا - دوندے خان نے مجبور ہو کر منظور کیا اور اپنی فوج کو حکم بھیجا کہ
رستہ کھولدے سپاہ وہان سے ہٹ گئی اور دشمن کے واسطے راستہ کھولدیا - نواب
احمد خان اور نواب سیّد سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کرائے دوسرے روز
افغان نادون کے پُل پر پہونچے جو دریائے سنگی رام پور پر بندھوایا تھا مسلمانون کے
پہونچنے سے قبل مرہٹون نے پُل کو توڑ ڈالا تھا جب نواب احمد خان اور روہیلے وہان پہونچے

تو اُنھون نے دیکھا کہ ہمارے اور دشمن کے درمیان دریا حائل ہے دونون جانب سے
توپین چلنے لگین۔ جن مرہٹون کا نازک حالت مین راستہ کھولدیا گیا تھا وہ پٹھانون
کے لشکر کے گرد مجتمع ہوے مگر قریب نہ آسکے قریباً ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر دریا کو
عبور کرنے کی صورت نہ نکلی اور خوراک جو سپاہی اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی
روہیلہ سردارون نے نواب احمد خان سے صورت حال بیان کی اور کہا کہ اس وقت
یہی مناسب نظر آتا ہے کہ آگے چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیے۔ سورج پور پرگنہ کمپل
مین ایک گھاٹ ہے۔ اور فرخ آباد سے بیس میل اور سنگی رامپور سے چالیس میل کے
فاصلے پر واقع ہے۔ اُنھون نے خیال کیا کہ ہم کو تاوین بھی مل سکینگی اور ہم دریا سے
بہ آسانی برسم یلغار ملہار راؤ کی طرف بڑھینگے۔ کیونکہ اس وقت ملہار راؤ کے پاس تھوڑی سی
فوج تھی اس لیے پل کی مرمت مین تضیع اوقات کرنا خوب نہین اور کوچ کے وقت
یہ مشہور کرینگے کہ ہم اپنے رام گنگا کے پل کی طرف غلے کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کے واسطے واپس
جاتے ہین اور تازہ رسد بہم پہونچا کر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ شروع کر دینگے۔ نواب
احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور افغانون نے کوچ کیا جب وہ چلے مرہٹے پیچھے سے
توپین داغتے رہے لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش کا مذکور سنا تو اپنے
بھتیجے محمد قلی خان کو اپنی طرف سے نائب اپنے صوبون کا کر کے اور بقاء اللہ خان کو اُس
کے ساتھ مقرر کر کے جلد کوچ کیا اور گنگا کو مہدی گھاٹ سے اُتر کر ۹ محرم ۱۱۶۵ ہجری
مطابق ۱۷ نومبر ۱۷۵۱ء کو ملہار راؤ سے بمقام سی رام پور جا ملے۔ مہدی گھاٹ پرگنہ
قنوج مین فرخ آباد سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ جب وزیر وہان داخل ہوے
کُل توپین سلامی مین سر ہوئین اُنکی آواز سے پٹھانون کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا

جب افغان سردارون نے وزیر کی آمد سُنی سب نے مجتمع ہوکر صلاح کی آخر یہ بات قرار پائی کہ سیدنے قلعہ بنگڑھ عرف یوسف نگر کی طرف کوچ کرکے چلین۔ یہ مقام پرگنہ بدایون مین آنولہ اور بدایون کے درمیان مین ہے۔ بازید خان حاکم توپخانہ طلب ہوا کہ اپنی سب توپین بطور حیلہ سر کرکے روانہ ہوجائے۔ بہ تعمیل اِس حکم کے توپخانہ روانہ ہوا۔ اِس نئی تجویز کی اطلاع سپاہیون کو نہین دی گئی جب توپخانہ روانہ ہوگیا کُل فوج مین پریشانی پھیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نرہے فقط عہدہ دار اور خاص خاص لوگ تو البتہ اِس خوف سے محفوظ تھے جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہ حال دیکھا تو متردد ہوکر کہنے لگے کہ ہم کو بے جنگ شکست ہوگئی نواب احمد خان مع اپنی فوج کے نواب سیّد سعداللہ خان کی فوج سے نصف کوس پر تھا اُن کو اصلا خبر نہ تھی کہ یہان کا کیا حال ہے آفتاب طلوع ہونے پایا تھا کہ نواب سیّد سعداللہ خان اور اُنکے مدارالمہام وغیرہ نواب احمد خان کے پاس پہونچے اور سارا حال اُس سے کہا۔ احمد خان نے اپنے سردارون کو طلب کیا اور شادل خان اور سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ اور پُل توڑ ڈالو اور ناوین سورج پور گھاٹ لیجاؤ وہان پل تیار کرو مین آج اُس مقام سے دریا کو عبور کرونگا۔ اور دوسرے سردارون کو حکم دیا کہ تم مسلح ہوکر تیار رہو۔ جب وہ خود نواب سیّد سعداللہ خان کے لشکر کی طرف چلا اور اُسکو ساتھ لے کر ایک کھلے وسیع میدان مین مقام کیا تب سرداران روہیلہ نے نواب سے ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ توپخانے کے روانہ ہوجانے سے اُنکے دلون مین ہراس پیدا ہوگیا ہے اور سب کے سب بھاگنا چاہتے ہین اور جب یہ حال ہے تو ہم میدان مین کیسے جنگ کرسکتے ہین احمد خان

نے کہا اُنکے ارادے سے مجھے پیشتر ہی اطلاع کردی ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کی جاتی
بے جنگ کیے ہوے ہٹنا بڑی خراب بات ہے دُنیا بھر مین کوئی اس کو پسند نکرے گا
روہیلون نے سر نیچا کرلیا اور کچھ نہ بولے۔ بعد ایک لحمہ کے کہنے لگے جو کچھ ہوا سو ہوا۔
بہت سی گفتگو اور سوال و جواب کے بعد روہیلون نے کہا کہ ہماری فوج دل ہار گئی
ہے اس صورت مین بہتر یہ ہے کہ آنولے کو واپس جاوین اور وہان اپنے خاندان
کے لوگون کو مجتمع کرکے پہاڑ کو چلین اور آپ کو بھی یہی صلاح دیتے ہین نواب احمد خان
نے اس بات کو قبول کیا ایک گھنٹہ قبل از غروب سب کے سب آنولے مین پہونچے
نواب احمد خان نے شہر کے باہر ایک باغ مین قیام کیا اور یہان ۹ گھنٹہ مقام بھی
کیا۔ جب صبح ہونے لگی تو نواب سید سعد اللہ خان کو بُلا بھیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ
ہوے دوسرے لوگ تمام رات گھر کے کام مین نقد روپیہ جمع کرتے مین اور مدفون
کرنے مین اور ہان اور توپ چلانے کے کام مین مشغول رہے پھر گھرون کو چھوڑکر اپنے
عیال ساتھ لے کر روانہ ہوے اور گھرون مین آگ لگادی پھر رات گئے رامپور پہونچکر
اپنے خیمے استادہ کیے دوسرے روز پھر روانہ ہوکر مرادآباد مین پہونچے اور یہان
چھ گھنٹہ ٹھہر کر کاشی پور کی طرف چلے جو مرادآباد سے تیس میل شمال مین ہے اُسوقت
ایک جاسوس آیا سیندھیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لے کر آیا۔ اُس مین لکھا تھا کہ
جب وزیر نے سُنا کہ افغان پہاڑ کی طرف ہٹے جاتے ہین اُنھون نے اپنی فوج کو حکم دیا
کہ فوراً ندی پار ہوکر تیز کوچ کرتے ہوے دشمن کے متعاقب جائین اور کہین مقام نہ کرین
گنگا دھر تانتیا بجمعیت تیس ہزار سوار و مغل قزلباش اس تعاقب کے واسطے معین ہوا
ہے وہ پہونچا ہی چاہتے ہین اسلیے تمکو لازم ہے کہ بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر

جائے امن تلاش کرو احمد خان نے اس خط کو پڑھکر نواب سید سعد اللہ خان اور اُن کے سرداروں سے سب حال کہا اور قاصد کو سات اشرفیان دیکر رخصت کیا افغان فی الفور جانب کوہ روانہ ہوے اور دوسرے روز جنگل مین پہونچ گئے شیو پرشاد کی فرح بخش مین یون لکھا ہے کہ ملہار راؤ وغیرہ نے افغانون کے ساتھ اس قدر سلوک کیا کہ دو تین دن کا توقف اپنے کوچ مین کیا کہ افاغنہ خیریت سے جنگل مین پہونچ گئے اگر مرہٹے تعاقب کیے ہوے چلے آتے تو افاغنہ مین سے کوئی بھی صحیح وسالم وہان تک نہ پہونچ سکتا۔ اور منتخب العلوم مین کہا ہے کہ ملہار راؤ نے دوندے خان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنی بہتری چاہتے ہو تو یہان سے چلے جاؤ ورنہ یہان تباہ ہو جاؤ گے تمھارے تمام خاندان خراب ہو جائینگے اُنھون نے جواب دیا کہ اگر ہم نے یہان سے کوچ کیا تو تم ہمارا تعاقب کروگے اسلیے ہمکو یہان ہی شہید ہو جانا بہتر ہے۔ ملہار راؤ نے کہلا بھیجا کہ جب تک تم جنگل مین نہ پہونچ جاؤ گے ہم تعاقب نہین کرینگے تمام افغان چلکیا پہونچ گئے یہ مرہٹون کا احسان سمجھنا چاہیے جیسا کہ یہان کے مورخون کا بیان ہے اور انگریزی مؤرخون کا قول ہے کہ روہیلون کا تعاقب کاہلی اور تساہلی سے اس وجہ سے کیا گیا کہ مرہٹون کی فوج بیشتر لوٹ مار کی فکر مین ادھر اُدھر بھٹکتی پھرتی رہی۔

افغانون کا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لینا

پٹھانون کے پناہ لینے کے مقام مین اختلاف ہے ہملٹن کے بیان کے موافق اُن لوگون کا مقام گڑھوال کی پہاڑی پر مقام لال ڈانگ مین تھا اور مستجاب خان مؤلف

گلستان رحمت اور خلیفہ غیاث الدین مؤلف منتخب العلوم کی تحریر سے پایا جاتا ہے
کہ پٹھان آنولے سے نکلکر مقام چلکیا مین پناہ گزین ہوے تھے اور مولوی قدرت اللہ
شوق نے طبقات الشعرا مین خانزادے کاظم خان شید اکے حالات مین لکھا ہے
کہ جب ابو المنصور خان صفدر جنگ سے پٹھانون نے منہزم ہو کر جنگل چلکیا دامن کوہ
کماؤن مین پناہ لی تھی تو شیدا نے اس واقعہ کی تاریخ فساد عظیم (۱۱۶۵) سے
نکالی تھی۔ اور مآثر الامرا و سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین ذکر کیا ہے کہ کوہ مدار یہ مین
جو کوہ کماؤن کی ایک شاخ ہے افاغنہ نے پناہ لی تھی اور عماد السعادت مین بیان
کیا ہے کہ گنگوڑ کے ٹیلے پر پناہ لی تھی اس جنگل مین تین طرف سے دشوار گذار خارستان
تھا اور ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کھودی اور برج بنائے
اب یہ مقام بہت مستحکم اور بے گذر ہو گیا کہ افغانون پر یکایک حملہ کرنا سخت دشوار
اور خطرناک تھا پٹھانون نے اس جنگل کے وسط مین اپنی لشکر گاہ قائم کی اور توپین
قرینے سے کھڑی کر کے زنجیرون سے کس دین مدت تک یہ مقام سنگر کے نام سے
مشہور رہا۔ نفائس اللغات مین لکھا ہے کہ سنگر بفتح سین مہملہ و سکون نون و فتح کاف فارسی
و سکون رائے مہملہ وہ احاطہ جو لشکر کے آس پاس حفاظت کے لیے تیار کرتے ہین عربی
مین اس کو حصار کہتے ہین ۔

باوجود ان سب کے پٹھان نہایت مضطر تھے کہ کہین سے سامان رسد کا انتظام
نہ تھا اور کھانا اُنکے پاس بالکل نہ تھا تھوڑے عرصے تک اُنھون نے نیشکر پر بسر کی
اور کہین سے کوئی سامان مُہیا نہوا۔ نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان کو خطاب کر کے کہا
کہ قادر مطلق نے ہمکو جائے امن تو ایسی عطا کی ہے کہ جہان سے ہم شاہ ہفت اقلیم سے

بھی جنگ کر سکتے ہین مگر غذا بہم پہونچانا نہایت ضرور ہے۔ اُنھون نے جواب دیا کہ
الموڑے کا راجہ اپنی دامن کوہ کی ریاست کے ناظم سیّد احمد کو نہایت عزیز
رکھتا ہے اور سیّد موصوف ہماری قوم کا بہی خواہ ہے اگر آپ سیّد کو کچھ تحفے تحائف
دیگر راجہ کے پاس بھیجین اور اُس سے درخواست غلّے کی بہم رسانی کی کرین تو بہت
مناسب ہوگا۔ نواب احمد خان نے اِس تجویز کو پسند کیا۔ حافظ رحمت خان احمد خان
سے رخصت ہو کر سیدھے سیّد کے پاس گئے۔ سیّد مذکور نجیب خان کے قریب تو پخانے
مین تھا اور جو تجویز کیا تھا اُس سے بیان کیا۔ سیّد کو نواب احمد خان کے پاس نکلا لائے
نواب نے اُس کو خط و تحائف دیے اور الموڑے کی طرف رخصت کیا۔ سیّد کے پہونچنے
سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگل کی راہ سے راجہ الموڑہ کے پاس آیا وزیر کا پیغام
یہ تھا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے۔ ہم تمھاری دوستی سے امید
رکھتے ہین کہ اُن کو رسد نہ پہونچنے پائے بعوض اسکے نواب سید سعد اللہ خان کا تمام ملک
تمھاری ریاست مین شامل کر دیا جائے گا جب سیّد مع تحائف وہان پہونچا اور
نواب احمد خان کا خط دیا۔ الموڑے کے راجہ کے وزیر نے صفدر جنگ کے وکیل کو
رخصت کیا اور کہا کہ یہ انسانیت سے بعید ہے جو ہمارے یہان آکر پناہ لے ہم اُس پہ
کھانا بند کرین۔ اُسنے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا کہ جو گانون والے پٹھانون کے
لشکر سے قریب ہین اُنسے کہو جلد غلہ لاد کر اُن کے لشکر مین پہونچائین اور سید کو
جواب دیکر رخصت کیا سید یہان پہونچنے بھی نہ پایا تھا کہ ہزارون پہاڑی غلّہ
سرون پر لیے ہوے نمودار ہوے اور بیچنا شروع کیا پٹھانون نے اس غلّے کو نعمت عظمےٰ
تصوّر کیا۔ بیچارے بھوکون مر رہے تھے۔ اُسکو بہت غنیمت جانا جاتا جسکو درکار

تھا خرید کیا اور شکر خدا بجا لائے اور کھانے پکانے مین مصروف ہوے۔

جب وزیر گنگا پار ہوے تو اُنھون نے ملہار راؤ کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے لیکن مرہٹہ سردارون نے بہ ایفاے اپنے قول کے توقف اور عذر کیا کہ تا انتہا گنگا دھرا ور مُغل افغانون کے تعاقب مین گئے ہین اسلیے مناسب ہے کہ انتظار کیا جائے کہ دشمن کس طرف کا ارادہ رکھتے ہین جب معتبر خبر مل جائیگی تو اُس وقت کوچ بلغار کرنا مناسب ہوگا تھوڑے عرصے مین خبر ہوئی کہ پٹھان دامن کوہ کی طرف گئے مرہٹون نے بہ تعجیل تمام کوچ کیا۔

عماد السعادت اور تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ وسلطان الحکایات مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ آنولے مین پہونچے تو وہان نواب سید سعد اللہ خان خلف نواب سید علی محمد خان بہادر کو اُنھون نے قتل کروایا اور دو روز آنولے مین وزیر کی فوج رہی تیسرے روز پٹھانونکے تعاقب مین کوچ کیا۔ لیکن قتل نواب سید سعد اللہ خان کی حکایت محض غلط ہے اُن کا انتقال تو ۵ شعبان ۱۱۷۵ ہجری کو سل کی بیماری سے ہوا تھا جیسا کہ فرح بخش مولفہ شیو پرشاد مین مفصل مذکور ہے۔ بہرصورت مرہٹون کی فوجین تعاقب کرتی ہوئین پٹھانون کے قیام گاہ کے تین کوس قریب جا پہونچین یہان اُنھون نے مقام کیا۔ اور وزیر نے اپنا لشکر موضع چلکیا مین ڈالا۔ اور پٹھانون کے اُس طرف کے تمام راستے بند کردیے تاکہ بھوک و پیاس کی شدت سے مجبور ہوکر قبضے مین آجائین۔ مگر پٹھانون کی پس پُشت پہاڑ کی جانب سے اُنکو رسد پہونچنے کا عمدہ ذریعہ میسّر تھا۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ پٹھانون کے پاس پہاڑ سے جو رسد آتی تھی وہ اُنکی جماعت کثیر کو کافی نہ تھی اسلیے گوشت کھاکر بسر کرتے تھے وزیر کے لشکر کے غریب آدمی یہان سے گوشت لے جاتے

اور سیر بھر گوشت ایک اشرفی کو فروخت کرتے اور فروخت کرنے کی یہ ترکیب تھی
کہ دور سے پٹھانون کو گائے کا گوشت دکھایا جاتا وہ قیمت اوپر سے ڈالدیتے
نیچے والا قیمت لیکر ہٹ جاتا خریدار پہونچکر گوشت اُٹھا لیتا اور پٹھانون کے لشکر مین
رسد کی اتنی کمی تھی کہ رفتہ رفتہ ایک گائے اور بھینس ایک ایک پیسے کو وزیر کے
لشکریون کے ہاتھ فروخت کرنے لگے یہ بیان غلط ہونے مین اتنا واضح ہے کہ اس کی
تردید کی بھی ضرورت نہین۔

جنگل بہت گھنا تھا اور رستہ نہایت ناہموار تھا اس وجہ سے وزیر کا بڑا توپخانہ
بہت دیر مین پہونچا ہر روز دن نکلے وزیر ہاتھی پر سوار ہو کر خود توپیچھے رہتے اور
مرہٹون کو لڑنے کے واسطے آگے کرتے تھے اور اپنا توپخانہ پٹھانون کے توپخانے
کے مقابل لاتے تھے اُنکے توپخانے کا گولہ اتنا بلند جاتا تھا کہ پٹھانون کے توپخانے کے
اوپر سے گذر کر پیچھے کے میدان مین جاکر گرتا تھا اس کوس بھر کے میدان مین اولے
کی طرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھین اور شام کو واپس آتے
تھے وزیر کا توپخانہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا اور رات ہونے نہین پاتی تھی کہ وزیر
اپنی توپین بنظر احتیاط اپنے لشکر کے قریب کھینچ لیجاتے تھے ہر روز اسی طرح جنگ
ہوتی تھی دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اس سے بھی کچھ ضرر نہوا۔ پہاڑ سے ایک نالہ
جاری تھا یہ اور بھی وزیر کی تدبیر مین حارج تھا۔ پٹھان اس نالے سے نہر کاٹ لائے
تھے اور اُس کا پانی اپنے لشکر کے گرد پہونچایا تھا۔ ملہار راؤ اور سورج مل جاٹ نے
بہت کوشش راستہ معلوم کرنے کی کی مگر بے سود ہوئی۔

اس وقت وزیر کے پاس ایک خط اُنکے کارندے کے پاس سے جو دربار شاہی مین

متعین تھا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہے کہ احمد شاہ دُرّانی اپنے ہم قوم افغانون کی مدد کو آتا ہے۔ اور دُرّانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہے کہ مین آتا ہون سب کے سب دریاے سندھ کے کنارے مجتمع ہو کر میرے منتظر رہین۔ خط مین یہ بھی لکھا تھا کہ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت متردد ہو کر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداردن کو لے کر بیہودہ جنگ کرنے گیا ہے اب تک یہ بھی نہین معلوم ہوا ہے کہ وہ احمد خان اور روہیلون پر غالب آیا یا فتحیاب ہونے کی کچھ امید بھی ہے اب ہم کیا کرین فیروز جنگ نے آداب بجا لا کر التماس کیا کہ جو کچھ غلام سمجھتا تھا وہی پیش آیا۔ کمترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تھا۔ چونکہ حضور نے اس امر مین جاوید خان سے صلاح لی تھی اس لیے اب اُس سے پوچھنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ تو سچ ہے مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہے تمکو یہ لازم نہین ہے کہ مشورہ دینے سے انکار کرو۔ تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شُقّہ روانہ ہونا چاہیے کہ احمد شاہ دُرّانی اس طرف آتا ہے اسلیے تمکو لازم ہے کہ احمد خان سے صُلح کر لو اور یہ صلاح دی کہ علی قلی خان چھنگا اس قاصدی پر بھیجا جائے۔

راجہ اندرگر گوشائین کے ہاتھون کا نواب احمد خانِ پر حملہ۔ اندرگر کا شکست پانا وزیر کا اندرگر کی شکست سے نہایت شکستہ خاطر ہو کر

میدان جنگ سے کاشی پور کی طرف بھاگ جانا

مرہٹون کا انکا تعاقب کرکے روک لینا

وزیر نے اس خبر کو اپنے معتمدون سے بھی مخفی رکھا۔ دوسرے روز انھون نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا اور گنگا دھر تانتیا اور سورج مل جاٹ کو طلب کیا اور کہا دو مہینے تو گذر گئے اور ہنوز روز اول ہے تم ذرا بھی آگے نہ بڑھے اور نہ کچھ مدد دی۔ آپا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہین نہ خارستان اور قلعہ وخندق کی۔ راجہ اندر گر گوشائین نے کہا کہ تمھارا دشمن میدان مین ہے نہ وہ قلعہ مین ہے نہ خندق مین فقط پانی سد راہ ہے دو گوشون مین مشرق و مغرب کی طرف پانی نہین ہے۔ مشرق کی طرف نجیب خان اور سید احمد خان کا توپخانہ ہے اور مغرب کی سمت نواب احمد خان ہے اگر کوئی شخص تھوڑی بھی تکلیف کرے تو اُسپر فتح حاصل کر سکتا ہے۔ آپا سیندھیا نے کہا کہ تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو تمھین اتنی تکلیف کیون نہین کرتے ہو۔ اندر گر نے کہا کہ کل مین نواب احمد خان کے مورچے پر حملہ کرون گا اور بے مدد اُسپر قبضہ کرون گا وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاؤن گا یا اُسکا سر نیزے پر لاؤنگا سرداران مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے سب سردار رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے۔ آپا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندر گر تمپر حملہ کریگا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ یا تو مارا جائے گا یا شکست کھائے گا۔ جب رات ختم ہوئی اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا راجہ اندر گر پندرہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے کہ سب اتیت اور ناگے تھے بان اور بندوق سے مسلح ہو کر وزیر

کے روبرو ہوگیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندر گرنے وزیر سے درخواست کی کہ مغل اور شیر بچے کو حکم ہو کہ اول وہ داؤن کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچے پر کرین تاکہ کل پٹھان اُس طرف متوجہ ہون اور نجیب خان کی مدد کو جائین احمد خان کی جانب خالی چھوڑین اور کوئی پٹھان اُس کا معاون نرہے اُس وقت مین اُسپر حملہ کرونگا وزیر نے اُسکے حسب دلخواہ حکم دیا راجہ اندر گرنے بڑھکر نشیب مین مقام کیا اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلون نے نجیب خان کے مورچے پر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ مغلون نے حتے المقدور بڑی جوانمردی کی مگر نجیب خان نے بھی خوب دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے دوستون سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف کرو۔ جب دشمن قریب آ لے تو تلوار سے مقابلہ کرنا۔ نجیب خان نے بخشی سردار خان اور دوندے خان سے کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی جگہین چھوڑ کر آئین کیونکہ وہ سمجھتے تھے خاص حملہ میری طرف کیا گیا ہے۔ حافظ رحمت خان یہ دیکھ کر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا سوار ہو کر نواب احمد خان کے پاس پہونچے مگر قبل اُنکے پہونچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے مورچے کو جا چُکا تھا۔ حافظ رحمت خان نے نواب سے کہا کہ آج خاص حملہ نجیب خان کے توپخانے کی طرف ہے۔ نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان پر فقط دھوکے کا حملہ ہے۔ اصل حملہ مجھپر قوم اتیت کے ہاتھ سے ہوگا۔ اسلیے تم اپنے مورچے کو جاؤ اور اپنے سردارون کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہین ڈیڑھ گھنٹہ دن رہے اتیتون کی فوج میدان مین آئی۔ پٹھان نمندارون نے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی نواب احمد خان نے اُنسے کہا کہ فاتحۂ خیر پڑھکر جنگ کا ارادہ کرو افغانون نے دونون ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور

فاتحہ خیر پڑھکر دشمن کی طرف چلے دونون جانب سے پشتیبان اور بندوق سرہوے
اور ایک گھنٹہ تک اس طرح لڑائی ہوتی رہی آخرالامر پٹھان بڑھکر دشمن پر جا پہونچے
اور تلوار چلنے لگی افغانون نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اتیتون نے تاب نہ لاکر ہٹنا شروع
کیا اس وقت اندر گر کا چیلہ اتیتون پر حکمران تھا جب اُسنے دیکھا کہ ناگون اور اتیتون
نے مُنھ پھیر لیا تو وہ گھوڑے پر سے اُتر پڑا اور اُن کو مجتمع کرنا چاہا اور اپنے خاص خاص
ہمراہیون سے کہا کہ تلوار لے کر حملہ کرو اُنھون نے اُسکے حکم کی تعمیل کی اور خوب جانبازی
سے لڑے اُنمین سے بہت سے مارے گئے اور باقی منتشر ہو گئے۔ تب خود اتیتون کا سردار
شمشیر بدست سامنے آیا اور ایک پٹھان فقط تلوار لے کر اُسکے مقابل ہوا۔ تھوڑی دیر لڑکر
پٹھان نے اُسکو مار لیا اور اُس کا سر تن سے جُدا کر لیا۔ جب اتیتون نے دیکھا کہ اُنکا سردار
قتل ہوا بھاگ کھڑے ہوے راجہ اندر گر یہ برگشتگی طالع دیکھ کر میدان جنگ سے پھرا۔
پٹھانون نے وزیر کے لشکر تک اُسکا تعاقب کیا اور غروب آفتاب کے وقت وہان پہونچے
بعد غروب اس قدر تاریکی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نکر سکتا تھا۔ نواب احمد خان نے
فوراً قاصد روانہ کیا اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آئین پٹھانون نے وزیر
کی توپون کی گاڑیون مین آگ لگا دی اور مع مال غنیمت اپنے لشکر مین واپس آئے
جب وزیر نے اندر گر کی شکست کی خبر سُنی نہایت افسردہ خاطر ہوے اور اپنے
خیمے سے نکلکر ہاتھی پر سوار ہوے اور کاشی پور کی طرف بھاگے۔ جب ملہار راؤ اور
آپا سیندھیا کو وزیر کے گریز کی خبر ملی بہت سی فوج لیکر اُن کا تعاقب کیا اور
کاشی پور پہونچکر اُنکے سدّ راہ ہوے اور وزیر کے پاس پہونچکر بولے کہ شکست تو
اندر گر کو ہوئی آپکی اس بزدلی کا کیا باعث ہے اُسنے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی۔

غرض ملہار راؤ اور آپاسیندھیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی انکے مرتبے کے تھی باز رکھا اور وزیر واپس آکر پھر اپنی سابق جگہ مین قیام پذیر ہوے۔ روزمرہ کے حملے توپون کے ختم ہوگئے کیونکہ انکی گاڑیان اور مسالہ پٹھانون نے جلادیا تھا ان جوانمردیون کے باعث پٹھانون کا گیا ہوا رعب لوگون کے دلون مین بیٹھتا جاتا تھا۔ مرہٹون کے دل محاصرے سے ایسے اُکتا گئے کہ انکو لڑائی تو زیادہ کرنی پڑتی تھی اور غنیمت کچھ ہاتھ نہ آتی تھی اسکے علاوہ موسم کی تبدیلی اور آب وہوا کی خرابی نے دونون فریقون کی صحت مین نقصان پیدا کرنا شروع کردیا۔

فائدہ مین نے جو مسالا لکھا ہے اور مصالحہ نہین لکھا تو وجہ اسکی یہ ہے کہ اُردو کے محاورے کے اعتبار سے اول دُرست ہے نہ دوم مُنیر کی رباعی ہے رباعی

ہے قحط مین مشکل اک نوالا کھانا رکھتا ہے نہ گھی نہ کچھ مسالا کھانا
ہر لقمۂ خشک حلق مین پھنستا ہے تیار ہوا ہے کیا اُبالا کھانا

ابوالمنصور خان صفدر جنگ اور پٹھانون مین علی قلی خان کے توسط سے عہد وپیمان کی تجویز اور اُس مین ناکامیابی

وزیر کو اس مہم مشکلات سے دن رات تردد رہتا تھا اس وقت علی قلی خان وزیر کے لشکر مین بادشاہ دہلی کا شُقّہ لیکر داخل ہوا۔ یہ شقہ خاص بادشاہ کا دستخطی تھا جس مین یہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کرلینی چاہیے۔ یہ شقہ وزیر کے حوالے کرکے

علی قلی خان نے بادشاہ کا زبانی پیام یعنی احمد شاہ دُرّانی کی آمد کی خبر بیان کی۔ وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سے ہوگی تو اس مین تمام عمر کے واسطے میری توہین ہوگی پس کس صورت سے صلح کرنی چاہیے۔ علی قلی خان نے جواب دیا کہ مجھ مین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطۂ اتحاد ہے اگر تمھاری مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کر کے اُس کو صلح کی طرف مائل کرون وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوے۔ علی قلی خان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھے تمھاری ملاقات کی کمال آرزو ہے۔ احمد خان نے یہ خط پڑھکر حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون روہیلہ سے ملاقات کی اور خط کا مضمون کہا سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلی خان آپ کا دوست ہے اسلیے ملاقات مُناسب ہے۔ نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ آپکے استفسار کی کیا ضرورت تھی آپ کا گھر ہے جب یہ جواب پہونچا علی قلی خان نے وزیر سے کہا۔ وزیر نے اُس سے قسم لی کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ متصور ہو۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ مین سمجھتا ہون کہ تمھاری توہین عین بادشاہ کی اہانت ہے جب علی قلی خان نواب کے توپخانے کے قریب پہونچا تو احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا۔ جب محمود خان وہان پہونچا۔ دونون باہم بغلگیر ہوے۔ اور ایک ہاتھی پر سوار ہو کر احمد خان کے خیمے کی طرف روانہ ہوے۔ نواب اُٹھ کر لب فرش تک استقبال کو آیا اور اُس سے بغلگیر ہوا۔ ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے مسند تک گئے بہت دیر تک باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان علی قلی خان کو ایک خیمے مین پہونچایا جو خاص اُسی کے آرام کے واسطے استادہ تھا اور کھانا ہر قسم کا تیار کرا کے بھیجا گیا۔ شام کو احمد خان علی قلی خان

کے خیمے مین گیا۔ دوستانہ گفتگو کے بعد معاملات کا مذکور درمیان آیا۔ علی قلی خان نے بادشاہ کا دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا۔ احمد خان نے اُس شقے کو سر پر رکھا تعظیم کی خاطر اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑا ہوا اور دلی کی طرف مُنھ کرکے آداب بجالایا۔ بعد ازان شقہ کھولکر پڑھا اُس کا مضمون بجز خاص خاص سردارون کے کسی اور سے ظاہر نہ کیا۔ شرائط صلح شروع ہونے کے تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہوگیا کہ بادشاہ نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے۔ احمد خان نے شقہ شاہی کو پڑھ کر پوچھا آخر اِس سے بادشاہ کی منشا کیا ہے۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور نواب سیّد سعد اللہ خان کے مدار المہام حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بھیجدو تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ وزیر نے حکم شاہی کی بجاآوری مین کوتاہی کی گر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجھ کر اطاعت کی اور اپنے بیٹے محمود خان اور نواب سیّد سعد اللہ خان کے خاص سردار کو وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بھیجدیا۔ اس مین وزیر کی بھی آبرو بنی رہے گی اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہینگے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ اِس اَمر مین بغیر مشورہ اپنے سردارون کے مین کچھ نہین کہہ سکتا ہون۔ احمد خان فی الفور سوار ہوکر نواب سیّد سعد اللہ خان کی فرودگاہ مین آیا اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون کو طلب کرکے امر مذکور مین صلاح پوچھی۔ مُلّا سردار خان جو اُن سب مین عمر مین زیادہ تھا بولا کہ علی قلی خان کی کیا بساط ہے۔ نواب احمد خان نے پوچھا تمھاری اس سے کیا غرض ہے مُلّا سردار خان نے جواب دیا کہ معاملہ صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہیئے جو خود کچھ قوت اور اختیار رکھتا ہو۔ اگر ضرورت پڑے تو تعمیل شرائط مین مجبور کرے اور درصورت فسخ معاہدہ بمقابلہ پیش آسکے اس کا مطلب یہ تھا کہ صلح نامہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے توسط سے

ہونا چاہیئے مگر کسی حال مین مجھے یہ منظور نہین ہے کہ محمود خان دشمن کے لشکرگاہ مین جائے۔ حافظ رحمت خان کو اختیار ہے کہ چاہین جائین یا نہ جائین کیونکہ اُن مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے۔ احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا کہ مین تمھاری صلاح کو بدل پسند کرتا ہون اور اسپر عمل کرونگا بعدازان نواب احمد خان اپنی لشکرگاہ مین واپس آیا اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہا گو مجھے خود تمپر اعتماد کامل ہے مگر روہیلہ سردار مرہٹون کی وساطت کے بغیر میرے بیٹے کے بھیجنے مین رائے نہین دیتے ہین یہ سُن کر علی قلی خان نے جواب دیا کہ واللہ روہیلہ سردار نہایت ذی ہوش اور دُور اندیش ہین یہی میری خواہش تھی جو اُنھون نے صلاح دی میری جو مُراد صلح سے تھی وہ حاصل ہے کیونکہ میری غرض صرف تمکو صلح کی طرف راغب کرنیکی تھی نواب احمد خان نے جواب دیا تمھاری دوستی میرے دلپر گویا پتھر کی لکیر ہے بعد اِس ملاقات کے علی قلی خان رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا اور کہا مین نے احمد خان کو صلح پر راضی کرلیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ صلحنامہ بتوسط ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کے ہونا چاہیے اسلیے کھانڈے راؤ محمود خان وحافظ رحمت خان کو لانے کے واسطے بھیجا جائے۔ وزیر نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب احمد خان کے بیٹے کے یہان لانے کی تدبیر کرو جب وہ یہان آئے گا ہم کوئی تصفیہ کرلینگے ان دونون سردارون نے منظور کیا مگر یہ کہا کہ ایسی کوئی بات ہونے نپائے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے۔ وزیر نے باوجود اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کھائی کہ اِس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہے۔ تب ملہار راؤ نے اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کو نواب

احمد خان کے بیٹے کو وزیر کے لشکر مین لانے کے واسطے بھیجا آپا سیندھیا نے
احمد خان سے کہلا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا اب کھانڈے راؤ
مع ہمراہیون کے نواب احمد خان کے مورچے کے قریب پہونچا اُسکے آنے کی خبر
نواب احمد خان کو پہونچی اُس نے اُس وقت محمود خان کو طلب کیا اور کچھ اُس
کے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اُسکے ساتھ کیا اور نواب سید سعد اللہ خان
نے حافظ رحمت خان کو بھیجا۔ جب کھانڈے راؤ نے اُنکو آتے دیکھا اپنے ہاتھی سے
اُتر پڑا اور بغلگیر ہوا۔ بعد ازان جب پھر سوار ہو گئے تو کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھی
محمود خان کے ہاتھی کے پیچھے رکھا اور اس طرح سے مرہٹون کی لشکرگاہ مین
پہونچے۔ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا اور تانتیا گنگادھر اور دوسرے سردار پیشوائی کو
آئے جب وہ سامنے پہونچے اُتر پڑے اور محمود خان اور حافظ رحمت خان سے بغلگیر
ہوے۔ بعد ازان ملہار راؤ نے اُنکو ایک خیمے مین لیجا کر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار
گرد بیٹھے۔ اُس وقت دکن کے تحائف پیش کیے گئے۔ چند اشیا تو محمود خان نے قبول
کین باقی گھوڑا و ہاتھی وغیرہ اُس نے واپس کر دیے۔ بعد ازان سرداران مرہٹہ
وزیر کے لشکر مین گئے۔ اور کہا سردار ذی مرتبہ صاحبزادے کو لانے کے واسطے روانہ
کرو۔ نواب سالار جنگ اور علی قلی خان کو جانے کا حکم ہوا۔ سرداران مرہٹہ اُنکے ہمراہ
واپس آئے۔ جب مناسب فاصلے پر پہونچے صف باندھکر کھڑے ہوے اُنکے آنے
کی خبر سُنکر محمود خان اور حافظ رحمت خان لشکر سے نکلے اُنکو آتے دیکھ کر نواب سالار جنگ
آگے بڑھا اور جب قریب پہونچا اپنے ہاتھی سے اُتر پڑا اور اُن سے بغلگیر ہوا تب
یہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے۔ جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا محمود خان اور

حافظ رحمت خان ٹھہر گئے۔ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے سبب پوچھا تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جاکر وزیر سے اجازت لیجیے مین یہ چاہتا ہون کہ میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے اور اسمٰعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جاکر کھڑا ہو تاکہ محمود خان کے آدمیون کی روک نہو۔ مرہٹے محمود خان و حافظ رحمت خان کو وزیر کے خیمے مین لے گئے یہان وہ منتظر ملاقات کے بیٹھے تھے۔ اس سراچے مین تین صحن تھے۔ محمود خان اول صحن سے گذر کر اپنے ہاتھی سے اُتر کر پالکی مین سوار ہوا دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اُتر کر پالکی مین سوار ہوے تیسرے دروازے پر محمود خان نے توقف کیا اور اپنے ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم دیا جب سب اندر پہونچ گئے اُسکے بعد وہ اندر جاکر ٹھہرا تب ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے آگے بڑھکر اُسکو پالکی سے اُتارا اور اُسکے ساتھ چلے۔ محمود خان لب فرش پہونچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہ رسم مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات وہ جسکو زیادہ عزیز رکھتے اُسکی پیشانی کو بوسہ دیتے وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب کی مسند پر محمود خان کو بیٹھنے کو کہا محمود خان نے اُس وقت چند اشرفیان ہاتھ مین لیکر نذر گذرانین۔ وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے نذر واپس کی۔ لیکن محمود خان نے اصرار کیا تب اُنھون نے تبسم کرکے نذر قبول کی۔ اس کے بعد محمود خان بیٹھا وزیر نے اُس کا ہاتھ لیکر اپنے سینے سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگے۔ ادھر اُدھر کی باتون کے بعد وزیر نے کہا پٹھان بھاگا نہین کرتے ہین تمھارا باپ کیون اتنی دور بھاگ گیا ہے۔ محمود خان نے جواب دیا اسکی وجہ یہ ہے کہ میرا باپ دو دغلہ ہے وزیر نے پوچھا اُسکے کیا معنی محمود خان

نے کہا کہ میرے والد کی ماں قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل مادری کی طرف جاتا ہے تو بہادری سے میدان مین آتا ہے اور جب نسل مادری کی طرف رُخ کرتا ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے اس جواب سے وزیر خاموش ہو گئے کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھے۔ اسکے بعد وزیر نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے ابھی کچھ کھایا نہین ہے آپ براہ عنایت با محمود خان سے رخصت ہوجیے۔ یہ سُن کر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوے۔ وزیر تب محمود خان وحافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گئے اور خاصہ طلب کیا انتظار الدخان نے مہمانون کے واسطے کھانا بھیجا۔ جب کھانے سے فارغ ہوے وزیر نے اسمٰعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراچے کے داہنی جانب اُنکے واسطے خیمہ استادہ کرے۔ جب خیمے کھڑے ہو چکے تو محمود خان و حافظ رحمت خان وزیر سے رخصت ہوے۔ جب ایک گھنٹہ رات گئی وزیر کے حکم سے ایک ہزار مغلون نے ان دونون شخصون کے خیمون کو گھیر لیا۔ جب محمود خان اور حافظ رحمت خان کے نوکرون نے یہ حال دیکھا ہر ایک نے فرداً فرداً جا کر اپنے مالکون سے اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھ دغا کا ارادہ ہو رہا ہے اس لیے نہایت متردد ہو کر اپنے سردارون کو خبر دی۔ کھانڈے راؤ یہ خبر سُنتے ہی بلا اطلاع اپنے والد کے وزیر کے لشکر کو گیا اُسنے دیکھا کہ ایک ہزار مغل سپاہی مہمانون کے خیمے کے گرد ہین فوراً اُسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقون پہ حملہ کر کے انکو منتشر کر دو یہ حکم سُنکر مغل بھاگ کھڑے ہوے۔ سراچے مین پہونچکر کھانڈے راؤ نے دیکھا کہ محمود خان وحافظ رحمت خان مسلح بہ ارادۂ مقابلہ کھڑے ہین۔ کھانڈے راؤ کو دیکھ کر محمود خان نے مسکرا کر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا کہ ہین کسی صورت سے وزیر تک پہونچ جاؤن

خدا نے میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر سپاہی میرے تابع کر دو تاکہ وزیر کو ان کے فریب کا مزہ چکھا دون۔ کھانڈے راؤ نے جواب دیا کہ جب وزیر فقط اپنے ہی بھروسے پر رہ جائینگے تو وہ آپ اپنے کیے کی سزا پائینگے۔ اب تمکو لازم ہے کہ فوراً یہان سے نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹے کے لشکر کو بائین جانب چھوڑ کر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوے۔ جب وہ پٹھانون کے کیمپ کے قریب پہونچگئے تو کھانڈے راؤ نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا۔ کھانڈے راؤ کے واپس آنے کے بعد ملہار راؤ اور آپا سیندھیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تمکو دغا منظور تھی تو ہمکو درمیان مین ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اور کسی قدر سخت کلامی سے گفتگو کی وزیر نے نرمی سے جواب دیا کہ تمھارا کیا خیال ہے کہ بغیر دریافت حال اس قدر سختی سے بات چیت کرتے ہو جو اصل حال ہے وہ علی قلی خان سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہے دریافت کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب علی قلی خان وہان آیا وزیر نے اُس سے کہا کہ انسے کیفیت مفصل بیان کرو۔ اُسنے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیون کو افغانون سے عداوت قلبی ہے مبادا وہ انکو کچھ ضرر پہونچائین اسلیے مین نے وزیر سے مشورہ لیکر ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ مہمانون کے خیمون کے گرد کر دیا تھا۔

وزیر کے حکم سے افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازشش اور اُس کا کھل جانا

جب صلحنامے کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی تب دوسری تدبیر کیگئی ایک شخص شمس آباد کا رہنے والا محبوب عالم نام بڑا ذی علم اور عقیل تھا یہ میر قدرت علی کی سفارش

سے وزیر کے یہان نوکر ہوگیا تھا اُسکی ذہانت کی وجہ سے وزیر اُسکی صلاح کی بڑی قدر
کرتے تھے ایک روز وزیر نے اُس سے کہا کہ مین نے افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش
کی مگر کلام مجید کا مضمون اس موقع پر راست آتا ہے کہ کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة
باذن اللہ۔ تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس سے مین اپنے دشمن پر فتحیاب
ہو سکون۔ سید نے جواب دیا کہ اس کج اندیش کے ذہن مین ایک تدبیر ہے مگر چونکہ
کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہے اور اس خیال سے بھی کہ شاید غلامان حضور
کے پسند نہو عرض نہ کیا۔ وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ مجکو تم پر
اعتبار ہے جو کچھ خیال تمھارے دل مین ہو بلا تکلف وبے خطر بیان کرو تب سید مذکور
نے دریافت کیا کہ آیا حضور کی منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کی ہے یا
کُل قوم افغانان کا قلع وقمع ملحوظ خاطر ہے۔ وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہے
مگر چونکہ دوسرے بھی اُسکے شریک ہین اسلیے مجھے تمام قوم افغانون کا استیصال کرنا پڑا
تب اُسنے پوچھا اگر دوسرے پٹھان احمد خان کو چھوڑ کر حضور کے روبرو حاضر ہون تو
اُنکے واسطے کیا تجویز ہوگا اُنھون نے کہا اُنکے مرتبے وعزت کے مطابق اُن کے ساتھ
سلوک کیا جائے گا جو ذی رتبہ ہین اُنکو رتبہ دجاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کیے جائینگے
اب سید نے عرض کیا کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہ ہے کہ
ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بدستخط ومہر خاص لکھوا دیجیے اور یہ پروانے مجکو
عنایت ہون اور ساتھ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے
سید منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم پہنچا دو کہ حسب تجویز سید محبوب عالم پروانے
تیار کرے اور جب سب تیار ہو چکین سید موصوف کے حوالے کرے۔ میر قدرت علی و سید

محبوب عالم تب رخصت ہو کر منشی کے پاس آئے جب یہ پروانے تیار ہو چکے وزیر کی خدمت
مین بغرض منظوری پیش ہوے۔ بعد ازان میر قدرت علی کے خیمے مین محبوب عالم کے
حوالے کیے گئے ایک شخص حسام الدین نامی گوالیار کا رہنے والا احمد خان کی رفاقت
مین تھا۔ اُسکا مکان شہر گوالیار کے باہر غوث پور مین تھا اُسکے دادا مخدوم ابو الحسن ولی
حضرت محمد غوث گوالیاری کے ہمشیرہ زادے اور داماد تھے۔ اِس حسام الدین کے
ایک چچا کا بیٹا میر معز الدین نام ولد شاہ خطیر الدین گوالیاری بادشاہ کا نوکر اور
اس وقت وزیر کے لشکر مین حاضر تھا۔ میر قدرت علی اُسپر بہت اعتماد رکھتا تھا اور
اُسکی بڑی عزت کرتا تھا سبب اس کا یہ تھا کہ میر قدرت علی سید حسن دانشمند
عالی پوری کی اولاد سے تھا اور یہ سید حسن دانشمند میر حمید الدین کا خلیفہ تھا جو
محمد غوث گوالیاری کے نام سے مشہور تھے۔ اتفاقاً میر معز الدین قدرت علی کے خیمے
مین آیا اور میر محبوب عالم و معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط سے دوستی پیدا
ہو گئی عین گفتگو مین محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچازاد بھائی
ہے اور نہایت دوست بھی ہے محبوب عالم نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو
لکھ بھیجو کہ تمنے احمد خان کی نوکری کیون اختیار کی ہے وہ تھوڑے عرصے مین یا تو
قتل ہو جائے گا یا گرفتار ہو گا اسلیے مصلحت یہی ہے کہ فوراً وہان سے یہان چلے آؤ۔
اور کل اسباب اپنا وہین چھوڑ دو یہان مہیّا ہو رہے گا۔ جس وقت تم یہان پہونچو گے
اُسی وقت وزیر سے ملاقات ہو جائے گی اور تمکو جاگیر و منصب حاصل ہو گا۔
میر معز الدین نے اِس مضمون کا خط لکھ کر محبوب عالم کے حوالے کیا۔ اور محبوب عالم نے
بھی جتنے اُسکے دوست و آشنا مئو شمس آباد کے تھے اُن سب کے نام چٹھیان لکھین اُن

کا مضمون یہ تھا کہ مین نے وزیر سے تمھاری سفارش کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے
کہ سب کے موافق مرتبے کے نوکری و منصب عطا ہوگا اور مین نے مضبوطی کے واسطے
تمسّکہ وزیر کا مُہری لکھوا لیا ہے۔ اسلیے تم کو لازم ہے کہ فوراً وہانسے چلے آؤ۔ سب پروانے
اور اپنے خط اکھٹّا رکھ کر وزیر کے ایک قاصد کے ہاتھ اپنے خاص نوکر بھائی خان
کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو روانہ کیے۔ صاحب داد خان خٹک و محبوب عالم
دونون شمشیر خان چیلے کے پاس نوکر تھے اور یکجائی کے سبب دونون مین بڑی دوستی
ہوگئی تھی۔ گویا ایک جان دو قالب تھے۔ اور اس بھروسے پر محبوب عالم نے اسقدر
جسارت کی تھی۔ بھائی خان خدمتگار صاحبداد خان کے خیمے پر پہونچا اور کل خطوط
و پروانجات اُسکے حوالے کیے اور وہان سے حسام الدین کے خیمے کی طرف چلا
اور پہونچکر معزالدین کا خط حسام الدین کو دیا اور جواب مانگا حسام الدین نے کھولکر
اُس خط کو پڑھا۔ اور یہ جواب دیا۔

"آپ یہ خیال فرماتے ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت مین ہونے سے خوف
مین ہون یہ تصور آپ اپنے دل سے دُور رکھیے۔ نواب احمد خان کے پاس کم و بیش
ایک لاکھ جوان ہین اور یہ سب کے سب بڑے بہادر کفن بردوش۔ لڑنے اور جان دینے پر
تیّار ہین۔ بلکہ جان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہین اور اس پر کمربستہ ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین
یا میدان مین مرین۔ آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو اُسکا مارنا
آسان نہین۔ ع

ہر کہ دست خویشتن از جان بشست | خود بباند و دشمن خود را بکشت
مردہ مے یابد نجات از دست موت | زندہ ہا او را نماید جملہ پشت

بالفرض یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ وزیر تھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اُسکو اسیر یا قتل کرینگے تو اب مین آپ سے پوچھتا ہون کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھون سے خوف مین ہوتے اور مین تمکو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑکر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیّت اس بات کو قبول کرتی کہ باوجود سردار و سیّد ہونے کے جان بچاکر آبرو خاک مین ملا دیتے۔ مین سمجھتا ہون کہ آپ وزیر کا ساتھ چھوڑنا پسند نکرتے ؎ ہر چہ بر خود نمے پسندی بر دیگرے مپسند۔ مجھے آپ معاف رکھیے کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کرسکتا ہون"۔ یہ جواب بھائی خان کے حوالے ہوا۔ اور وہ لیکر صاحبداد خان کے خیمے مین آیا اور اُسنے بھی جواب خط کا دیا۔ اور تحریر کیا کہ "مین نے تمھارے پروانے اور خطوط تقسیم کر دیے جو کچھ اُس کا نتیجہ ہوگا اُس سے بعد کو اطلاع دیجائے گی مین قاصد کو رکھ نہین سکتا ہون کہ اس مین خود آفت مین پڑجاؤنگا۔ اسلیے قاصد کو واپس بھیجتا ہون"۔ قاصد یہ دونون خط لیکر اپنے لشکر کی طرف واپس روانہ ہوا۔ روہیلہ چور جو نواب سید سعد اللہ خان اور نواب احمد خان کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے دزدی و رہزنی مین طاق تھے۔ اب اُنھون نے یہ شیوہ اختیار کیا تھا کہ توپخانے کی داہنی و بائین جانب پوشیدہ رہنے لگے۔ جب رات ہوتی وزیر کے لشکر مین جاتے اور گھوڑا اور اونٹ اور سامان جو کچھ ملتا لوٹ لاتے اور اُسکو بیچکر پھر اپنے مقام معہود مین مخفی جا بیٹھتے تھے اتفاقًا یہ قاصد اُنکے قریب سے ہوکر گذرا۔ اُنھون نے اُسکو گرفتار کر لیا۔ اور نواب احمد خان کے روبرو لائے۔ نواب نے قاصد کو سامنے بُلاکر پوچھا تم کس غرض سے لشکر مین آئے تھے اُس نے جان کے خوف سے کُل حال بیان کردیا اور دونون خط جو اُس کے پاس تھے

حوالے کیے جب نواب احمد خان نے اُن خطوں کو دیکھا اُسنے حسام الدین کو طلب کیا۔ حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو پٹھانوں نے گرفتار کرلیا ہے اور نواب کے روبرو لائے ہین۔ جب حسام الدین روبرو نواب کے آیا نواب نے اُس سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ معز الدین کون شخص ہے جس سے تم خط وکتابت رکھتے ہو اُسنے جواب دیا حضور میرا بھائی ہے تب نواب نے پوچھا کہ اُسنے کیا لکھا تھا حسام الدین نے جواب دیا جو کچھ تحریر کیا تھا حضور کے روبرو ہے اُسکے اعادے کی ضرورت نہین ہے رستم خان بنگش وحاجی سرفراز خان ومستجاب خان اس وقت حاضر تھے اُنکی طرف متوجہ ہوکر احمد خان نے کہا کہ یہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے اسنے حق نمک خوب ادا کیا دیکھو اسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تب احمد خان نے وہ خط بہ آواز بلند پڑھکر سُنایا اُنھون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین وآفرین کی۔ نواب احمد خان نے حسام الدین کی طرف پھر کر کہا کہ جو کچھ تم سے مجھے اُمید تھی وُہی تمنے کیا انشاءاللہ بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ مین تمھین اس صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان وملا سردار خان ودوندے خان وفتح خان وسید احمد کو بلاکر نواب نے تمام حال کہا۔ سید احمد نے عرض کیا کہ میرے ماتحت کے لوگ دامن کوہ سے لے کر پیلی بھیت تک متعین ہین مین اُن کو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی پٹھان بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اُسکو فوراً قتل کرڈالو اور اُس کا اسباب ضبط کرلو اب یہ تمام روہیلہ سردار رخصت ہوے اور احمد خان نے حاجی سرفراز خان کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی۔

تجدید شرائط عہدنامہ و تکمیل صلح

شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ وزیر کے لشکر سے محصورین کو کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا تھا بلکہ محاصرین دقت مین آگئے تھے کیونکہ نہ اُن کو چارہ مل سکتا تھا اور نہ غلّہ آسانی سے میسّر آتا تھا۔ نمک۔ تمباکو اور چراغ کا تیل کبریت احمر کے حکم مین تھا۔ روہیلے کہ پہاڑی آدمی تھے اور پیادہ چلنے کے عادی تھے پہاڑون پر جاتے غلہ لاتے اور آرام سے کھاتے بلکہ تجارت بھی کرتے اور کبھی جنگل کے درختون کی آڑ پکڑ کر مخالف پر باڑھ بھی مار جاتے تھے۔ صفدر جنگ نے تبردارون اور بیلدارون کو حکم دیا کہ جنگل کے درخت کاٹنا شروع کرین جب بڑے بڑے درخت کٹکر گر پڑے تو اور راستہ بند ہونے لگا اور پہلے سے زیادہ روہیلون کو آڑ ہو گئی اور اُنکے لیے یہ قدرتی مورچہ تیّار ہونے لگا۔ محاصرے کی مُدّت کو تین ماہ کا طول ہو گیا۔ صفدر جنگ بھی طول محاصرہ اور مرہٹون کی دراز دستی سے مُول ہو گئے۔ اور اسی زمانے مین کہ ۱۱۶۵ ہجری تھے احمد شاہ دُرّانی نے دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کی اور پنجاب پر پورے قابض ہو گئے مغرب کے بعض راجون نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو لکھا کہ احمد شاہ دُرّانی قوم افاغنہ کی مدد کو آتے ہین اس خبر نے مرہٹون کو بڑے تردد مین ڈالا اور وہ سب مشورے کے واسطے مجتمع ہوے اور متفق الرائے ہوکر وزیر کے پاس گئے اور اُنکو ملامت کر کے کہا کہ تمنے احمد شاہ دُرّانی کی آمد ہم سے ذکر نہ کی اور اس خبر کو ہم سے مخفی رکھا اور اُنھون نے یہ بھی کہا کہ یہ تو بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ ہماری اور تمھاری سپاہ نے مہم کی صعوبت دیکھ کر دل ہار دیا ہے اور عاجز ہو گئی ہین سوا اسکے پہاڑ کے پانی نے اُن مین ایسا اثر

پیدا کر رکھا ہے کہ وہ اکثر مرگ مفاجات سے ہلاک ہوتے ہین چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہے اس سبب سے اُنھین بڑا خوف پھیل رہا ہے۔ اب جو وہ احمد شاہ دُرّانی کی آمد سُنین گے اور بھی پریشان ہونگے اور بھاگنا شروع کرینگے۔ اب وزیر کا کام یہ ہے کہ اس امر کا انصاف کرین ہمارا کام فقط مان لینا ہے۔ وزیر دریاے حیرت مین ڈوب گئے کیونکہ وہ ایسے خطرناک موقع پر حیلہ کرنے سے معذور تھے اس واسطے صلح کی طرف مائل ہوے اور بڑے غور و تامل کے بعد اُنھون نے کہا کہ مین نے اس کا تصفیہ تمھاری راے پر چھوڑا جو تمھاری راے مین آئے سو کرو مرہٹون نے کہا کہ اب تلوار میان مین کرنی چاہیئے اور علی قلی خان کو افاغنہ کے لشکر مین بھیجنا چاہیے کہ وہ جا کر کہے کہ وزیر بہ تعمیل حکم بادشاہ جنگ سے دست بردار ہوے ہین تمکو بھی لازم ہے کہ صلح کر لو۔ احمد خان کو کُل مُلک موروثی اُس کا دیا جاتا ہے اس شرط سے کہ اُسکی عوض وہ تیس لاکھ روپے بطور نذرانے کے داخل کرے اور جب تک یہ روپیہ ادا نہو نصف ملک مکفول رہے یہ شرائط وزیر نے منظور کین اور مرہٹون سے کہا کہ کوئی معتمد آدمی علی قلی خان کے ساتھ ہو ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے اپنے دیوان تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا اور دونون ایلچی روانہ ہوے۔ وزیر سے پوشیدہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے تانتیا سے یہ کہدیا کہ تم احمد خان سے موقع مناسب پر ہماری طرف سے کہدینا کہ جو شرائط علی قلی خان پیش کرے تم بلا رد و کد منظور کر لینا کیونکہ اس وقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے اور ہم تمھارے بہرحال ہواخواہ ہین اور اپنے بیٹے کو ہماری ذمہ داری پر وزیر کے لشکر مین بھیجدو یہ دونون پٹھانون کے لشکر مین پہونچے علی قلی خان نے کہا کہ ہم دونون ایک ساتھ ملاقات کرین مگر گنگا دھر نے کہا کہ تم آج ملاقات کر لو مین کل جاؤنگا علی قلی خان احمد خان

کے پاس گیا ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد معاملے کی گفتگو شروع ہوئی۔ علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ مرہٹوں کا وکیل گنگا دھر کل حاضر ہوگا۔ تانتیا دوسرے روز احمد خان کے پاس گیا اور روہیلہ سردار جمع ہوئے ملا سردار خان کی یہ رائے ہوئی کہ معاملہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کی رائے پر چھوڑنا چاہیے اسپر احمد خان راضی ہوا اور علی قلی خان اور تانتیا کو بلا بھیجا اور اُنسے کہا کہ ہم ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو رضامند رکھنے کے لیے اپنا نصف مُلک تا ادائے نذرانۂ شاہی مکفول کرتے ہین۔ اور شرائط مجوزہ سرداران مرہٹہ کی قبولیت کا خط تحریر کردیا یہ خط تانتیا کے حوالے کیا ایک نقل یہ ہے کہ شرائط تانبے کے دو پتر و پنر کندہ کی گئی تھین جنکو احمد خان اور مرہٹوں نے باہم تبدیل کرلیا۔ معافی نواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے نام تھی اور اقرار تھا کہ جبتک خاندان بنگش کا ایک غلام بھی باقی رہیگا ان سب محال مین مرہٹوں کی طرف سے کسی قسم کی دست اندازی نہوگی اور محمود خان اور حافظ رحمت خان مرہٹوں کے لشکر کو روانہ ہوے اور جب اُنکے لشکر کے قریب پہونچے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا سوار ہوکر تھوڑی دور گئے اور محمود خان اور حافظ رحمت خان کی وزیر سے ملاقات کرائی اور شرائط صلح کی تکمیل ہوگئی یہ بیان آروِن صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے بس عالم شاہی کے مؤلف کا یہ کہنا کہ مرہٹے معاملے کا یکسو ہونا نہین چاہتے تھے تاکہ ان ملکون مین آنے اور مداخلت حاصل ہونے کا ذریعہ باقی رہے درست نہین معلوم ہوتا۔

فرح بخش مین شیو پرشاد نے لکھا ہے کہ جب صفدر جنگ نے صلح کیلیے افغانون کے پاس وکیل بھیجے تو نواب سید سعد اللہ خان کی طرف سے سید احمد عرف شاہ جی میان

صفدر جنگ کے پاس بھیجے گئے یہ شاہ جی میان بڑے نیک خصلت اور عقل و دانش مین ارسطوے زمانہ اور مشہور مردانگی مین یگانہ اور افاغنہ کے پیرزادے تھے اور حضرت سید علی باباکی اولاد مین تھے جو سادات ترمذ سے ہین اور سید معصوم کے والد ہین اور بریلی کے نو محلے والے سیدون کے مورث اعلی ہین۔ اس بات پر صلح ہو گئی کہ احمد خان پچاس لاکھ روپے بابت خرچہ جنگ دے چنانچہ احمد خان نے اسکی ادائی کے واسطے ایک تمسک لکھ دیا صفدر جنگ نے وہ تمسک بعوض اُن روپون کے حوالے کر دیا جو انکو اس فوج کشی اور امداد کے عوض مین دینا ٹھہرا تھا۔

عماد السعادت اور تاریخ شاہیہ نیشاپوریہ مین بیان کیا ہے کہ ملہار راؤ خود نواب احمد خان کے پاس گیا تھا۔ اُسنے احمد خان سے کہا کہ مین تمھارے خیمے مین بیٹھا جاتا ہون تم بے اندیشہ وزیر کے پاس چلے جاؤ احمد خان نے کہا کہ یہ صلاح اور مشورہ طفلانہ ہے مجھے پسند نہین کیونکہ ہندوستان مین وزیر کے قوی دو ہی دشمن ہین ایک پٹھان دوسرے مرہٹے جب کہ مین وہان جاؤنگا اور وزیر نے مجکو مروا ڈالا تو تمکو میرے آدمی مار ڈالینگے اس صورت مین وزیر کو عجیب راحت حاصل ہو گی ایک طرف مرہٹے بے سر و پا ہو کر بھاگ جائینگے دوسری طرف پٹھان جنگل مین سر مارتے پھرینگے پس بہتر صلاح یہ ہے کہ ادھر سے میرا بیٹا محمود خان وزیر کے پاس چلا جائے اُدھر سے تمھارا بیٹا کھانڈے راؤ محمود خان کے عوض میرے لشکر مین آکر بیٹھ جائے۔ اگر محمود خان سلامت لوٹ آیا تو کھانڈے راؤ تمھارے پاس پہونچ جائے گا اور اگر وزیر نے محمود خان کو قید کر دیا یا مار ڈالا تو تم کھانڈے راؤ سے دست بردار ہو جانا۔ انتہا یہ ہے کہ میرے اور تمھارے دو قطرہ منی ضائع ہو جائینگے مین اور تم دونون تو

زندہ رہینگے۔ ملہار راؤ نے یہ صلاح پسند کی اور اپنے بیٹے کھانڈے راؤ کو احمد خان کے خیمے مین بٹھا کر محمود خان کو وزیر کے پاس پہونچا دیا۔ میرے نزدیک اس واقعہ کے متعلق آردن صاحب کا بیان زیادہ قابل اعتماد ہے اسلیے کہ اُنھون نے حسام الدین کی تاریخ سے لیا ہے اور وہ محاصرۂ الہ آباد و جنگ روہیلکھنڈ و محاصرۂ کمایون کے موقعون پر احمد خان کے ساتھ موجود تھا اور اُسنے حالات بہت مفصل اور دلچسپ اور چشم دید لکھے ہین۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر مین بیان کیا ہے کہ اس عہدنامے پر صلح کی گئی کہ روہیلون کی جانب سے پچاس لاکھ روپے ہرجۂ جنگ کے ادا کیے جائین اور پانچ لاکھ روپے سالانہ خراج کے بے قیل وقال داخل کرتے ہین اس عہدنامے پر سب رئیسون نے دستخط کیے اور عہدنامہ مکمل ہوکر مرہٹون کے سپرد کیا گیا کیونکہ صفدر جنگ نے ہنگام فوج کشی اتنے روپون کے دینے کا اُنسے وعدہ کیا تھا مرہٹون کو یہ سند دیکر اقرار لیا گیا کہ ہنگام ضرورت پھر مدد دینا پڑے گی۔ مگر وہ اس بار ایسے پریشان معلوم ہوتے تھے کہ شاید دوبارہ روہیلکھنڈ کی جانب مُنھ نکرین۔ عہدنامۂ چلکیا کے مرتب ہو جانے کے بعد صفدر جنگ نے نواب سید سعد اللہ خان کے مدار المہام سے ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ روہیلے کبھی کسی وقت مین پرگنہ پورنپور اور سنہا پر قبضہ نکرنے پائین اس عہدنامے پر دستخط ہونے کے بعد حافظ رحمت خان اور محمود خان پٹھانون کے مورچون کو واپس آئے اور صفدر جنگ کا مُہری عہدنامہ لوگون کو دکھایا۔ دوسرے روز حافظ صاحب نواب سید سعد اللہ خان کے حکم سے صفدر جنگ کے پاس گئے اور اُنسے کہا کہ اب یہان سے کوچ کرنا چاہیے۔ اُنھون نے جواب دیا کہ ہم کل صبح یہان سے روانہ ہونگے

اور تمکو اپنے ساتھ شاہجہان پور تک لیجائینگے اور کہا کہ احمد خان اور روہیلون سے
کہدو کہ وہ ہمارے لشکر کے کوچ سے دو دن بعد اپنے وطن کو روانہ ہون حافظ صاحب
روہیلون کو مطمئن کرکے دوسرے دن صبح کو چار سو جوانون کے ساتھ صفدر جنگ
کے لشکر مین آگئے اُسی دن صفدر جنگ کا کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے
وہ دریاے گنگا کے کنارے پر پہونچے اور یہان اُنھون نے ملہار راؤ اور آپاسیندھیا
کو قنوج جانے کا حکم دیا۔ خود محمود خان اور حافظ رحمت خان کو لیے ہوے لکھنؤ
کی طرف روانہ ہوے۔ اُن سے صفدر جنگ نے کہا کہ جب معاملے کی تکمیل ہو جائیگی
تو مین تمکو رخصت کرونگا بموجب حکم کے مرہٹے دریاے گنگا کو عبور کرکے قنوج مین
مُقیم ہوے لیکن گنگا دھر مع دس ہزار سوار کے محمود خان کے ساتھ رہا وزیر کی
روانگی کے دُو روز بعد نواب احمد خان اور نواب سیّد سعد اللہ خان دامن کوہ
سے نکلکر اُس مقام پر خیمہ زن ہوے جہان وزیر کی فوج قائم تھی اور منزل بمنزل
کوچ کرکے آنولے مین پہونچے احمد خان چند روز یہان ٹھہر کر فرخ آباد کو چلا گیا۔
صفدر جنگ نے راہ مین حافظ صاحب کی بہت خاطر کی دونون وقت اُن کو
دعوت بھیجتے اور اکثر اپنے دسترخوان پر بھی شریک طعام کرتے اور کہتے تھے کہ مین نے
افغانستانیون مین ایسا لائق آدمی کبھی نہین دیکھا۔ جب شاہجہان پور پہونچے
تو صفدر جنگ سے حافظ صاحب نے رخصت چاہی کہا کہ ابھی ٹھہرو اور شاہجہانپور
سے آگے کو روانہ ہوے اور اُن پر صفدر جنگ زیادہ مہربانی کرنے لگے اور راستے
مین اُن کو برادر کے لفظ کے ساتھ مخاطب کرتے۔ اور بعد اُس کے جب کبھی حافظ صاحب
کو خط بھیجتے اُس مین یہی لفظ لکھتے۔ موہانپور مین پہونچکر وزیر نے حافظ صاحب

اور محمود خان کو رخصت کیا۔ محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ عنایت کیا بعد ازان اُسکے والد کا مُلک بحال کر دیا اور اُسکو قائم جنگ کا خطاب بھی دیا۔ اور حافظ رحمت خان کو بھی خلعت دیا جسکے ساتھ مالاے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع اور شمشیر اور سپر اور گھوڑا زیور نقرئی کے ساتھ اور فیل سامان نقرئی اور زربفت کی جھول کے ساتھ تھے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو خلعت دینے کے بعد وزیر نے تانتیا کو سند اس بات کی دی کہ تا ادا ے نذرانہ شاہی نواب احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کرے۔ کیونکہ صفدر جنگ مرہٹون کے تیس لاکھ روپے کے مقروض تھے اور بعض کہتے ہین کہ اسّی لاکھ روپے کے اور یہ قرضہ بابت اُس نوکری کے تھا جو اُنھون نے اس زمانے مین کی تھی۔ بار اِس قرضے کا احمد خان کے دوش پر ڈالا گیا۔ اور اُس کی ادا کی ضمانت کے واسطے منجملہ ۳۳ محال کے مُلک فرخ آباد کے ساڑھے سولہا محال مرہٹون کے قبضے مین کر دیے گئے۔ صفدر جنگ کو بجز اِس خوشی کے کہ اپنے دشمن کو تباہ کیا ہے اور کچھ حاصل نہوا۔ محمود خان و تانتیا رخصت ہوکر جانب فرخ آباد روانہ ہوے اور حافظ رحمت خان آنولے کو چلے گئے۔

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ پٹھانون کے ممالک کی لوٹ سے مرہٹون کے ہاتھ دو کروڑ روپے لگے تھے اور کروڑ روپے وزیر سے بابت مددوہی جو ٹھہرے تھے وہ ملے اور پچاس لاکھ روپے وزیر نے انعام کے دیے اور پچاس لاکھ روپے پٹھانون سے ملے۔ یہ شخص تاریخی واقعات اور روپے کے معاملات سے کتنا ناتجربہ کار معلوم ہوتا ہے۔

صفدر جنگ کا جاوید خان خواجہ سرا کے ساتھ دغا کر کے اُس کو قتل کر ڈالنا

سیر المتاخرین اور خزانۂ عامرہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کو شاہ دُرّانی کے حملّے نے ہلا دیا۔ اُمرائے حضور نے صفدر جنگ کو کہ اپنے صوبۂ اودھ مین تھے نہایت الحاح سے متواتر تحریر کیا کہ ملہار راؤ ہلکر اور سیندھیا کی فوج کو ساتھ لے کر بہت جلد دلی مین آجائین اور دشمن کی مدافعت مین کوشش کرین۔ وزیر لکھنؤ سے قنوج گئے اور وہان سے مرہٹون کو بہت سے روپے کے وعدے پر ہمراہ لے کر براہ اٹاوہ دلی کی طرف روانہ ہوے۔ مگر وہ ابھی دلی نہ پہونچے تھے کہ احمد شاہ دُرّانی پنجاب پر پورے قابض ہو گئے اور اُنھون نے ایک ایلچی اس غرض سے روانہ کیا کہ شاہ ہندوستان سے اس صوبے کو حسب ضابطہ حاصل کرین۔ احمد شاہ دُرّانی کی درخواست اُس نقصان کے خوف سے فی الفور منظور ہو گئی جسکو نادر شاہ کے ہاتھون سے اُٹھایا تھا اور ابتک اُسکی یاد باقی تھی اور جبکہ صفدر جنگ مرہٹون کو لیکر ماہ رجب ۱۱۶۵ہجری مین دلی پہونچے تو اُنھون نے اس انتظام یعنی پنجاب کی تفویض کو کامل پایا۔ اُنھون نے پنجاب کی تفویض کو اپنی شکایت کا بہانہ ٹھہرایا جسکو بادشاہ کی بڑی بے عزتی کا باعث بتایا تھا اور حقیقت مین ناراضی کے اسباب اور وجوہ تھے چنانچہ اُن مین سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جب وہ روہیلکھنڈ مین گئے تھے تو اُن کا رُعب و داب عین دربار مین جاوید خان نامی خواجہ سرا مخاطب بہ نواب بہادر کو حاصل ہوا تھا جسپر احمد شاہ اور اُنکی مان دونون نہایت مہربان تھے صفدر جنگ

نے آزردہ ہوکر کہلا بھیجا کہ ہم ہلکر کو بموجب تمہارے لکھنے کے بہت سے روپون کے وعدے پر ہمراہ لائے ہین اب اُسکا تقاضا ہے یہ کہکر کثرت بے دماغی سے شہر مین بھی نہ گھُسے۔ شہر کے باہر جمنا کے کنارے قیام گزین ہوے۔ امیرالامرا نواب غازی الدین خان فیروز جنگ خلف کلان نظام الملک آصف جاہ ناصر جنگ کے ۱۷ محرم سنہ ۱۱۶۴ ہجری کو مارے جانے کی وجہ سے صوبہ دکن کی خدمت وسند کا مستدعی تھا اور امرا ے دربار بدون پیش کش کے منظور نکرتے تھے۔ اب اس وقت مین اُس نے موقع پاکر بادشاہ و اُمرا سے عرض کیا کہ اگر بلا پیش کش دکن کی صوبہ داری بندے کو عنایت ہو تو جس طرح سے ہوسکے گا ہلکر کو راضی کرلونگا بادشاہ وامرا نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور صوبہ داری دکن کی سند لکھدی۔ فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدین خان کو جو عماد الملک کے نام سے مشہور ہوا اور اُس وقت اُس کی عمر سولھا سال کی تھی لیکر صفدر جنگ کے پاس آیا اور اُنکے سپرد کرکے ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین خود دکن کو چلا گیا۔ ہلکر کو ساتھ لے گیا بعد جانے فیروز جنگ اور ہلکر کے وزیرالممالک غرۂ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوے۔ صفدر جنگ نواب بہادر جاوید خان کے اقتدار سے نہایت آزردہ تھے۔ خاصکر اپنی آزردگی کا یہ بہانہ قائم کیا تھا کہ اِس شخص نے ابدالی سے صلح کرلی اور بادشاہ سے لاہور و ملتان اُن کو دلادیا اور منجملہ وجوہ رنج کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ نے نواب بہادر اپنی والدہ کی ترغیب سے اپنے ماموں مان خان قوال کو ششش[ل] ہزاری منصب و معتقدالدولہ بہادر خطاب عطا کیا۔ اور اسباب امارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت کیا

[ل] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

اُسنے اس عروج کو پہونچکر اُمرا کی ہمسری شروع کی۔ وزیرالممالک اس بات سے نہایت دل تنگ ہوے۔ اور نواب بہادر کی طرف سے دل مین بہت بغض رکھنے لگے گو ظاہر مین اُسکی خاطر کرتے تھے۔ نواب بہادر اُمورات سلطنت پر بالکل مُسلّط تھا بادشاہ کے زبانی احکام وہی جاری کرتا تھا۔ انھین دنون عبدالمجید خان مجدالدولہ دیوان خالصہ مرگیا۔ نواب بہادر نے چاہا کہ اُس کا مال و اسباب ضبط سرکار ہوجائے وزیر کی مرضی تھی کہ اس بارے مین معافی کا حکم جاری ہو۔ اس معاملے مین گفتگو نے بہت طول پکڑا اور اُس کا گھر ضبط ہوگیا۔ اور نفاق و غبار دونون کے دلون مین اب بہت بڑھ گیا۔ صفدر جنگ نے جبکہ یہ سوچا کہ میری موجودگی پر بھی میری بات نہ سنبھلی تو اُنھون نے وہ بُری طرز اختیار کی جو دلّی کے گلی کوچون مین طشت ازبام ہوگئی یعنی اُنھون نے نواب بہادر کے قتل کرلینے کی ٹھان لی تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ نے اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لیے اوّل سورج مل جاٹ کو بھاری فوج کے ساتھ ممالک محروسہ کا بندوبست کرنے کے حیلے سے اپنے پاس بلایا کہ اگر کوئی بادشاہی ملازم یا نواب بہادر کا رفیق شورش کرے تو راجہ اُسکا تدارک کرے۔ بعد اسکے نواب بہادر کو پیام رفع آزردگی کا دیکر اُسکے دل کو فی الجملہ اپنی طرف سے مطمئن کرلیا جب اُس کو اِس طرح غفلت مین ڈالدیا تو بتقریب تصفیہ دعوت کے لیے اُسکو اپنے گھر بلایا اور یہ دعوت ۲۷ شوال[1] یوم جمعرات ۱۱۶۵ ہجری کو داراشاہ کی حویلی مین مچھی بھون نامی مکان مین ترتیب دی وزیر نے اپنے معتمدون کو اس حویلی مین احتیاطاً جابجا متعین کردیا اور اندر اور باہر اپنے آدمیون کو

[1] دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

شال بندھوا کر کھڑا کر دیا۔ اور بڑی تیاری کی۔ نواب بہادر نے اس تیاری کو اپنی نہایت خاطر داری پر حمل کیا اور وقت پر جانے کو تیار ہوا۔ بعض دوستون نے منع کیا۔ اُسنے کسی کا کہنا نہ مانا اور بے تامل سوار ہو کر وزیر کے گھر پہونچا۔ وزیر نے چند قدم پیشوائی کرکے کمال گرمجوشی ظاہر کی اور مُتکلف کھانا کھلایا۔ بعد فراغت طعام کے وزیر اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے کر اُمور ملکی مین مشورے کے بہانے سے خلوت مین گئے بعض نے یہان تہ خانہ لکھا ہے۔ جون ہی کہ پردہ اُٹھایا اور اندر قدم رکھا۔ وزیر اول دو تین حرف کنائے کے زبان پر لائے اور پھر نواب بہادر کو بادشاہی معاملات مین دخل دینے پر چند باتین سختی سے کہکر ابھی بیٹھے بھی نہ تھے کہ رفع حاجت کے بہانے سے اپنے زنانے مین چلے گئے[۱]۔ اُس وقت علی بیگ خان اور دوسرے مُغل اندر آئے اور نواب بہادر کو علی بیگ خان نسقچی[۲] نے جسکا خطاب شتاب جنگ ہے چھُری سے ہلاک کیا اور سر کاٹ کر دروازے کے باہر ڈالدیا اُسکی سواری کی جلو کے سوار و پیادے یہ حال دیکھ کر بھاگ گئے۔ اور دو تین دن کے بعد اُسکی لاش متصل روضۂ مُقدس شاہ مردان جہان اُن کے پنجۂ مبارک (اور بقولے قدم مبارک) کا نقش تھا دفن کر دی گئی[۳] اور فرح بخش مین شیو پرشاد نے کہا ہے کہ نواب بہادر کا سر کاٹکر دریائے جمنا مین پھینکدیا جو حویلی کے تلے بہتا ہے۔ مرآت آفتاب نما مین اس واقعہ کا مادۂ تاریخ فساد عظیم لکھا ہے اور ہم سابق اس سے بیان کر چکے ہین کہ طبقات الشعرا مین یہ مادہ افاغنہ کے کوہ کما ؤن مین پناہ لینے کی تاریخ بتایا ہے بہر صورت دونون

---

[۱] مرآت آفتاب نما ۱۲

[۲] [۳] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

ایک ہی سال کے حادثے ہین اس لیے فساد عظیم دونون کی تاریخ ہوسکتا ہے۔
صفدر جنگ کے اس فعل سے بادشاہ دل مین بہت برہم ہوے مگر بظاہر کوئی خفگی
ظاہر نہ کی بلکہ زیادہ عزت کرنے لگے اور موقع کے منتظر تھے۔ لیکن جبکہ نواب
قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ نے نواب بہادر کے قتل پر ناخوشی ظاہر کی توصفدر جنگ
نے کہلا بھیجا کہ اس معاملے مین میرا کوئی قصور نہین حکیم عبد الشافی خان نے
بادشاہ کا یہ پیام مجھے دیا تھا کہ جاوید خان کا دفع اور قتل کرنا بہتر ہے۔ انھون نے
حکیم عبد الشافی کو علیحدہ کر دیا اور حکیم اکمل خان کو معالج قرار دیا۔

فیروز جنگ کی وفات کے بعد نواب صفدر جنگ کا اُسکے بیٹے کو امیر الامرائی کا منصب دلانا اور ضبطی سے اُسکے گھر بار کو بچانا

فیروز جنگ آخری ذی القعدہ ۱۱۶۵ ہجری مین اورنگ آباد پہونچ گیا اور
۷ ذی الحجہ سنہ مذکور کو دکن ہی مین مرگ مفاجات سے مرگیا اُس کے تابوت کو اُس
کے رفقا نے دلی مین پہونچایا اور اُس کا متروکہ نقد و جنس جو کروڑ روپے سے زیادہ
کا سمجھا گیا تھا اُسکے بیٹے شہاب الدین خان کے حوالے کر دیا۔ شہاب الدین خان
کا باپ جب سے راہی دکن ہوا تھا وہ صفدر جنگ کے حضور مین حاضر ہوا کرتا تھا اور
اپنے حقیقی ماموں انتظام الدولہ خان خانان سے زیادہ تعلق نہین رکھتا تھا۔ اسوجہ
سے صفدر جنگ کے دل مین شہاب الدین خان کی طرف سے بہت گنجائش ہوگئی

تھی اور اُس پر نہایت مہربانی کرتے تھے۔ فیروز جنگ کے واقعۂ وفات کے بعد انتظام الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شہاب الدین کو قید کرکے اُس کا گھر ضبط کرلین۔ بادشاہ بھی اِس صلاح پر آمادہ ہوگئے۔ عاقبت محمود خان کشمیری شہاب الدین کا اتالیق جلدی سے راجہ لچھمی نراین کے پاس آیا اور بادشاہ کے ارادے سے باغوائے انتظام الدولہ واقف کیا اُسنے صلاح دی کہ شہاب الدین کے لیے یہی بہتر ہے کہ وزیر الممالک صفدر جنگ کی خدمت مین پہونچکر تمام حال اُن سے عرض کرے۔ یقین کلی ہے کہ وہ بخوبی تدارک کرینگے مین یہان سے دربار کو جاتا ہون تم اُدھر سے اُسے لیکر آو۔ عاقبت محمود خان شہاب الدین کو ساتھ لے کر صفدر جنگ کے دربار مین گیا اور لچھمی نراین بھی وہان پہونچ گیا۔ جب شہاب الدین یہان آیا تو صفدر جنگ نے اپنی عدم حاضری کا تعزیت کے لیے عذر بیان کرنا شروع کیا۔ شہاب الدین نے کہا کہ مین خود آپکے پاس تعزیت کے لیے حاضر ہوا ہون کیونکہ آپکے بھائی نے قضا کی سوائے اسکے کہ میرا چچا مر گیا مجھے کوئی اور غم نہین۔ آپکو خدا سلامت رکھے آپ میرے مربی موجود ہین۔ نواب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور شہاب الدین کو گلے سے لگاکر تسلّی کی اور فرمایا تم اطمینان سے اپنی حویلی مین بیٹھے رہو مین تم کو شجاع الدولہ سے زیادہ سمجھون گا۔ ایک آنکھ میری تم ہوا اور دوسری شجاع الدولہ ہے یہ بات کہکر شہاب الدین کو رخصت کردیا اور خود سوار ہوکر بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور عرض کیا کہ آصف جاہ نے محمد شاہ کے عہد مین خدمات نمایان کی ہین اور فیروز جنگ بھی ہمیشہ مراسم غلامی بجالاتا تھا۔ اب شہاب الدین اُس کا بیٹا بھی اِس بات کا اُمیدوار ہے کہ اپنے باپ دادا کی طرح حضور کے سایۂ مرحمت مین

پرورش پاکر خدمات انجام دے پس حضور کی شان کے شایان یہ امر ہے کہ اُسکو خلعت میر بخشی گری اور خطاب امیر الامرائی مرحمت کیا جائے۔ بادشاہ غضبناک ہوکر کہنے لگے کہ تم کو یہ نہین معلوم کہ یہ لوگ سلطنت کے مخرب ہین۔ اُنھون نے سلطنت کے پُرزے ڈھیلے کرنا چاہے تھے۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ شجاع الدولہ کو خلعت میر بخشی گری دیا جائے تم ہمارے خیر خواہ ہو تمنے ہماری رضا کے خلاف یہ بات کیون عرض کی صفدر جنگ نے کہا میری کیا مجال تھی کہ حضور کی مرضی کے خلاف کوئی بات عرض کرتا لیکن کیا کرون کہ میر شہاب الدین کا باپ دکن کی روانگی کے وقت اُسکا ہاتھ میرے ہاتھ مین دیکر روانہ ہوا تھا اور فدوی نے اُسکو اپنا فرزند قرار دیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام تفضلات شجاع الدولہ کے حال پر میری خاطر سے ہین۔ اسلیے اُمیدوار ہون کہ میر مذکور کو بھی غلام کا فرزند تصور کر کے خلعت میر بخشی گری عطا ہو جائے بادشاہ نے صفدر جنگ کی خاطر سے خلعت امیر الامرائی کا اُسکو مرحمت کیا تواریخ مین یہانتک مذکور ہے کہ نواب شجاع الدولہ کی ماں شہاب الدین کو گھر مین طلب کر کے اُس سے پردہ نہین کرتی تھین۔

صفدر جنگ کا انتظام الدولہ کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش مین کامیاب نہونا۔ بادشاہ کا صفدر جنگ سے توپخانے کی خدمت نکال لینا۔ بادشاہ اور صفدر جنگ مین علانیہ مخالفت ہونا

صفدر جنگ جاوید خان کے مار ڈالنے اور فیروز جنگ کے دکن کو جانے اور وہان

تسلط حاصل کر لینے کی وجہ سے دل مین بہت دغدغہ رکھتے تھے۔ مگر جبکہ فیروز جنگ
کا انتقال ہو گیا تو وزیر کو فی الجملہ اطمینان حاصل ہوا۔ مگر انتظام الدولہ خانخانان
خلف قمر الدین خان وزیر محمد شاہ کو جو اقتدار دربار شاہی مین حاصل تھا وہ بھی
اُنکی نظرون مین کھٹکتا تھا۔ اب صفدر جنگ اس فکر مین پڑے کہ انتظام الدولہ
کو بھی بیچ مین سے اُٹھا دینا چاہیے اور یہ کام اُنھون نے انتظام الدولہ کو غفلت
مین ڈالکر انجام دینا چاہا اور اُسکی رضاجوئی کرکے یہ پیام دیا کہ مجھ سے تنہا سلطنت
کا بار عظیم نہین اُٹھ سکے گا جب تک کوئی لائق فائق تمھاری طرح آدمی مدد نکرتا رہے
تم میرے گھر کو اپنا گھر تصور کرکے بے تکلف یہان آؤ اور ہمارے شریک ہوکر سلطنت
کے کامون کا بوجھ اُٹھاؤ۔ انتظام الدولہ نے بھی جواب باصواب مناسب حال
کہلا بھیجا اور اس بات کی تحریک کی بُنیاد اصل مین یہ تھی کہ نواب بہادر کے مارے
جانے کے بعد بادشاہ وزیر الممالک سے دل مین متنفر ہو گئے تھے اور اُن کی توجہ
انتظام الدولہ کی طرف تھی اور یہ چاہتے تھے کہ صفدر جنگ سے کام نکالکر اُسکے سپرد
کیے جائین حالانکہ اس وقت مین انتظام الدولہ نے چوب چینی پینے کا بہانہ کرکے
دربار کی آمد ورفت کم کر دی تھی اس خیال سے کہ تمام قلعہ مین وزیر کا انتظام تھا۔
بادشاہ ایک دن اپنے جلسے مین یہ کہہ بیٹھے کہ غسل خانے اور دیوان خانے کی خدمت
دوسرے خانہ زادون کا حق ہے وزیر الممالک کے لیے دیوانی کل اور منصب وزارت
کم نہین۔ یہ جزوی کام وزارت کے علاوہ اُنکے پاس رہنا مناسب نہین بادشاہ
کی یہ تقریر وزیر تک پہونچگئی اور اُس دن سے اُن کے مزاج مین بڑا خلل پیدا ہو گیا
آخرکار بادشاہ نے اپنی والدہ اور انتظام الدولہ اور شہاب الدین خان کے مشورے

سے صفدر جنگ کو پیام دیا کہ توپخانہ اور غسل خانہ ہمارے اختیار پر چھوڑ دو کار وزارت اپنے متعلق رکھو۔ صفدر جنگ نے بادشاہ کے تیور بدلے ہوے دیکھ کر دربار کی آمدورفت موقوف کر دی احمد شاہ نے تالیف قلب کے لیے دلجوئی کی اور ایک مرتبہ انکی حویلی پر جاکر عذر خواہ ہوے مگر کچھ مفید نہوا۔ وزیر نے اپنے کام کی سرسبزی کی تجویز ان دو باتون مین سوچی کہ یا تو انتظام الدولہ کو عدم آباد بھیجدیا جائے۔ یا اُسکو اپنے ساتھ موافق کرلیا جائے۔ ایکدن انتظام الدولہ صفدر جنگ کی حویلی پر جانے کو تیار ہوا مگر یعقوب خان کا انتظار تھا یہ یعقوب خان اُس حیدر بیگ خان کا بیٹا تھا جسنے امیر الامرا حسین علی خان کو سعادت خان برہان الملک کے ایما سے قتل کیا تھا یعقوب خان آیا اور تھوڑی سی دیر بیٹھکر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھر جانے کیلیے اجازت مانگی انتظام الدولہ اس بات سے متعجب ہوا اور کہا کہ آج ہم وزیر کے ان جانے کا ارادہ رکھتے ہین تم کس وجہ سے جلدی رخصت چاہتے ہو۔ اُسنے جواب دیا کہ وہان کئی ہزار تیغ و خنجر آپکے انتظار مین ہین جو مین آپ وہان گئے وہ معاملہ آپ کے ساتھ بھی ہوگا جو نواب بہادر کے ساتھ ظہور مین آیا۔ جب تک کہ آپ کا بندوبست نہو جائے وہان جانا ہرگز مناسب نہین اس بات نے انتظام الدولہ کے دل مین بہت تاثیر کی اور وزیر کے گھر جانے کا ارادہ فسخ کیا اور وزیر کی خدمت مین عذر کہلا بھیجا۔ وزیر کو اس وجہ سے اصرار پیدا ہوگیا اور اُنھون نے مکرر پیام دیا کہ آپ ضرور آئیے اور ایسے پیام وسلام کی کئی دن تک گرما گرمی ہی آخر وزیر نے علی قلی خان چھنگا کو کہ مرد دانا اور شیرین تقریر تھا اس بات پر مقرر کیا کہ جیسے بنے انتظام الدولہ کو پھسلا کر اُنکو یہان لائے۔ جب کہ اُسکی تقریر نے بھی کام نہ دیا اور انتظام الدولہ

وزیر کے ہان جانے پر آمادہ نہوا۔ تو عماد الملک میر بخشی کو جو انتظام الدولہ کا بھانجا
تھا وزیر نے انتظام الدولہ کے پاس بھیجا کہ تم اپنے ماموں کا اطمینان کر کے یہان
لاؤ۔ مغرب کا وقت تھا کہ عماد الملک انتظام الدولہ کی حویلی پر پہونچا۔ دونون
ماموں بھانجوں مین مشورہ ہو کر ایک معذرت نامہ انتظام الدولہ نے وزیر کو
لطائف الحیل کے ساتھ لکھ کر بھجوا دیا۔ اب انتظام الدولہ نے وزیر کے شر سے بچنے
کے لیے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے ایک خواجہ سرا کو جو دو ہزار پیادہ و سوار کا افسر تھا
ایک عرضی بادشاہ کے لیے دی جس کا مضمون یہ تھا کہ آج شب کو حضور کی خدمت مبارک
مین کچھ عرض کرنا ہے امید وار ہون کہ تسبیح خانے مین حاضر ہونے کی اجازت بخشی جائے
قدیم سے یہ دستور تھا کہ جب مجرائی رخصت ہو جاتے پھر اگر کسی کو ضرورت قلعہ مین
حاضری کی پیش آتی تو قلعدار سے کہتا۔ اور وہ اول عرضی اُس شخص کے اندر آنے کی
اجازت حاصل کرنے کے لیے بادشاہ کو پیش کرتا اگر اجازت ہو جاتی تو ایک یا دو آدمیون
کے ساتھ اُس کو قلعہ مین بُلا لیا جاتا۔ اُس وقت مین موسوی خان چار سو آدمیون کے ساتھ
وزیر کی جانب سے قلعہ مین نائب تھا اور وہ اس قاعدے سے ناواقف تھا اُسنے
بغیر عرض کرنے اور اجازت لینے کے خواجہ سرا کے لیے قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ اور یہ
وہ تمام ہمراہیون کے ساتھ قلعہ مین گھس گیا دربار مین جس قدر خواجہ سرا اور
خدمتگار اور ناظر حاضر تھے اُنھون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آج تک ایسی گستاخی
کبھی نہین ہوئی کہ کوئی بغیر اجازت اقدس کے قلعہ مین قدم رکھ سکے اس وجہ سے
بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ انتظام الدولہ کے خواجہ سرا اور وزیر کے نائب
کو یہان سے مار کر نکالدو اور کوئی عذر مت سنو بادشاہی نوکر قلعہ دار کی مداخلت سے

بیحد تنگ تھے اُنھون نے اس حکم کو بہت غنیمت جانا اور صفدر جنگ کے نوکرون کو مع قلعدار کے قلعہ سے نکالدیا اُن کا کوئی آدمی قلعہ مین باقی نرہا جبکہ یہ سانحہ شہر مین مشہور ہوا تو ہر ایک منصبدار اور بادشاہی امیر تیار ہو کر قلعہ مین آگیا یہان تک کہ ایک بھاری جمعیت قلعہ مین اسی رات فراہم ہو گئی اور قلعہ کے دروازون کا انتظام کر لیا صفدر جنگ کو اس وجہ سے بہت ملال ہوا۔ اور تین دن تک یہ خبر شہر مین اُڑتی رہی کہ صفدر جنگ انتظام الدولہ کی حویلی پر حملہ کرینگے اور اُنکے دروازے پر صبح سے شام تک سپاہ ہنگامہ آرائی کے لیے جمع رہتی تھی اس عرصے مین انتظام الدولہ کی حویلی پر بہت سے ہواخواہ جمع ہو گئے اور منصبدارون کی ایک بھاری جماعت قلعہ شاہی کی حفاظت کے لیے بھی تیار ہو گئی اس لیے اب حملہ کرنا صفدر جنگ کے قابو مین نرہا۔ یہ بیان تاریخ مظفری کے موافق ہے

عالم شاہی مین یون لکھا ہے کہ ایک دن آدھی رات کے وقت صفدر جنگ نے تمکین خواجہ سرا کو مسلح جماعت کے ساتھ قلعہ مین بھیجا اُسنے نواب ناظر ادراف خان سے کہا کہ اس وقت ایک ضروری بات بادشاہ سے بالمشافہ عرض کرنی ہے نواب ناظر نے فراست سے اُسکے ارادۂ فاسد کو تاڑ لیا اور جواب دیا کہ ہم غلامون کو ایسے بے وقت بادشاہ کو تکلیف دینے کی مجال نہین دونون مین سخت کلامی اور حجت ہوئی نواب ناظر نے اپنے ہمراہیون کو حکم دیا جنھون نے تمکین کو مع اُسکی جمیعت کے دیوانخانے سے نکالدیا۔ صبح کو یہ بات تمام مین پھیل گئی۔ بادشاہ نے دیوان عام مین آکر دربار کیا اور حکم دیا کہ صفدر جنگ کے آدمیون کو یہان سے نکالدو چنانچہ تعمیل ہوئی۔

مآثر الامرا مین بیان کیا ہے کہ وزیر خود دوسرے دن بادشاہ کی خدمت مین بحالی میر آتشی کے عہدے کے لیے گئے اور بہت اصرار کیا مگر بادشاہ نے نہ مانا اور فرمایا کہ دوسرا تعلقہ چاہو اور وہ کام خاندوران کے بیٹے کے سپرد کر دیا۔

سیر المتاخرین وغیرہ مین صفدر جنگ کے آدمیون کے قلعہ مین سے نکالنے کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے جسکا حال آگے چلکر معلوم ہوگا۔

اس مین شک نہین کہ بادشاہ اور صفدر جنگ مین کئی مہینے تک سوال وجواب ہوتے رہے ماہ جمادی الاخرے ۱۱۶۶ھ ہجری سے کدورت ظاہر ہونے لگی جب چھ مہینے اس سال کے گذرے تو طرح طرح کے حادثے ظہور پکڑنے لگے۔ صفدر جنگ اس منصوبے مین تھے کہ کونسی چال چلیے۔ کیونکہ بادشاہ سے مقابل ہونا نامناسب جانتے تھے اور اپنی زندگی بھی دشمنون مین مشکل خیال کرتے تھے۔ عماد الملک بھی اس وقت مین انتظام الدولہ کے پھندون مین گھس گیا وزیر سے آنکھ چرا لی حقیقت[1] یہ ہے کہ وزیر موصوف جرأت وعقل نہین رکھتے تھے اور نہ اُنکے پاس اچھے صلاح کار تھے ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن تقدیر نے تو آنکھین اندھی کر دی تھین۔ اس سے پیشتر تم پڑھ چکے ہو کہ جب عماد الملک کا باپ دکن مین مر گیا تو صفدر جنگ نے اُسکی مدد کر کے بادشاہ سے اُس کو موروثی امیر الامرائی دلادی اور اُس نے اس وقت مین صفدر جنگ سے دغا کی ابو المنصور خان نے اس موقع پر بہت افسوس کے ساتھ یہ مصرع پڑھا ؎

طفل دامن گیر ما آخر گریبان گیر شد

---

[1] یہ قول مولف سیر المتاخرین کا ہے ۱۲

وزیر کے مخالفون نے بادشاہ کے یہ بات ذہن نشین کر دی کہ صفدر جنگ کا ارادہ ہے کہ سلطان بلند اختر برادر خرد محمد شاہ کو کہ اُن کا ہم مذہب ہے تخت پر بٹھا دین اسلیے بادشاہ نے چاہا کہ میر آتشی کی خدمت اُنسے نکال لین یہ بات صفدر جنگ کو پسند نہ آئی اور اُنھون نے تعمیل نہ کی۔ بادشاہ نے ایک رات خواجہ سراؤن اور انتظام الدولہ و عماد الملک کے مشورے سے ایک شقہ خاص وزیر کے نام لکھا اور نائب افسر توپخانہ کو جو وزیر کی طرف سے مقرر تھا طلب کر کے دیا اور فرمایا کہ وزیر کو یہ شقہ پہونچا دو۔ اور زبانی بھی یہ باتین اُن سے جا کر کہو اُسنے جانے سے عذر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری کام ہے وہ بے عقل شقہ لیکر قلعہ سے نکلا اُسی دن بادشاہ نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے بند کر دین اور وزیر کے آدمیون کو یہان سے نکال دین۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین اور دارا شکوہ کی حویلی کی طرف نشانہ باندھ کر آتشباری پر آمادہ ہوے وزیر لاچار ہو کر بعد سوال و جواب کے اُس حویلی سے نکلکر اپنی حویلی مین جو قلعہ سے دور تھی چلے گئے اور چند روز متامل رہے جب اُنھون نے دیکھا کہ معاملہ قابو کا نہین رہا اور بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنے مین بدنامی و نمکحرامی کا شہرہ ہوگا اس لیے اپنے صوبجات کو رخصت چاہی احمد شاہ نے منظور نہ کیا۔ آخر صفدر جنگ نے دلی سے نکلکر شہر سے دو کوس پر قیام کیا۔ اس ارادے سے کہ بے جنگ و پیکار اپنے صوبون کو چلے جائین۔ واقعی یہ رائے اُنکی بہت عمدہ تھی مگر اُنکے اُمراے فتنہ جو نے خیالات فاسد اُن کے ذہن نشین کر کے آمادہ جنگ کر دیا۔

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

لیکن شیو پرشاد نے فرح بخش مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے خود صفدر جنگ کو اُن
کے صوبون مین چلے جانے کا حکم دیا۔ صفدر جنگ کی خوشی یہ تھی کہ دلّی مین رہکر مہمات
سرانجام دین اسلیے باربرداری نہونے کا عذر کیا۔ بادشاہ نے اپنے ہان سے رتھ اور
چھکڑے بھی دلوائے نواب صفدر جنگ مع عیال و اطفال اور سامان وغیرہ کے دلّی
سے نکلکر جھروکے کے تلے جہان سے مجرا ہوتا تھا آئے۔ بادشاہ نے خفگی کی وجہ سے مجرا بھی
معاف فرمایا اور اپنے پاس نہین بلایا۔ اس وجہ سے صفدر جنگ کی بہت تحقیر ہوئی اور
جھروکے کو تسلیمات کرکے خضر آباد مین پڑاو ڈالا۔ چار گلشن محمد شاہی سے یہ ثابت ہوتا
ہے کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیا تھا کہ اپنی طرف سے کسی پر نیابت وزارت مقرر کرکے
اودھ کو چلے جاؤ صفدر جنگ نے حکم کی تعمیل کی اور شہر کے باہر خیمے کھڑے کراکے اُن
مین چلے گئے۔ بادشاہ کے ہان سے اُنکو تاکید پر تاکید کی گئی کہ جلدی روانہ ہون اور
اُن کے پاس کئی سزاول مقرر کیے گئے کہ ایک دو منزل آگے کو اُن کا کوچ کرادین۔
تاریخ مظفری مین یون بیان کیا ہے کہ جبکہ صفدر جنگ نے بادشاہ کو عرضی
لکھکر اجازت چاہی کہ مجکو میرے صوبون کو جانے کی رخصت عطا ہو جائے تو بادشاہ
نے یہ حکم لکھا کہ وزیر الممالک بہادر غبار ملال خاطر کے رفع کرنے کے لیے کچھ دنون کے واسطے
چلے جائین بعد درست ہونے مزاج کے جلدی حضور مین حاضر ہون۔ صفدر جنگ کو
جواب صاف ہو جانے کی توقع نہ تھی اس حکم کو پڑھکر دوسرے روز تیاری کرکے
حویلی سے سوار ہوے اور دریا کے کنارے کی طرف چلے۔ جبکہ قلعہ شاہی کے مقابل پہنچے
سواری سے اُترکر آداب بجا لائے اُسوقت تھوڑا سا ترشح ہو رہا تھا صفدر جنگ کی
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اور آگے کو روانہ ہوے۔ اُس دن اکثر منجم کہتے تھے کہ

صفدر جنگ جو جاتے ہین پھر نہین لوٹینگے اور بادشاہ کے حق مین اُن کا جانا بہتر ہوگا
بے شک یہ حکم اُنکا بہت دُرست نکلا جس کا پھل آخر کار بادشاہ نے بُرا پایا صفدر جنگ
شہر سے نکلکر دو تین دن اِس انتظار مین رہے کہ بادشاہ پھر بُلالین۔ شہر کے آس پاس
رہے۔ کبھی سیدھی طرف سے اُلٹی طرف جاتے کبھی اُلٹی طرف سے سیدھی طرف چلے آتے۔
انتظام الدولہ خان خانان اور شہاب الدین خان نے برجون اور شہر پناہ کو خوب مضبوط
کر لیا اور جنگی تیاری استحکام کو پہونچا دی جبکہ صفدر جنگ کو یہ خوب یقین ہو گیا کہ
یہ دونون نوجوان میرے کام کے خراب کرنے کے درپے ہین اور اپنی بساط کے موافق
جھگڑا بڑھانے مین قصور نکرینگے تو وہ بھی لڑائی کے لیے آمادہ ہو گئے۔

مرآت آفتاب نما مین تحریر کیا ہے کہ جبکہ بادشاہ نے صفدر جنگ سے خدمت میر آتشی
کا نکالنا چاہا تو اُنھون نے اس امر کو ناپسند کرکے رُخصت کی درخواست کی کہ مین صوبہ اودھ
کو جانا چاہتا ہون وہان کا بندوبست کرونگا خود بادشاہ اور صفدر جنگ کے دشمنون
نے یہ بات مغتنمات اور فتوحات غیبی سے تصور کی اور جلد خلعت رُخصت اُنکی حویلی پر
بھیجدیا۔ صفدر جنگ نے باہر جانا مناسب نہ تصور کیا اور شہر مین ٹھہرے رہے بادشاہ
نے تقاضا شروع کیا کہ اپنے صوبجات کو جاوین۔ جبکہ طرفین کی کدورت برملا ہو گئی
وزیر نے اِس خوف سے کہ مبادا امرائے تورانی بادشاہ کے اتفاق سے اور عوام شہر مجھکو
لوٹ لین۔ اپنا اسباب اور سامان لیکر اسمعیل خان کے باغ مین تال کٹورہ اور خضرآباد تک
مقام کیا اور یہ توقف اِس واسطے تھا کہ سورج مل جاٹ آ گئے۔

وقائع راجپوتانہ مین ذکر کیا ہے کہ صفدر جنگ نے لڑائی کے ارادے سے مشرق سے
فوج طلب کی اور کنور سورج مل کو بُلایا اُسنے مع لالہ جواہر سنگھ کے بجمعیت پندرہ ہزار سوار

گھاسیرہ سے کوچ کرکے فرید آباد مین ڈیرہ کیا۔ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ جب سورج مل آ گیا تو صفدر جنگ نے بادشاہ سے عرض کرایا کہ شہاب الدین خان اور انتظام الدولہ کو حضور میرے حوالے فرما دین اور نواب قدسیہ کو کہدین کہ وہ قلعہ سے نکل کر جعفر خان کی حویلی مین سکونت اختیار کرین اس لیے کہ صفدر جنگ کو یقین کُلّی تھا کہ انتظام الدولہ نے ۱۱۶۵ ہجری مین عید الضحےٰ کے دن مقام نکمودھ کے پاس گولیان لگوائی تھین اور قدسیہ بیگم جاوید خان کے مارے جانے سے میری دشمن جان ہین اور شہاب الدین خان میر بخشی سے اسلیے رنج تھا کہ جب اُس کا باپ جاوید خان مرا تو وزیر نے بادشاہ سے مکابرہ اور معارضہ کرکے اُسکی حویلی اور جاگیر کو ضبطی سے بچایا اور باوجود صغر سنی کے خدمت میر بخشی گری کی دلوائی اور علاوہ اسکے بیٹا بنایا تمام معاملات مین اُس کے حامی رہے اب وہ وزیر کی طرفداری نہین کرتا تھا۔ بادشاہ کا شریک تھا۔ بادشاہ نے صفدر جنگ کو جواب بھیجا کہ یہان سے صوبے کو جانے کی رخصت لیکر گئے تھے اور اب جاٹ کی پشت گری سے اس قسم کی باتین کرتے ہو۔

صفدر جنگ اور بادشاہ مین معرکہ آرائی

شیو پرشاد کی فرح بخش مین ہے کہ نواب سادات خان ذوالفقار جنگ جو ایک عرصے سے جاوید خان کی وجہ سے بادشاہ کے حضور سے معاتب تھا اور اُسکی جاگیر ضبط ہو گئی تھی منصب چھین لیا گیا تھا اور بادشاہ نے اُسکو سلام مجرے سے محروم کردیا تھا اب بادشاہ نے ملکہ زمانی اور صاحبہ محل کو جو اُسکی سوتیلی مائین تھین[۱] سادات خان کے پاس

[۱] سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ملکہ زمانی فرخ سیر کی بیٹی تھی اور محمد شاہ کے عقد نکاح مین تھی اور صاحبہ محل محمد شاہ کی دوسری زوجہ تھی اور یہ دونون خالہ زاد بہنین تھین محمد شاہ کی یہ دونون بیویان عالمگیر ثانی کے عہد مین احمد شاہ درانی کے ساتھ افغانستان کو چلی گئین ۱۲

جو سوری دروازے کی حویلی مین مقیم تھا بھیجکر اگلی گذری ہوئی باتون سے معذرت چاہی
اور کہلا یا کہ سابق کی بے توجہی جاوید خان کے اغوا سے تھی اور اپنے پاس بُلایا
جب وہ بادشاہ کے پاس پہونچا تو تخت سے اُترکر گلے سے لگایا اور بدستور سابق
منصب وجاگیر بحال کی اور حکم دیا کہ سپاہ جمع کرو تاکہ صفدر جنگ کو نکال دیا جائے
مُلک و دولت تمھارا ہے جس طرح مناسب سمجھو بندوبست کرو۔ سادات خان نے
فوج کی بھرتی شروع کی صفدر جنگ کی سپاہ بے طلب آنے اور نوکر ہونے لگی اور
صفدر جنگ کی جمعیت کم ہونے لگی عنقریب تھا کہ صفدر جنگ کا کام بگڑ جائے۔
صفدر جنگ کو سادات خان پر بادشاہ کی مہربانی سے بیحد رشک پیدا ہوا اسمعیل خان
ملازم صفدر جنگ کو سادات خان کے مزاج مین بہت رسائی تھی صفدر جنگ نے
اُسکو سادات خان کے پاس بھیجکر ربط و اتحاد بڑھانے کا سلسلہ ڈالا اور ایک رات
بازاری ڈولی مین سوار ہو کر جریدہ نواب سادات خان کے پاس خود چلے گئے اور
اُس سے عہد و پیمان کرکے بادشاہ کی خیرخواہی سے منحرف کر دیا صفدر جنگ نے
اُس سے کہا کہ بادشاہ لونڈا ہے اُس کو علیحدہ کر دین وزیر ہم رہین اور میر بخشی گری
کا عہدہ تم لو۔ اگر ہم کوشش مین ناکامیاب ہوے تو صوبۂ اودھ میرا ہے اور الہ آباد
تم کو دیدونگا اس قول و قرار پر عہد و پیمان کرکے اور خدا و رسول کی قسمین کھا کر
قرآن شریف اور پنجتن پاک کو ضامن دیا یہ راز سربستہ سوائے اسمٰعیل خان کے کہ بانی مبانی
اس فساد کا تھا کسی کو معلوم نہ تھا۔ سادات خان ذوالفقار جنگ کو یہ یقین تھا کہ
صفدر جنگ ضرور غالب آئینگے اسلیے اُنکے پاس چلے جانے کا ارادہ کیا اور جس رات کو
صفدر جنگ سے عہد و پیمان ہوا اُسکی صبح کو بادشاہ سے عرض کیا کہ اس غلام نے

حضرت شاہ مردان کی جناب مین منّت و نیاز مانی تھی کہ جب بادشاہ کی مجھپر مہربانی ہو
تو مع عیال و اطفال کے زیارت کرونگا اور اپنے بادشاہ کے حق مین دعا کرونگا اب
اُسکی ایفا کا وقت ہے اُمیدوار ہون کہ رخصت مرحمت ہو تاکہ اِس بار کو سر سے اُتار دون
اب شاہ مردان کی حقیقت سُنیئے کہ دلی مین ایک مکان ہے اُس مین پتھر پر قدم
کا نشان بنا ہوا ہے اُس نشان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کا نشان
بیان کرتے ہین اور اِس وجہ سے اُس مکان کو شاہ مردان کہتے ہین[1]۔ بادشاہ نے
اجازت دی اور اجازتی عرضی پر حکم لکھدیا۔ نواب سادات خان کہ بوجہ پیرانہ سالی
کے عقل مین فتور تھا حویلی موری دروازہ سے مع متعلقین کے سوار ہو کر حضرت
شاہ مردان کی درگاہ مین پہونچا اور اپنے ڈیرے سے صفدر جنگ موافق عہد و پیمان
کے سوار ہو کر سادات خان کے پاس گئے اور اُنسے ملے اور اپنے لشکر مین لیجا کر بڑی خاطر داری
کے ساتھ ٹھہرایا اور بہر روز گرمجوشی کرنے لگے بادشاہ نے سادات خان کی بدنیتی
اور صفدر جنگ کے پاس چلے جانے پر مطلع ہو کر شہاب الدین خان المخاطب بہ عماد الملک
غازی الدین خان کو صفدر جنگ کے مقابلے کے لیے ان کامون کا کارپرداز بنایا اور
اُسکو سپاہ جمع کرنے کا حکم دیا اور انتظام الدولہ خلف قمر الدین خان کو خلعت وزارت
بخشا۔ اور میر آتشی کی خدمت صمصام الدولہ کو عطا کی صفدر جنگ نے یہ خبر سُنکر ایک
خواجہ سرا کو جو کم عمر۔ خوبصورت۔ وجیہ تیرہ برس کا تھا اور شجاع الدولہ نے تازہ خریدکیا
تھا اکبر شاہ نام رکھکر تخت نشین کیا[2]۔ اور خود وزیر ہوے اور ذوالفقار جنگ کو میر بخشی
بنایا اور دوسرے اُمرا بھی مقرر کیے۔ لیکن وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ

---

[1] دیکھو آثار الصنادید ۱۲ [2] دیکھو سیر المتاخرین و مرآت آفتاب نما ۱۲

اسکا ارادہ تھا کہ یکبارگی حملہ کرکے معمورۂ دہلی کو خراب کرے اور تورانیون کو سزا دے۔
کنور سورج مل نے صلاح دی کہ اول خاندان شاہی مین سے کسی کو اپنی طرف کرکے
اُسکے نام سے حملہ کرنا مُناسب ہے چنانچہ اِس صلاح کے بموجب نواب وزیر نے نبیرۂ
کام بخش بن عالمگیر کو بُلا کر تخت شاہی پر بٹھایا اور اُس کا نام عادل شاہ رکھ کر اُسکی طرف
سے لڑائی شروع کی۔ ۶ رجب ۱۱۶۶ ہجری سے لڑائی شروع ہو گئی صفدر جنگ کے ساتھ
پچاس ہزار سپاہ تھی اور بادشاہ کی سپاہ کم تھی اور وہ بھی پریشان حال صفدر جنگ
نے ساکنان دہلی پر کچھ ترحم کے خیال سے اور کچھ اِس نظر سے کہ بادشاہ کی طرف سپاہ کم
ہے خزانہ خالی ہے خود بخود مجھ سے التماس کرکے اطاعت کرینگے اول مین صرف دھمکانا اور
ڈرانا شروع کیا اور دلی پر دھاوا کرنا مناسب نہ جانا وہ تو ابھی اسی طرح مصروف تھے کہ
عاقبت محمود خان کشمیری نے جو عماد الملک کی حویلی مین صاحب اختیار کامل تھا اور
حافظ بختاور خان اور نواب قدسیہ والدہ بادشاہ کے اقربا نے بہت سی سپاہ نوکر رکھ لی
اور باہر سے فوجین طلب کین اُدھر صفدر جنگ نے بھی اپنے دوستون کو بُلایا۔ سورج مل
بھرت پور سے پندرہ ہزار سوار لے کر پہونچ گیا تھا اور فرید آباد مین مُقیم تھا صفدر جنگ
نے حافظ رحمت خان روہیلہ مدار المہام نواب سید سعد اللہ خان کو بھی لکھا کہ آپ ہماری
اعانت کرین۔ چونکہ معاہدۂ چلکیا کے وقت یہ عہد و پیمان دونون مین مستحکم ہو چکا تھا
کہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی کُمک کیا کرے اسلیے حافظ صاحب چالیس ہزار پیادہ
و سوار کے ساتھ صفدر جنگ کی مدد کو روہیلکھنڈ سے روانہ ہوے۔ جب مقام ہاپڑ مین پہونچے
تو میر مناقب اور راجہ دیبی دت اور بسنت خان خواجہ سرا بادشاہ کا فرمان حافظ صاحب
کے پاس لیکر آئے جس کا مضمون یہ تھا کہ صفدر جنگ ہم سے نافرمان ہو گیا ہے گستاخیان

کرتا ہے تمکو چاہیے کہ ہمارے پاس فوج لے کر آجاؤ اِس حُسن خدمات کے صلے مین تمپر حضور کی عنایات مبذول ہوگی۔ جب یہ حکم دیکھا تو حافظ صاحب یہین ٹھہر گئے اور شاہی سفیرون سے کہا کہ مجھ مین اور صفدر جنگ مین عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ نقض عہد مجھ سے نہین ہوسکتا اور اسی مضمون کی عرضی لکھ کر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی اور جواب کے انتظار مین یہین ٹھہرے رہے۔ تھوڑے دنون کے بعد بادشاہ کا دوسرا فرمان اِس مضمون کا پہونچا کہ اگر ہمارے پاس حاضر ہونے مین نقض عہد جانتے ہو تو اپنے مُلک کو لوٹ جاؤ کیونکہ بغاوت مین شریک ہونا دین اسلام مین مذموم ہے۔ جب بادشاہ کا یہ فرمان پہونچا تو اُسکے دیکھتے ہی اپنے مُلک کی طرف لوٹنا پڑا اور بادشاہ کے مقابلے مین جانا مناسب نظر نہ آیا اور صفدر جنگ کو اِس بات کا عذر کہلا بھیجا۔

گُل رحمت مین لکھا ہے کہ میر مناقب وغیرہ جو فرمان شاہی لائے تھے درپے اسکے ہوے کہ کچھ جمعیت یہان سے صفدر جنگ کے مُقابلے کے لیے دلّی کو لے جائین جب یہ دیکھا کہ حافظ رحمت خان اپنے مُلک کو لوٹے جاتے ہین تو اُنکے رسالہ دارون جماعہ دارون اور سپاہیون کو خفیہ ملانا شروع کیا اور روپے کا بہت سا لالچ دیا تاکہ حافظ صاحب کے لشکر مین سے ایک شایستہ جماعت اُنکے ساتھ ہو جائے۔ نجیب خان بن اصالت خان بن عنایت خان بن صمید خان بن جہان خان بن نظیر خان بن اسمٰعیل خان بن عمر خان کہ دوندے خان کے داماد تھے اور انتظام علاقجات نگینہ و شیر کوٹ و چاندپور و جھالو و بجنور واقع آن روے دریاے گنگ اُن سے متعلق تھا اُنھون نے جانے کا اقرار کر لیا اور بہت سا روپیہ سفیرون سے لے کر سلس اور طماع سپاہیون کو دیکر متفق کر لیا۔ چنانچہ تین ہزار پیادہ و سوار حافظ صاحب کے بغیر حکم دلی کو روانہ ہوگئے۔ تاریخ مظفری

مین لکھا ہے کہ جس وقت نجیب خان نے گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنی جماعت سے نکل کر
یہ آواز دی کہ جس کسی کو مذہب سُنت وجماعت کا پاس اور خلیفۂ وقت کی رعایت و رفاقت
منظور ہو وہ میرے ہمراہ چلے جسکو یہ بات منظور نہ ہو وہ جائے اس اعلان سے وہ روہیلے
جو صفدر جنگ سے دلی بغض رکھتے تھے نجیب خان کے ساتھ ہو گئے اور جو روہیلے صفدر جنگ
کو مدد دینے کا خیال رکھتے تھے وہ بھی خلاف مذہب طعن کی وجہ سے اپنے مقام کو لوٹ گئے
بیان الواقع مین مذکور ہے کہ دس ہزار پیادہ و سوار کی جمعیت سے غرۂ شعبان سنہ مذکور
کو نجیب خان جنگاہ مین داخل ہوے علاوہ ان روہیلون کے بادشاہ کی کمک کے لیے
اور لوگ بھی آپہونچے۔ تھوڑے دنون مین جمال الدین خان دکن سے اور سادات بارہ
اور بہادر خان وغیرہ بلوچ اور چنا گوجر اور سیواتی اور سردار زادہاے قدیم جیسے
محمد صادق خان ولد سیف الدین خان صوبہ دار ٹھٹھہ حضور معلی مین آپہونچے آشوب قیامت
دلی کی نواح مین برپا تھا۔ بادشاہی افسرون نے توپین لگا کر مخالفین کو شہر مین گھسنے
سے روکا تو شہر کے رہنے والے جو وزیر کے لشکر مین تھے اپنی جان و مال کی حفاظت کی غرض سے اور
سپاہ تورانی پاس مذہب اور رسم قومی کی وجہ سے لشکر وزیر سے بھاگ کر
بادشاہی لشکر مین شریک ہو گئے عماد الملک نے سب کو انعام واکرام سے مالامال کیا
سعادت خان برہان الملک نے ایک رسالہ بھرتی کیا تھا اور اُس کا نام داغ سین تھا
کیونکہ یہ حرف سعادت خان کے نام کے شروع مین ہے صفدر جنگ نے بھی یہ رسالہ
اُسی نام سے تیمناً بحال رکھا تھا۔ غازی الدین خان نے منادی کر دی کہ جو سوار صفدر جنگ
کا ملازم جس کا گھوڑا داغ سین رکھتا ہوگا ہمارے پاس نوکری کو آئیگا تو سو روپیہ
مدد خرچ کے اور ساٹھ ماہوار مشاہرہ پائیگا۔ سیر المتاخرین مین اسی طرح لکھا ہے۔

اور مرآت آفتاب نما سے ثابت ہوتا ہے کہ غازی الدین خان نے فی سوار انعام کی اشرفی مقرر کی تھی اور رسالہ سین داغ اُس کا نام رکھا تھا اور اس رسالے کو عاقبت محمود خان کشمیری کے سپرد کر دیا یہ اعلان ہوتے ہی اکثر تورانی لشکر وزیر سے نکل کر عماد الملک سے جا ملے اور رسالۂ سین داغ مین ہزارون آدمی جاکر نوکر شاہی ہوے اور ایک دوسری صورت بلوے کی یہ ہوئی کہ محمدی جھنڈا کھڑا کر کے کہا کہ صفدر جنگ رافضی ہے خلیفۂ زمان پر لشکر کش ہوا ہے اُس سے مقابلہ کرنا بمنزلۂ جہاد کے ہے اس صدا سے ہزارون سُنّی جمع ہو گئے۔ جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے بے عزت کرتے بلکہ مار ڈالتے۔ فریقین کے تعصبے اختلاف مذہب کے غیظ و غضب سے چوگنے ہو گئے۔ چنانچہ سُنّی شیعون کے لڑنے والون کا نشان اور مابہ الامتیاز اُنکی ایک آواز تھی یعنی سُنّی دم چاریار اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے۔ صفدر جنگ کے بہت سے نمکخوار اختلاف نمک کی وجہ سے اُنکی کمک سے دست کش ہو گئے۔ اور باوجود اس کے سوال وجواب صُلح کے بھی جاری تھے۔ ایک دن بان قلعہ مین پہونچا لوگون نے اُڑایا کہ محمد اسحاق خان کی حویلی سے آیا ہے اس وجہ سے اُسکی حویلی لٹوادی۔ مرزا محمد علی سالار جنگ اور مرزا علی افتخار الدولہ کو پیادہ پا کشان کشان لاکر قلعہ کے اندر کچہری خانسامانی مین قید کر دیا۔ اور اسمعیل خان وغیرہ سرداران صفدر جنگ کے مکانات بھی غارت کر دیے جسکے عوض مین سورج مل جاٹ نے پُرانی دلّی کو جسکی آبادی شاہ جہان آباد سے کسی قدر زیادہ تھی لوٹ لیا اور رعایا کی جان ومال اور ناموس کو برباد کیا تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ کی جانب سے توپ کے گولے اور بندوق کی گولیان اس طرح برستی تھین کہ مکھی اور مچھر کا میدان معرکہ مین اُڑنا مشکل تھا۔ گر بادشاہی سپاہی بڑی مستعدی سے

مردانہ حملے کرتے تھے صفدر جنگ نے شہرت دی کہ ہمنے کشمیری دروازے کی طرف
امن مقرر کیا ہے اسلیے ساکنان اطراف دیگر کشمیری دروازے کی طرف جمع ہونے لگے
عجب ہنگامہ تھا کہ شہر پناہ کے باہر جاٹ اور قزلباش لوٹتے تھے۔ اور اندر بادشاہ
نے حکم دیا کہ ہمراہیان وزیر کا گھر لوٹ لو اس وجہ سے مفسدون نے بڑا تہلکہ ڈالدیا
محمد اسحاق خان کا گھر جس دن لٹا تھا تو اُس کے ساتھ ایک عالم پامال ہوگیا تھا اسلیے
کہ لوگ یہ جانتے تھے کہ سالار جنگ اور افتخار الدولہ شجاع الدولہ پسر وزیر کے سالے
ہین جو بادشاہ کے پاس حاضر ہین اس لیے اپنی عیال و اطفال کو وہان محفوظ کیا تھا۔
اسی طرح خواجہ باسط ولد شاہ محمد جعفر کے گھر ہین جو وزیر کے پیر و مرشد تھے ایسا ہی حادثہ
واقع ہوا ان کا گھر شہر پناہ کے باہر تھا وزیر نے پیام دیا کہ حضرت خاطر جمع رکھین پس
وہ اپنے گھر سے نہین نکلے تھے اور بہت سے آدمی یہان جمع ہو گئے تھے جاٹون نے
جنکو رام دل کہتے تھے یہان بھی دست درازی کی وہان جس قدر مال تھا لٹ گیا۔
اس قضیے سے خلائق کو کمال پریشانی پیدا ہوئی۔ کشمیری دروازے کی طرف جس کو
دار الامان جانتے تھے جاکر جمع ہوے لوگ نہایت مضطرب تھے اور اُنکی کہین پناہ
سوا خدا کے نہ تھی۔ صفدر جنگ کے بھی اکثر رفیق جو پاے نام و ننگ تھے۔ سمعیل خان
[illegible] نے جو وزیر کا سپہ سالار تھا اور صلابت خان کی حویلی مین اُس کا مورچہ تھا
[illegible]ج شہر پناہ مین کہ قمر الدین خان کی حویلی کے متصل تھا اور اُس مین سپاہ بادشاہ کا
[illegible]چہ تھا نقب لگا دیا اور ۳ شعبان کو اُس مین آگ دیدی باوجودیکہ تمام عمارت
[illegible]دم نہوئی مگر بہت سے آدمی ہلاک ہوے عماد الملک کے نوکر اور سنگ تراش جو نقب
[illegible] کر رہے تھے فنا ہوے۔ اور نیلے برج کے پتھر بھی اُس برج کی طرف سے جس مین

آگ لگائی تھی بہت لوٹ گئے جس سے بہت سی مخلوق ہلاک اور زخمی ہوئی اور اُس
کے بعد وزیر کی فوج نے حلہ کیا قریب تھا کہ اُسکو غلبہ حاصل ہو عماد الملک میر بخشی
اور حافظ بختاور خان اور نجیب خان وغیرہ نے پائداری کی اور خوب مقابلہ کیا
طرفین سے بہت سے آدمی قتل و زخمی ہوے۔ نجیب خان کے گولی کا زخم آیا مگر وہ قائم
رہے۔ رات کے وقت اسمٰعیل خان اپنے مورچون کو خالی کر کے صفدر جنگ کے لشکر کو
لوٹ گیا۔ اس وجہ سے اہل شہر کو قدرے رفاہ ملی کیونکہ معرکہ قریب ہونے سے گولی
اور بان ہر وقت بلاے ناگہانی کے مثل برستے تھے۔ اسمٰعیل خان کے پسپا ہونیکے بعد
میر بخشی اور بختاور خان وغیرہ نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور کوٹلہ فیروز شاہ اور
قلعہ کہنہ پر قبضہ کر لیا[۱]۔

وقائع راجپوتانہ مین لکھا ہے کہ غازی الدین خان نے مع شادل خان و نجیب خان
روہیلون کے دریاے جمنا کے قریب یگ مین مورچہ بندی کی۔ نواب صفدر جنگ
کی طرف سے راجہ اندر گر گوشائین اور اسمٰعیل خان نے کچھ فاصلے پر مقابل مین اپنا توپخانہ
لگایا اور خود نواب اور سورج مل شاہزادہ عادل شاہ کو لے کر پرانی دلی سے لڑائی پر
چڑھے سورج مل کی فوج کو حکم ہوا کہ شہر کو لوٹے۔ فوج نے شہر مین داخل ہو کر ہزارہا
آدمیون کو قتل کیا مکانات مین آگ لگائی اور لال دروازے تک پہونچکر لاکھون روپے
کا مال و اسباب لوٹا۔ جب دیکھا کہ فوج شہر کی بربادی مین مصروف ہے اور دشمن
حملہ آور ہوتا ہے تب شہر کی تخریب سے باز رکھ کر فوج کو لڑائی مین لگایا سورج مل
مع اپنی کل فوج کے شادل خان سے مقابل ہوا۔ جنگ عظیم واقع ہوئی صدہا آدمی طرفین سے

[۱] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲

مارے گئے چار گھڑی دن باقی رہے لڑائی ختم ہوئی۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ نے تھوڑے دنون کے بعد جنگ دریا کی جانب جدھر بادشاہی مورچے مضبوط تھے مصلحت نہ دیکھی اور تال کٹورہ کی طرف چلے گئے اور بازار ملک الموت کو رونق بخشی۔ میر بخشی وغیرہ بھی اُدھر مورچے دُرست کراکے مقابلہ کرنے لگے اس لڑائی مین راجہ اندر گر گوشائین نے جسنے قلعہ الہ آباد مین احمد خان کے مقابلے مین اقبال الدولہ اور علی قلی خان کی رفاقت کی تھی بڑی جُرأت دکھائی یہ شخص بادشاہی توپخانے مین سو دپڑتا تھا اور اکثرون کو ہلاک کرتا تھا یہانتک کہ لوگون کو سحر و جادو کا گمان ہوا کہ اس وجہ سے اُسپر توپ و تُفنگ اثر نہین کرتی آخر کار نجیب خان کے ہاتھ سے گولی کھاکر مارا گیا تو عام کا مظنہ جادو باطل ہوا۔ اور سب کو یقین ہوا کہ یہ اُسکی صرف بہادری تھی اسی طرح بخشی گوکل رام کمال دلاوری سے قتل ہوا اور لڑائی بلا فیصلہ موقوف رہی۔ نواب وزیر نے اُمراؤ گر گوشائین چیلہ اندر گر کو اُسکی جگہ مقرر کیا اور جبکہ اس طرف سے بھی صفدر جنگ کی فوج شہر مین نہ داخل ہوسکی تو تبدیل مقام کرکے موضع ایلیٹھہ مین مورچہ قائم کیا اور خضر آباد اور دریا کی سمت پھر وہی آتش افشانی شروع کردی اور شاہی فوج نے اُنکے مقابلے مین چپرا کی گڑھی مین مقام کیا۔ لڑائی ہوئی۔ غازی الدین خان اپنی فوج لے کر مقابلے کے واسطے آیا۔ طرفین کے بہادرون نے بخوبی داد شجاعت دی۔ سورج مل نے دشمنون سے قلعہ تغلق آباد چھین لیا فوج شاہی مفرور ہوئی سار دول گوجر اور گھمنڈی پُروہت نے دہلی دروازے تک اُسکا تعاقب کیا۔

جبکہ بہت سی لڑائی کے بعد بھی صفدر جنگ کامیاب نہوے تو اُنھون نے سمجھ لیا کہ

بادشاہی سپاہ شہر کی وجہ سے آرام مین ہے۔ شہرپناہ کی آڑ ہے اسلیے یہ مناسب سمجھا کہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹاکر غنیم کو میدان مین لائین یہان تک کہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئے۔ اورجس قدر وہ پیچھے ہٹے اُتنے ہی عماد الملک کے مورچے آگے بڑھے اور اُس کے حکم سے شادل خان ونجیب خان نے مع بیس ہزار سوار و توپخانہ کے چوراکی گھڑی سے کوچ کرکے میدان بدر پور مین کہ دلی سے آٹھ کوس ہے مقام کیا صفدر جنگ اور جاٹ کی فوجون نے وہان جاکر مقابلہ کیا اور صفدر جنگ کو یہ بات نصیب نہ ہوئی کہ پیچھے سے گھوکر عماد الملک کے مورچون کو گھیرلین۔ کیونکہ اُنھون نے شہر کو بالکل خالی نہین کیا تھا اس عرصے مین سید جمیل الدین پانچہزار سوارون کے ساتھ معین الدین عرف میر منو کی طرف سے جو صوبہ دار پنجاب کا اور عماد الملک کا حقیقی ماموں اور خسر تھا ملک کو آگیا جس سے بادشاہی سپاہ کو اور تقویت ہوئی پھر فوج شاہی نے فرید آباد مین ڈیرہ کیا وہان بھی جاٹون نے حملہ کرکے بہت کچھ لڑائی کی پھر ایک لڑائی بلب گڑھ مین واقع ہوئی اسمین بھی بہت کشت وخون ہوا مگر فیصلہ نہوا۔

بادشاہ اور صفدر جنگ مین مصالحت ہونا صفدر جنگ کا اپنے صوبون کو چلا جانا

ان لڑائیون مین چھ مہینے کامل گزر گئے۔ غازی الدین خان نے باجرائے شقہ بادشاہ مادھو سنگھ بن جے سنگھ سوائی والی جیپور اور ملہار راؤ ہلکر کو طلب کیا۔ چنانچہ اول مادھو سنگھ دس ہزار سوارون کی جمعیت کے ساتھ دلی مین داخل ہوا۔ اُسنے طرفین کے امیرون کو صلح پر آمادہ کیا جبکہ صفدر جنگ نے آخرکار اپنے آپ کو کمزور پایا اور مرہٹون کو

بزیر حکم ہلکر کے قریب پہونچا دیکھا جنکو غازی الدین حیدر نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا
تو پریشان ہوے اور اس طرح صلح کرنے پر مجبور ہوے کہ اودھ اور الہ آباد اُنکے قبضے مین
رہین چنانچہ مادھو سنگھ اور انتظام الدولہ کی ثالثی سے قبل پہونچنے مرہٹون کے صلح ہوگئی
اور صفدر جنگ محرم سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو اپنے صوبون کو چلے گئے رناتھ سنگھ متخلص بہ بیدار
نے تاریخ صلح یون موزون کی ہے۔

شکر اللہ کہ جاٹ و صفدر جنگ — صلح کردند با وزیر و شاہ
ہاتف غیب سال تاریخش — گفت الصلح خیر قال اللہ

صفدر جنگ اودھ مین پہونچکر گومتی کے کنارے مہدی گھاٹ پر مقیم ہوے (جیسا کہ
سیر المتاخرین مین ہے اور تاریخ مظفری مین مہدی گھاٹ کی جگہ ناہر گھاٹ بتایا ہے اور
یہ پاپڑ گھاٹ کی تحریف معلوم ہوتی ہے) اور وہان ایک خاص مکان اپنی آسائش کے لیے
آراستہ کرکے سپاہ کی آراستگی اور دوسرے سامان کی دُرستی مین مصروف ہوے مگر تحقیق یہ ہے
کہ دار الحکومت اُنکا فیض آباد تھا۔

سادات خان اور صفدر جنگ مین ناموافقت

نواب سادات خان ذوالفقار جنگ صفدر جنگ کے ہمراہ اودھ کو گیا اور وہان ٹھہرا
آخر صفدر جنگ سے نباہ نہو سکا اور تمام عہد و پیمان باطل ہوگئے اور کوئی ثمرہ اُنکا ظاہر
نہوا۔ ایکدن صفدر جنگ نے ذوالفقار جنگ کے مصارف کے واسطے فرخ آباد کی
لکھوا کر مُہر و صاد سے دُرست کرکے بھیجی۔ ذوالفقار جنگ اُسکے ملاحظے سے سخت برہم ہوا
اور اُس فرد کو چاک کر ڈالا اور وہان سے کوچ کرکے اکبر آباد کو چلا گیا سورج مل نے وہان

خاطرداری کی تھوڑے دنون کے بعد مر گیا۔ اُس کا تابوت بریلی کو لیگئے اور سادات خان کلان کے مقبرے مین دفن ہوا۔

صفدر جنگ کی وفات اور اُنکے طبعی عادات

جبکہ عماد الملک کے ہاتھ سے احمد شاہ تنگ ہوے تو صفدر جنگ کو لکھا کہ تم یہان آجاؤ اور کئی شُقّے عنایتی مضامین کے اُنکو بھیجے اور عماد الملک کی شکایات لکھین نواب صفدر جنگ اُس وقت بیمار تھے پُشت پا مین دانہ بڑے زور سے نکلا تھا آہستہ آہستہ بڑھنے لگا یہان تک کہ پنڈلی تک پہونچ گیا آخر مادۂ سرطانی ہو گیا جسکو تاریخ مظفری والے نے شقاقلوس کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور فرح بخش مین شیو پرشاد نے طاعون بتایا ہے اطبا نے علاج کیا کچھ نفع نہوا ارادہ کیا کہ جب صحت ہو دلّی کو روانہ ہون اور اُن لوگون کے ہاتھ سے بادشاہ کو نجات دین کہ دانے کے صدمے سے ۱۷ ذی الحجہ ۱۱۶۶ھ ہجری کو مقام پاپڑگھاٹ مین قریب سلطانپور کے کہ تین منزل لکھنؤ سے ہے انتقال کیا جیساکہ مفتاح التواریخ مین ہے اور محمد فیض بخش نے بھی فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ پاپڑگھاٹ مین انتقال کیا۔

تاریخ وفات بطور تعمیہ

بہر سال رحلتش چون کردم از ہاتف سوال | با قلوب ریش گفتا فوت صفدر جنگ کرد ۱۱۶۵

دیگر

ہفدہم ماہ ذیحجہ | شد چو نافذ در یغ حکم قضا

[۵] دیکھو فرح بخش مولفۂ شیو پرشاد ۱۲

شد بجنت مُقیم صفدر جنگ　شور محشر بہ خلق شد برپا
دور و نزدیک در غمش بگفت　حسرتا و دریغا و اسفا
سر آہے کشید رضوان گفت　انما جنۃ لہ المثویٰ

یہ تاریخ سلطان الحکایات مین مندرج ہے اور اس سے ۱۱۶۶ نکلتے ہین۔

اول گلاب باڑی فیض آباد مین مدفون ہوے یہ باڑی صفدر جنگ نے تیار کی تھی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ گلاب اُس مین کثرت سے تھا اُنکی بیوی نواب عالیہ بھی شوہر کی قبر پر چندروز تک معتکف رہین تھوڑے دنون کے بعد اُنکی لاش نکالکر دلّی کو لے گئے اور روضۂ شاہ مردان کے متصل دفن کیا اور اسپر بڑا مقبرہ بنایا گلاب باڑی فیض آباد مین بھی قبر کا نشان باقی دکھاہے بعض کہتے ہین کہ لاش کو مرزا ابجو (یا بھجو) جدّ حکیم مسیح الدولہ کی معرفت کربلا کو بھجوا دیا وہان طاق پُشت روضۂ مقدس مین مدفون ہوے۔

صفدر جنگ کے مقبرۂ دہلی کا حال سید احمد خان نے آثار الصنادید مین بیان کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اس عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے پانون تک سنگ سُرخ کا بنا ہوا ہے اور جابجا سنگ مرمر کی دھارین اور چوکے لگے ہوے ہین برج اس کا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا تعویذ بڑا سنگ مرمر کا ہے اور اُس مین ایک تہ خانہ ہے جس مین اصل قبر بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے گرد چار دیواری کھچی ہوئی ہے اُس مین بہت تحفہ باغ آراستہ ہے اور چارون طرف اس مقبرے کے چار نہرین بہت پاکیزہ بنائی ہین۔ باغ کے تین طرف مکانات دلکشا بنے ہوے ہین۔ یہ مقبرہ شیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکھ روپیے

لہ دیکھو فرح بخش ۱۲ ؎ دیکھو فرح بخش مؤلفہ محمد فیض بخش و حصۂ اول قیصر التواریخ ۱۲

خرچ ہوکر تیار ہوا ہے اور مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ تیس لاکھ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوا ہے اور عماد السعادت مین اکتیس لاکھ روپے اسکی تیاری کے مصارف بتائے ہین ابتدا مین ہر سال ۲۵ ہزار روپے اور تھوڑے دنون کے بعد دس ہزار روپے پھر بعد مین پانچ ہزار روپے سالانہ سوائے تنخواہ بلال محمد خان اور دوسرے خدّام مقبرہ کے روشنی کے خرچ کے لیے فیض آباد سے بھیجے جاتے تھے۔ مقبرہ کے اندر یہ تاریخ کندہ ہے ؎

چو آن صفدر عرصۂ مردمی | ز دار فنا گشت رحلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم | کہ بادا مقیم بہشت برین

جام جہان نما مین بیان کیا ہے کہ کہتے ہین کہ صفدر جنگ نے مرتے وقت میان حسن شاہ سے کہا میان صاحب ہم جاتے ہین دیکھیے اب سلطنت ہندوستان کی کون کرے گا یہ کلمات کہکر دونون آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ تاریخ عالم شاہی مین ذکر کیا ہے کہ عماد الملک نے جب ۱۱۶۷ھ مین خانخانان انتظام الدولہ کو وزارت سے خارج کرکے خود یہ منصب لیا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرا بنایا اور احمد شاہ کو نابینا کرکے مع اُن کی والدہ کے قید کر دیا اور عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی بن معز الدین جہاندار شاہ بن شاہ عالم بہادر شاہ کو تخت نشین بنایا تو صفدر جنگ نے عماد الملک کو لکھا دستے کہ من در پیرانہ سالی سیاہ کردہ بودم و بابرو سے مانرسیدہ بود آن قلع آن غزر مبروی خود کشیدند صفدر جنگ بہت اولو العزم عالی حوصلہ صاحب غیرت اور اہل فطرت مجمع سخاوت و کرم تھے۔ سیر المتاخرین کا مؤلف باوجودیکہ صفدر جنگ کے خلاف نہین ہے مگر ایک موقع پر وہ لکھتا ہے کہ وہ پوری پوری جرأت و عقل نہین رکھتے تھے۔ آردن صاحب نے

اپنی تاریخ مین اُنکو بزدل کہا ہے۔ تاریخ ھندوستان مین الفنسٹن صاحب کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی دوستی قابل اعتماد نہ تھی اور وہ وقت پر دوست کو نقصان پہونچانے مین کوتاہی نہین کرتے تھے۔ تواریخ کی اکثر کتابین اس بات کی شاہد ہین کہ وہ خدا و رسول اور قرآن و پنجتن کو درمیان مین واسطہ کرکے عہد و پیمان باندھتے اور پھر بے سبب وعدہ خلافی کرجاتے اور جہان تک دھوکے اور دغا سے کام نکلتا تھا جرأت و دلاوری سے کام نہین لیتے تھے اور دوسرون کی مدد پر زیادہ بھروسا کرتے تھے عماد السعادت مین مذکور ہے کہتے ہین کہ صفدر جنگ جس کسی غریب آدمی سے کلام کرتے تھے تو بات تمام کرنے کے بعد اُسکو پچاس اشرفیان عطا کرتے اور یہی دستور اُن کا ہمیشہ رہا۔ اور جس کسی پیادہ و سوار کی طرف غور سے دیکھتے تو اُسکی تنخواہ مین دس روپے اضافہ کردیتے۔ اُنکے عہد مین پیادہ و سوار تمام مرفہ الحال اور اسلحہ جنگ سے درست تھے۔ اُنکی سرکار مین سواران مغلیہ بیس ہزار تھے لیکن اکثر ہندوستانی بھی صفدر جنگ کا اودھر میلان پاکر اُن کا سا لباس پہن کر ایرانی زبان مین بات چیت کرتے تھے اور تنخواہ پاتے تھے اُنکی سپاہ مین شرح دو قسم تھی۔ سوار ہندوستانی ۳۵ روپے سے کم مشاہرہ نہ رکھتا تھا اور مغل پچاس سے کم نہ پاتا تھا۔ اُنکے سوارون کے گھوڑون کے پٹھون پر داغ حرف سین کا تھا کہ نواب سعادت خان برہان الملک نے اپنے نام کے حرف اوّل کو لیکر جاری کیا تھا۔ وہ تورانیون کے ساتھ بھی فیّاضی سے پیش آتے تھے۔ اُنھون نے ایکبار چاہا کہ محمد خان وغیرہ سرداران تورانی کو اپنا رفیق بنائین اُن لوگون نے کہا ۷ ہزار روپیہ مہاجن کا ہم پر قرض ہے اگر نواب یہ قرض ادا کردین تو ہم نواب کے شریک ہین۔ جبکہ اسمٰعیل خان کابلی نے یہ بات عرض کی تو فوراً ادا کردیا

بھیجدیا کہ یہ سولے تنخواہ کے ہے۔ اُنھون نے اپنے نام سے منصوری پیسہ جاری کیا تھا۔ تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہے کہ صفدر جنگ سیر چشمی اور دوسرے مراتب امارت مین اپنے زمانے مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے۔ آٹھ ہزار پیادہ و سوار ہمیشہ اُن کی رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ اُن کا دسترخوان نہایت پر تکلف کھانون سے ایسا وسیع چُنا جاتا تھا کہ اُس وقت مین کسی بادشاہی امیر کے ہان یہ بات نہ تھی اُنھون نے اپنے بیٹے کی شادی ایسی دھوم دھام سے کی کہ یادگار زمانہ ہوگئی۔ انصاف یہ ہے کہ اگر احمدشاہ کے عہد مین اُن کے مرتبے کو صدمہ نہ پہونچتا تو سلطنت کا انتظام ایسی خوبی سے کرتے جیسا کہ اگلے اُمرا نے کیا تھا۔ نقل ہے کہ ایک دن صفدر جنگ اپنی وزارت کے زمانے مین چھتے مین جو نکھمود کہلاتا تھا اور ساہر کا پانی اُس چھتے کے اوپر سے گذر کر قلعہ مین جاتا تھا پہونچے تو وہان کسی خاص وجہ سے گھوڑا رُوکدیا۔ مرزا عظیمائے اصفہانی اکسیر تخلص اُن کے ساتھ تھا اُس سے فرمایا کہ اپنا کوئی شعر پڑھو وہ نواب کی نیت کو تاڑ گیا حسب الحال فی البدیہہ یہ شعر پڑھا ؎

قدِّ خمیدہ سدِّرہِ گریہ ام نشد این آب رفتہ رفتہ زبالائے پل گذشت

صفدر جنگ بہت خوش ہوے۔ پانچہزار روپے اور ایک ترکی گھوڑا ساز تکلف کے ساتھ عطا کیا۔

سلہ تاریخ مظفری مین سے الفاظ گزارہ ابو المنصور خان صفدر جنگ در ساباط نکھمود کہ آب ساہر از بالائے ساباط مرقوم اندرون قلعہ سے رود گردید ساباط سے مراد چھتہ ہے مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ شاہجہان آباد مین ایک چھتہ تھا جو نکھمود کے نام سے مشہور تھا اور چھتہ ایسے راستے کو کہتے ہین جو ڈھکا ہوا ہو ۱۲

شاہ حمزہ صاحب اگرچہ قصبۂ مارہرہ کی بربادی کی وجہ سے نواب وزیر سے ناراض تھے تاہم اپنی راست بازی کو ہاتھ سے نہ دیکر کشف الاستار میں لکھتے ہیں کہ وہ بہت بھاری آدمی تھے۔ اُن کا شمار اُمرائے عظیم الشان میں تھا۔ اُنکی مجلس بالکل لہو ولعب سے خالی تھی۔ اُمرا کی مجال نہ تھی کہ بغیر دریافت کیے کوئی بات بطور خود مُنہ سے نکال سکتے۔ اُنکے ہاتھ کے حروف غور وتردد کے ساتھ پڑھے جاتے تھے جب قصبۂ مارہرہ کے قرب وجوار سے گذرنے کا اتفاق ہوتا تو بہت سی نذرین اور خط اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجتے۔ شاہ حمزہ صاحب نے یہ باتین اُن کی طبعی عادتین مانی ہین۔ حالانکہ وہ بڑے قابو طلب اور کینہ توز تھے شاہ حمزہ صاحب کے خاندان کو محض اس وجہ سے اخلاق ظاہری دکھا کر ملتے تھے کہ افاغنہ ان سے بہت اعتقاد رکھتے تھے جس سے صفدر جنگ کو ہمیشہ کھٹکا لگا رہتا تھا ورنہ دیکھو اودھ کے شاہ ولایت مخدوم شاہ مینا صاحب کے قائم مقامون کے پاس اس قسم کا ظاہری سہارا نہونے کی وجہ سے محض تعصب مذہبی کی بناپر اُن کی درگاہ کی جاگیر ضبط کرلی۔

صفدر جنگ کے طفیل سے مسلمانون کو بعید مصائب مین مبتلا ہونا

مرہٹون کا جو قدم مُلک ما بین دوآبۂ گنگا وجمنا مین آیا یہ صفدر جنگ کی پالیسی کا طفیل ہے چنانچہ عالم شاہی مین اس موقع پر لکھا ہے جہان صفدر جنگ اور پٹھانون مین صلح ہوجانے کا بیان ہے "ازان وقت رسم آمد مرہٹہ درین ملک جاری شد وعالمے

ازشومی قدم او بباد رفت"۔ صفدر جنگ نے احمد خان بنگش کے مقابلے مین ۱۱۶۳ھ
مین مدد دینے کے جلدو مین مرہٹون کو سرحد کول وجالیسر ومئو و فرخ آباد وق
سے کوڑہ جہان آباد تک ملک حوالے کر دیا تھا۔ مرہٹون نے رفتہ رفتہ نواح الہ آ
جوانتربید کا منتہیٰ ہے اپنا ہاتھ پہونچایا اور دس برس تک ایسی سخت گیری ج
کے ساتھ حکومت کی جس سے مسلمانون پر بے حد مصائب گذرے۔ اگر گنگا وجمنا
روشنائی بن جائے تو بھی اُن مصائب کا ایک شمّہ تحریر نہ ہوسکے۔ گانؤن اور ملکیں
جو سادات اور مشائخ اور علما کو سلاطین اسلام نے وقتاً فوقتاً دی تھین اور ا
کی معاش اُنھین مین منحصر تھی یک لخت ضبط کرلین اُن لوگون کی نوبت بھیک تک
پہونچگئی۔ اور برہمن فقراے اسلام کو اُسکا دینا بھی پاپ سمجھتے تھے۔ اگر کوئی پیٹ
پالنے کے لیے اُنکی سرکارون مین نوکری تلاش کرتا تو وہ بھی متعذر تھی کیونکہ یہ لوگ
سوا اپنے ہمجنسون کے دوسرون کو جگہ کم دیتے تھے۔ خاصکر مسلمانون کو تو نوکر ہی
نہین رکھتے تھے اور اگر رکھتے بھی تھے تو سپاہیون کے زمرے مین اقتدار کسی قسم کا
نہین دیتے تھے۔[۱]

[۱] [illegible]